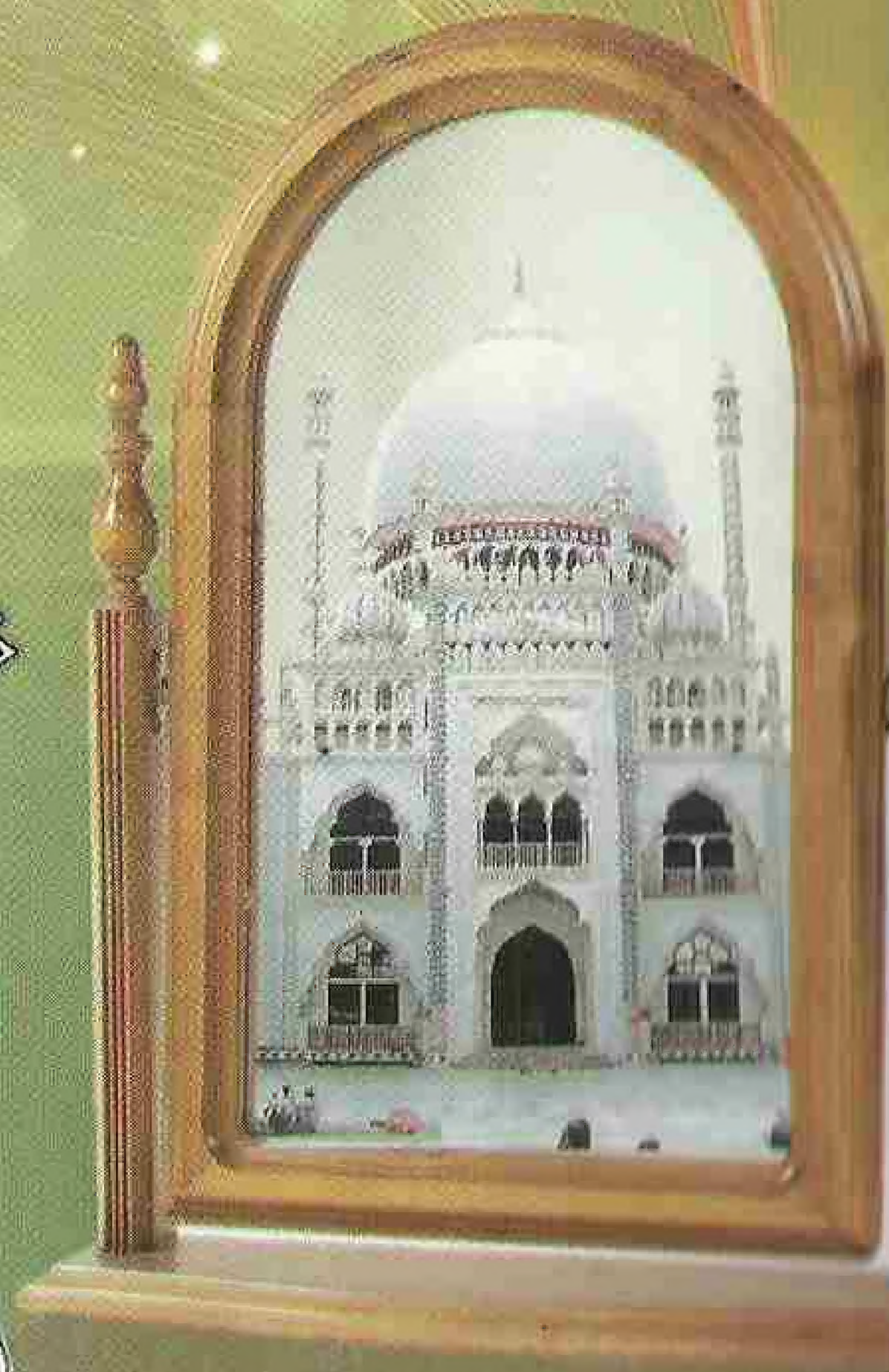


دیوبند کی خانہ سلاسی

مؤلف

خطیب مشرق حضرت ملا محمد تقی احمد نظامی علیہ الرحمہ



رضوی کتاب گھر دہلی



ایک ایسا صاف و شفاف بے غبار آئینہ جس میں
دیوبندیت کے ہر خدو خال دیکھے جاسکتے ہیں

دیوبندگی پر خاتہ تلامذہ

جلد اول

مؤلفہ:

شیخ طریقت پاسبان ملت حضرت علامہ شتاق احمد صاحب نظامی

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

و مہتمم دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، و بانی سنی تبلیغی جماعت

حسب فرمائش: جناب انور علی صاحب

سکریٹری سنی تبلیغی جماعت بھونڈی

ناشر

رضوی کتاب گھریلو

۴۲۵، اردو مارکیٹ، میاں محل، جامع مسجد دہلی فون: 3264524



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کوئی صاحب بلا اجازت ٹکس نہ لیں

نام کتاب :	دیوبند کی خانہ تلاشی
مولف :	حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی
ناشر :	رضوی کتاب گھر دہلی
باہتمام :	(حافظ) محمد قمر الدین رضوی
پروف ریڈنگ :	مولانا شرف عالم
صفحات :	176
مطبع :	رضوی پریس ایجنسی دہلی
قیمت :	Rs.35/=

مہاراشٹر میں اہلسنت کا مرکزی کتب خانہ

رضوی کتاب گھر

۱۱۴، غیبی نگر، بمبئی ۴۰۲، ضلع تھانہ مہاراشٹر فون: 55389

پیش لفظ

”دیوبند کی خانہ تلاشی“ کا اعلان برسوں پہلے ہو چکا تھا اور کتابت کا ایک معتد بہ حصہ بھی مکمل ہو چکا تھا۔ لیکن ہجوم کار، ذہنی افکار و انتشار، گردش لیل و نہار، آلام روزگار، گویا گرد و پیش کا یہ ایک ایسا ماحول ہے جس سے انسانی زندگی کو چھٹکارا نہیں۔ ہر چند کوشش کے باوجود میں حالات پر قابو نہ پاسکا۔ اب تو زندگی اس قدر مصروف ہو چکی ہے کہ وقت معینہ پر دوائیں بھی استعمال نہیں کر پاتا تا وقتیکہ کوئی یاد نہ دلائے۔ آپریشن اور اکیڈنٹ کے حادثہ کے بعد نسیان کا شدید غلبہ ہے کہ باتیں ذہن میں محفوظ نہیں رہتیں۔ بسا اوقات ذہن میں آئی ہوئی بات اس قدر جلد غائب ہو جاتی ہے جیسے پنجرہ کھلتے ہی پرندہ اڑ جائے۔ وہ وقت انتہائی قلق اور ذہنی اضطراب و بے چینی کا ہوتا ہے۔ اسی لیے اب میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ مناظرہ میں اب بحیثیت مناظر نہیں بلکہ معین مناظر شرکت کیا کروں گا۔ چنانچہ جماعتی خلاء کو پر کرنے کے لیے دارالعلوم غریب نواز کے فارغ التحصیل جناب مولانا حافظ کمال احمد خاں رضوی کو اس کے لیے منتخب کر لیا ہے اور انہیں دارالعلوم میں مناظرہ کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ کچھ اور بھی علماء نشانے پر ہیں جو غریب نواز ہی سے فارغ ہیں اگر انہوں نے میری پیش کش کو قبول کر لیا تو مناظرہ کے شعبہ ٹریننگ میں ان کا بھی داخلہ لے لیا جائے گا۔ تاکہ میدان مناظرہ میں اپنی فوقیت و برتری قائم و دائم رہے۔ رہ رہ کر سیدی سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی یاد ستاتی ہے۔ کاش وہ ہم میں اپنی حیات ظاہری میں ہوتے تو دارالعلوم غریب نواز کے ذہین، طباع، باصلاحیت اور ہوشمند طلباء کی ایک جھول ان کے قدموں میں ڈال دیتے۔ اور ہم جیتے جی اس مذہبی فوج کو دیکھ لیتے جو شاتمان رسول کے مقابل جرح و دفاع کے ہتھیاروں سے لیس ہوتی۔

پھر بھی ہم ان کے روحانی فیوض و برکات سے مایوس نہیں۔ وہ اپنی حیات ظاہری ہی میں ایسے جرنیل اور فیلڈ مارشل چھوڑ گئے ہیں جو درسگاہی طلباء کی مناظرانہ تربیت کے لیے اعلیٰ ترین صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ خود دارالعلوم غریب نواز ایسے

فنکار اساتذہ اور ذی ہوش طلباء کی چہل پہل سے باغ و بہار ہے جنہیں اپنے وقت کا فارابی و بوعلی سینا کہا جاسکتا ہے۔ ”یہ عزیزی مولانا انوار احمد نظامی ناظم اعلیٰ کی نیک نیتی، اخلاص اور نظر انتخاب کا نتیجہ ہے۔“

خود میرے بھی نصیب میں یہ سعادت میسر تھی کہ چالیس برس سے زائد تک میں نے سرکار مجاہد ملت کی جوتیاں سیدھی کی ہیں۔ ابھی میری عمر مشکل سے گیارہ برس کی رہی ہوگی کہ والد ماجد مرحوم نے رجب المرجب میں آستانہ غریب نواز پر حاضری دلائی اور ۱۰ ارشوال کو سرکار مجاہد ملت کے قدموں میں ڈال دیا۔ میں بجا طور پر کہہ سکتا ہوں کہ میرے فکر و شعور نے مناظرہ کی گود میں اپنی آنکھ کھولی ہے۔ اس عرصہ میں صرف دو مناظرہ ایسے ہیں جن میں شریک نہ ہو سکا (۱) ”کہہار ٹولی“ ضلع پورنیہ اور ”کٹک“ کہہار ٹولی تو اس لیے نہیں جاسکا کہ اس وقت میرا تحریری مناظرہ قاری زبیر سابق امام مسجد تیلی محلہ بمبئی سے چل رہا تھا۔ محافل محرم سے متعلق میں نے مسلسل پانچ سال تک تیلی محلہ میں تقریر کی تھی یہ اسی تحریری مناظرہ اور تقریر کا نتیجہ ہے کہ وہ مسجد آج سنیوں کے قبضہ میں ہے۔ فالحمد لله علی ذالک۔ اس سلسلے میں باسو بھائی رضوی کی بھی خدمات لائق تحسین ہیں۔ خدا انہیں خوشحالی عطا فرمائے۔ آمین

چنانچہ مولانا خلیل الرحمن صاحب مظفر پوری پورنیہ سے بمبئی پہنچے تاکہ کہہار ٹولی کے مناظرہ میں شرکت ہو سکے۔ میں نے صورتحال پیش کی کہ اس وقت قاری زبیر سے میرا تحریری مناظرہ چل رہا ہے اگر میں اس وقت چلا گیا تو بہت بڑا مذہبی نقصان ہوگا۔ چنانچہ جملہ تفصیلات کے ساتھ میں نے سرکار مجاہد ملت کے نام خط لکھ کر انہیں دھام نگر شریف بھیجا حضرت اس وقت سفر کے قابل نہیں تھے۔ پاؤں میں کتے نے کاٹ لیا تھا۔ دو آدمیوں کے سہارے چند قدم چل پاتے مگر مناظرہ کا نام سنتے ہی ”کہہار ٹولی“ کے لیے تیار ہو گئے۔ حزب مخالف کا روبہ صفت مناظر مولوی نور محمد ٹانڈوی آچکا تھا مگر حضرت کا نام سن کر کمرے سے باہر نہیں نکلا۔

”میں سرکار مجاہد ملت کی تاریخ لکھ رہا ہوں بعد اشاعت اس میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں، اور کٹک اس لیے نہ جاسکا کہ اس وقت بمبئی میں ایک ایسا اشتہار شائع

ہوا تھا جس کی وجہ سے وہاں میری موجودگی بہت اہم اور ضروری تھی۔ عند الملاقات حضرت کے استفسار پر میں نے صورت حال عرض کی۔ فرمایا ”پھر تم نے اس کا جواب کیوں نہیں دیا“ میں نے عرض کیا معاملات میں طول دینا نہیں تھا۔ اس لیے میں خاموش رہ گیا“ اس کی بھی تفصیل آپ تاریخ مجاہد ملت میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

حضور مجاہد ملت کی بارگاہ میں میری نیاز مند یوں کا کیا عالم تھا اسے آپ مجھ سے نہ پوچھے محبت گرامی بحر العلوم مولانا عبد المنان صاحب کی چند سطر میں ملاحظہ کیجئے۔ اب سے کئی برس پیشتر سکرولی بھنگواں ضلع گوڈہ میں ایک تاریخی مناظرہ ہوا تھا جو مسلسل ایک ہفتہ چلتا رہا۔ چونکہ یہ مناظرہ تحریری تھارات دن چوبیس گھنٹے میں کسی بھی وقت فرصت نہ ملتی۔ فجر سے مغرب تک اسٹیج میرے ذمہ ہوتا اور بعد مغرب سے صبح تک فقیہ عصر شارح بخاری حضرت مولانا الحاج مفتی محمد شریف الحق صاحب کے سپرد تھا اور اس کے امیر کارواں سیدی سرکار حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان تھے۔ فاضل گرامی مولانا سید شمیم گوہر کی ادارت میں ماہنامہ اشرفیہ نے ”مجاہد ملت نمبر“ شائع کیا چنانچہ مفتی عبد المنان صاحب مناظرہ سکرولی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

ماہنامہ اشرفیہ مجاہد ملت نمبر بمبئی ۸۲۔ ص ۷۸، ۷۹۔

الغرض تین چار یوم کی لگ بھگ چوبیس گھنٹے کی مسلسل محنت اور آپ کے چہرے پر تھکن کے آثار نہیں ان کے بڑھاپے کو دیکھتا اور ان کی اس محنت کو اور عیش عیش کرتا۔ اس موقع پر مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی کی ایک غیر معمولی سعادت مندی بھی ناقابل فراموش ہے۔

تیسرے دن جب مخالفین کا کس بل نکل گیا اور وہ میدان مناظرہ سے اٹھ گئے تو میں نے حضرت مجاہد ملت سے اجازت چاہی کہ اب کام ختم ہے اور میرے لیے دارالعلوم کی مصروفیت ہے۔ نظامی صاحب نے بھی رخصت چاہی۔ کام واقعی تمام تھا (مجھے قصبہ ادوی ضلع اعظم گڑھ میں مولوی نور محمد ٹانڈوی کے مقابل جوابی تقریر کرنی تھی جس کا میں پابند وعدہ تھا) ہم دونوں کو ہی رخصت مل گئی ہم لوگ تین میل پیدل چل کر اس طرح آئے کہ پورے راستہ میں گھٹنوں گھٹنوں پانی بھرا تھا اعضاء شل تھے اور جسم تھک کر چور

تھا۔ مخالفین کو معلوم ہوا کہ علامہ نظامی تو چلے گئے پھر کیا تھا شور مچا دیا کہ سنی مناظر بھاگ گئے۔ لوگ حضرت مجاہد ملت کے پاس آئے اور آپ نے فوراً واپسی کے لیے خط لکھا، ادھر ہم لوگ تھکے ماندے موٹر پر بیٹھے ادھر حضرت کا خط نظامی صاحب کو ملا میں ان کی اس سعادت مندی کو داد دوں گا کہ معلوم ہوتے ہوئے بھی کہ اب عملاً ہماری وہاں ضرورت نہیں صرف حضرت کے حکم پر اٹنے قدم اسی طرح تین میل پیدل واپس لوٹے جیسے آئے تھے۔ جب کہ میں تعمیل ارشاد نہ کر سکا۔ جو لوگ نظامی صاحب کی شخصیت سے واقف ہیں وہ اس اطاعت شعاری کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔

معذرت کے ساتھ: سخن گسترانہ بات آگئی جسے میں نے قلمبند کر دیا ورنہ حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا کہ اس طرح کا کوئی گوشہ پیش لفظ میں آجائے گا۔ غرض کہ سارے اسلاف و اکابر خواہ حجۃ الاسلام ہوں یا ملک العلماء صدر الشریعہ ہوں یا صدر الافاضل، محدث اعظم ہوں یا مفتی اعظم، سید العلماء ہوں یا صدر العلماء، شیر پیشہ اہلسنت ہوں یا محبوب ملت، امین شریعت ہوں یا مصنف قانون شریعت، حضور حافظ ملت ہوں یا سیدی مجاہد ملت، محسن ملت ہوں یا برہان ملت، یہ سبھی قدسی صفات، علماء ربانیین اپنی زندگی کے بے بہا کارنامے اور بے شمار علمی یادگاریں چھوڑ گئے۔

کیا کہنا میرے سرکار مجاہد ملت کا۔ مناظرہ تو ان کی گھٹیوں میں تھا۔ مناظرہ ان کا ضمیر و خمیر تھا۔ میں اپنی خوش بختی پر جتنا بھی فخر کروں وہ کم ہے۔ یقیناً یہ میرے لیے باعث صداقت ہے کہ وقت کی ایک بہت ہی عظیم المرتبت شخصیت کی درسگاہ میں نے پرورش پائی۔ اہلسنت کی مرکزی درسگاہ جامعہ حبیبیہ کا وہ ابتدائی دور جب کہ ابھی اس کی کوئی عمارت نہیں تھی۔ بغیر گارے کی اینٹ کی دیوار پر پھوس کی ایک جھونپڑی پڑی تھی۔ ابھی وہاں ”پائپ“ تک نہیں آیا تھا۔ کنویں سے پانی کھینچتے کھینچتے ہتھیلیوں میں چھالے پڑ جاتے۔ سرکار مجاہد ملت فرماتے ”اگر تم رمضان شریف یہیں گزارو تو میرا اعتکاف بجائے دھام نگر کے یہیں ہو جائے۔ والد ماجد مرحوم مجھے حکم دیتے کہ تم گھر نہ آؤ حضور مجاہد ملت کی خدمت میں رہو میں دیہات میں اپنے اعتکاف کا انتظام کرا لوں گا۔ چنانچہ افطار سے لے کر صبح سویرے اٹھ کر سحری کے لیے اسٹوپ پر کسی میٹھی چیز کا

پکانا یہ سب میرے ذمہ تھا۔ تبلیغ سیرت کے دوروں میں بستر اٹھاتے اٹھاتے کاندھوں پر درم آ جاتا۔ حضور مجاہد ملت اپنے ہاتھ میں کوئی لوٹا ہی اٹھا لیتے ایسی صورت میں اب کیسے ممکن تھا کہ میں قلی کو حکم دیتا۔ تبلیغ سیرت کی کافر نسوں میں ایجنڈے کی ترتیب۔ تجاویز کے متعدد نقول اور دوسرے انتظام و اہتمام میں رات دن ایک کر دیتا، بخار آ جاتا مگر آنکھ اٹھا کر یہ نہ کہہ سکتا کہ اب یہ بوجھ مجھ سے نہیں اٹھ رہا ہے۔ اگر اس سلسلے میں اس وقت میرا کوئی رفیق کار تھا تو مظفر میاں اور صرف مظفر میاں۔

غرض کہ میرے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سرکار مجاہد ملت کی نگاہ کرم اور فیض بخشوں کا نتیجہ ہے۔ گویا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجاہد ملت کی درسگاہ میں ہم لوگوں کو فن مناظرہ پڑھایا نہیں بلکہ پلایا گیا ہے یہ جرأت و ہمت انہیں کی عطا کردہ ہے جس کی بنیاد پر جھریا کے تاریخی مناظرہ میں مبلغ دیوبند مولانا ارشاد احمد فیض آبادی کو میں نے گرجتی آواز میں کہا تھا کہ مولوی ارشاد! ہمارا تمہارا یہی فرق ہے کہ تم مناظرہ کی خوارک ہو اور مناظرہ ہم لوگوں کی خوراک ہے۔ یہ سنتے ہی ارشاد کا چہرہ فق ہو گیا۔ اور روسیہ دیوبندیوں کے چہرے پر مزید سیاہی دوڑ گئی۔ میرا یہ وہ جگر شکاف نعرہ ہے جو آج تک ایوان دیوبندیت میں گونج رہا ہے۔ یہ ان کا کرم نہیں تو اور کیا ہے۔ غیر مقلدین کے مقابلہ بجز ڈیہہ بنارس میں حضور مجاہد ملت کا جو آخری مناظرہ کہا جاسکتا ہے۔ تیسرے روز کا نصف وقت گزر جانے کے بعد مانک پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ میں اپنی نقاہت و کمزوری کے سبب اب میں عزیزی مولوی مشتاق احمد نظامی کو مناظرہ کی صدارت سونپ رہا ہوں اس کے بعد اصول مناظرہ کے تحت اور جو کچھ فرمانا تھا وہ ارشاد فرمایا اگر میرے لیے اطمینان و اعتماد کا ان کے دل میں کوئی نرم گوشہ نہ تھا تو ملت کی اتنی بڑی ذمہ داری میرے کاندھے پر کیوں کر رکھی گئی۔ ان کی یہی وہ خرداں نوازی تھی جس نے لاکھوں کا دل جیت لیا تھا۔ غالباً ۱۳۵۲ء یا ۱۳۵۳ء کی بات ہوگی قصبہ بھدرک سے اسٹیشن آتے ہوئے استاذ گرامی شمس العلماء حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ کا غیر مقلد یا کسی قادیانی سے ایک مناظرے کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ”اگر مرتے مرتے میں چپکے سے کسی کے کان میں دو کتابوں کا نام کہ دوں تو وہ اپنے وقت کا بہترین مناظر

ہو جائے“ یہ سنتے ہی خوشیوں سے میرا دل بلیوں اچھل گیا۔ ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر میں نے عرض کیا۔ ”وہ دو کتابیں کون سی ہیں۔“ برجستہ ارشاد فرمایا ”پکی پھڑی کھانا چاہتے ہو۔“ میں نے بھی دبی زبان سے عرض کیا حضور اپنی پکائی پھڑی تو کھا نہیں پاتا جس میں میرا خون پسینہ شامل ہوتا ہے۔ کس منہ سے دوسروں کی پکائی ہوئی پھڑی کھاؤں گا۔ یہ سن کر مسکرائے۔ فرمایا محنت کرو محنت کرو۔ میں مرضی نہ پا کر خاموش ہو گیا۔ مگر پیچھے لگا رہا۔ اسے حسن اتفاق ہی کہا جاسکتا ہے کہ ایک روز شام کے دھندلکے میں میرے مجاہد ملت کہیں باہر سے تشریف لائے اور غربت کدہ ہی پر مکان کے وسطی کمرے کی مسہری پر آرام فرمائے۔ جب حضرت نماز عشاء اور کھانے سے فارغ ہو گئے تو میں خدمت میں لگ گیا تلوے میں روغن گل کی مالش کر رہا تھا۔ اچانک بھدرک والی بات یاد آگئی اور کیوں نہ یاد آتی اس وقت سے میرا حال یہ تھا جیسے جگر میں گڑی ہوئی پھانس کی چھن محسوس ہو۔ میں نے ہمت کر کے عرض کیا آخرش وہ بات حضور کب ارشاد فرمائیں گے کہ ”مرتے مرتے اگر میں چپکے سے کسی کے کان میں دو کتابوں کا نام کہہ دوں تو وہ اپنے وقت کا بہترین مناظر ہو جائے۔“ موڈ اچھا تھا۔ خوش خوش تھے فرمایا وہ دو کتابیں یہ ہیں۔ (۱) الفضل الموهبی اذا صح الحديث فهو مذهبی

(۲) رسالہ الاستمداد

”الفضل الموهبی“ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا غیر مقلدین کے رد میں فنی حیثیت سے بہت ہی عمیق اور وسیع رسالہ ہے۔ جس کے مطالعہ سے معلومات میں اضافہ کے ساتھ مناظرانہ استعداد کو بھرپور توانائی حاصل ہوتی ہے۔ اور فکر و نظر کو نئی نئی راہیں دستیاب ہوتی ہیں گویا اس کے ایک ایک جملے اور اس کی ایک ایک سطر سے مناظر پر بحث و تجسس کے نئے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس کے کچھ بنیادی اصول متعین کئے گئے ہیں جس کی گرفت اتنی مضبوط اور وسیع ہے کہ مناظرہ کا کوئی گوشہ و شوشہ اس کی گرفت سے باہر نہیں جاسکتا۔

اور ”رسالہ الاستمداد“ یہ سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ”کلام منظوم“ ہے۔ جس میں دیوبندی عقائد کو سمیٹ کر سمندر کو کوزے میں بھرنے کی

منہ بولتی مثال پیش کر دی گئی ہے۔ جس پر تاجدار اہلسنت رہبر شریعت و طریقت عارف باللہ سیدی سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت ہی جامع، مبسوط و مفصل، مدلل و مبہن، پر مغزو پر معنی حاشیہ ہے۔ اور یہی حاشیہ اس رسالہ کی جان ہے۔ بغیر حاشیہ کے اس کا سمجھ لینا سب کا کام نہیں۔ اس حاشیہ سے دیوبندی عقائد پر سرکار مفتی اعظم ہند کی وسیع اور گہری نگاہ کا پتہ چلتا ہے۔ اب آج کا دور انحطاط و تنزل کا ہے۔ طلباء فن مناظرہ کی طرف راغب و متوجہ نہیں۔ میں نے سوچا حضور مجاہد ملت کی اس امانت کو لے جا کے کیا کروں گا۔ یہ تو ایسی امانت ہے جسے طلباء کے فائدہ کی خاطر عام سے عام تر کیا جائے تاکہ باذوق طلباء اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور روح مجاہد کو خراج عقیدت پیش کرتے رہیں۔ اگر الفضل الموهبی اور رسالہ الاستمداد کے ساتھ مناظرہ رشیدیہ اور شرح عقائد وغیرہ جیسی کتابوں کو گیرائی و گہرائی سے پڑھا دیا جائے نیز سیدنا امام احمد رضا کی کتابوں کا وسیع النظری سے مطالعہ کرایا جائے۔ تو ایسا طالب علم یقیناً اپنے وقت کا بہترین مناظر ثابت ہوگا۔ عزیز مولانا کمال احمد خاں رضوی کو کچھ اسی نہج سے دارالعلوم غریب نواز میں ریسرچ کرایا جا رہا ہے۔ خدائے قدیر انہیں جلد از جلد کامرانی کامیابی سے ہمکنار فرمائے۔ آمین۔ تاکہ وہ مستقبل قریب میں جماعت کے آبرو اور قد آور شخصیت ثابت ہوں۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ”دیوبند کی خانہ تلاشی“ کے کئی فارم برسوں سے کتابت شدہ تھے مگر میری بے پناہ مصروفیات نے اشاعت کا موقع نہ دیا۔ اب مولانا انوار احمد نظامی اور وقار احمد نظامی کے اصرار پر قلم برداشتہ اس کا پیش لفظ و مقدمہ لکھ کر ان کے سپرد کر دیا تاکہ اس کی پہلی جلد شائقین تک پہنچ جائے۔ اگر عوام میں اس کی پذیرائی ہوئی تو اسے علیحدہ علیحدہ پانچ جلدوں میں شائع کیا جائے گا۔ اس لیے ناظرین سے گزارش ہے کہ وہ اس کی ہر جلد کو بہت محفوظ رکھیں۔ جس کے پاس دیوبند کی خانہ تلاشی کی پانچ جلدیں موجود ہوں وہ اسے صرف پانچ کتاب نہ سمجھے بلکہ سیکڑوں کتابوں پر مشتمل ایک کتب خانہ تصور کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے ذریعہ اپنے ناظرین کو اتھاہ سمندر دیں گے۔

میں اسے حسن اتفاق ہی سمجھتا ہوں کہ دارالعلوم محبوب سبحانی کے جلسہ دستار فضیلت میں اسٹیج پر کچھ کتابیں فروخت ہو رہی تھیں۔ اچانک دعوتِ فکر و نظر پر نظر پڑ گئی۔ چند اوراق الٹتے ہی ذہن نے بھانپ لیا کہ مولانا تابش قصوری بہت ہی عمدہ کام کر گئے اور اسی وقت فیصلہ کر لیا کہ اس کا وہ ضروری حصہ جو نادرونیاب کتابوں پر مشتمل ہے اسے ”دیوبند کی خانہ تلاشی“ میں شامل کر لیا جائے تاکہ بیک وقت عوام کے علاوہ اپنے علماء کے پاس دیوبندیوں کی وہ کتابیں جو اب مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہوتیں اس کا ایک ذخیرہ اکٹھا ہو جائے جس سے میدانِ مناظرہ میں بھی کام لیا جاسکتا ہے۔

اور عوام کو حوالہ جات دیکھنے اور دکھانے میں سہولت ہو۔ اسی غرض سے دعوتِ فکر و نظر کو آخری حصے میں شامل کر لیا گیا ہے۔ مثلاً ”رسالہ الامداد رسالہ یک روزہ الحجۃ المقل وغیرہ اب خال خال کہیں پائے جاتے ہیں

اب یہی ایک کتاب آپ کو سیکڑوں کتابوں کا کام دے گی۔ خدائے قدیر زیر مطالعہ کتاب کو عوام کے حق میں رشد و ہدایت اور سعادت و نجات کا ذریعہ بنائے جو اہل علم اس سے فائدہ اٹھائیں وہ اپنی خصوصی دعاؤں میں عالی جناب علی احمد خاں مرحوم کو برائے ایصالِ ثواب یاد رکھیں۔ خدائے قدیر مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

اسیر حبیب مشتاق احمد نظامی

۱۹/۱۲/۱۴۰۵ھ ۵/۱۲/۱۹۸۵ء کاشانہ خواجہ الہ آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ

برسوں سے جس کا آپ کو انتظار تھا۔ اب وہ کتاب، دیوبند کی خانہ تلاشی آپ کے زیر مطالعہ ہے اس طویل وقفے میں نہ جانے کتنے آرڈر ضائع ہوئے اور کسی قدر محفوظ ہیں اس کا علم منیجرِ مکتبہ پاسبان کو ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ شائقین کی تلاش و جستجو کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ یہ مقام مسرت ہے کہ الحاد و زندقہ کے ہوش ربا دور میں، حق نگر، حق شناس حق پسند اور متلاشیانِ حق سے خطہ زمین خالی نہیں ہے۔ تاریخ اس حقیقت کو ہمیشہ دہراتی رہی کہ مذہبِ حق کے خلاف آندھیاں چلیں، طوفان اٹھے۔ طرح طرح کی سازشیں کی گئیں مگر ہر دور میں حق، بنیانِ مرصوص ہی ثابت ہوا۔ شریکوں کے دماغ کی چولیس کھسک گئیں لیکن صداقت کی آہنی دیوار پر خراش تک نہیں آئی۔ انصاف و دیانت سے کھلوار کئے بغیر تاریخ کے بے بنیاد آئینے میں اگر حالات و واقعات کا صحیح جائزہ لیا جائے تو سیدنا امام احمد رضا کا دور بھی کچھ ایسا ہی نظر آتا ہے۔ ولی اللہ خاندان جو ہندوستان کے علومِ دینیہ پر بادل بن کر چھا رہا تھا سبھی ان سے متاثر تھے۔ آج جس کو دیوبندی مکتبہ فکر کہا جاتا ہے اس کے اساطین و سرخیل جماعت نے ولی اللہ خاندان کی عزت و وقار اور عظمت و بزرگی کا سہارا لے کر گمراہی و بد عقیدگی کا طوفان اٹھایا۔ اور مولانا اسماعیل دہلوی کی کجروی و فکری آزادی سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جسے خاندان سے کھلی ہوئی بغاوت بھی کہا جاسکتا ہے۔ بزعم خویش ان کا خیال تھا کہ ولی اللہی خاندان کے چشم و چراغ سے کون آنکھیں ملا سکتا ہے؟ مگر وہ اس حقیقت سے بہرہ خبر تھے جسے بریلوی مکتبہ فکر کہا جاتا ہے۔ وہ حالات کے پیش نظر موم سے زیادہ گرم اور

لوہے سے زیادہ سخت ثابت ہوتا ہے وقت آنے پر وہ دودھ کو دودھ اور پانی کو پانی کر دکھاتا ہے۔ ہر چند کہ ابھی اس نام سے یہ مکتبہ فکر وجود میں نہ آیا تھا۔ مگر اس کے عہد کے افکار و نظریات جیسے جیسے صفحہ قرطاس پر سمٹتے گئے اور دشمنان مصطفیٰ کی جارحیت و یلغار پر وفا شعاروں نے مدافعت کا مورچہ سنبھالا ویسے ویسے نظری و فکری اختلافات کا انبار لگتا گیا۔ جس پر انوار ساطعہ مصنفہ مولانا عبدالمسیح رامپوری و سیف الجبار مصنفہ علامہ فضل رسول بدایونی علیہما الرحمۃ والرضوان اور اس طرح کی دوسری کتابیں شاہد عدل ہیں چنانچہ جب آپ تاریخی شواہد کی چھان پھٹک کریں گے تو یہ حقیقت از خود آپ پر منکشف ہو جائے گی۔ یہ بات آپ پر واضح رہے کہ دہلی قلعہ معلیٰ میں میلاد و سلام، نیاز و فاتحہ، وغیرہ جیسے مراسم سلاطین مغل کے بھی معمولات میں تھے۔ لیکن عہد اسماعیلی میں ان سبھوں پر پہرہ بٹھانے کی کوشش کی گئی۔ جسے سلطنت مغلیہ کے آخری تاجدار شاہ ظفر نے برداشت نہ کیا اور جذبہ عقیدت کے تحت حضرت علامہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بہ زبان فارسی سوالات بھیجے علامہ کی طرف سے اس کا جواب بھی فارسی ہی میں حاضر کیا گیا، یہ کتاب جو سوال و جواب پر مشتمل ہے ڈاکٹر علیم الدین صاحب قادری قدیری کلکتوی کے کتب خانہ میں موجود ہے جو میری نظر سے گذر چکی ہے۔ کہنا یہ ہے کہ عہد رضا سے پہلے دیوبندی فتنے کا آغاز ہو چکا تھا اور اس دور کے علمائے اہلسنت زبان و قلم کی شمشیر برہنہ لے کر میدان میں اتر گئے تھے۔ اور ہر ایک نے اپنی اپنی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کے جوہر دکھائے۔ اور سوالات و جوابات کے ہر میدان میں شائبان رسول کو برہنہ کر دیا۔ یہ حقیقت بھی آپ پر واضح رہے کہ ابھی بنام دیوبندیت بھی کوئی مکتبہ فکر موسوم نہیں ہوا تھا۔ بلکہ مستقبل قریب میں بننے والی نوزائیدہ و نومولود جماعت کا عبوری و بحرانی دور تھا یہی وجہ ہے کہ دیوبندیوں کے اقوال و عبارات میں اختلال و اضطراب کی بے شمار مثالیں پائی جاتی ہیں چونکہ ابھی کوئی طبقاتی گروپ وجود میں نہیں آیا تھا۔ آہستہ آہستہ ان کے اقوال یکجا ہوتے گئے۔ اور مل جل کر وہ ایک مکتبہ فکر بن گئے۔ جسے اب دیوبندی مکتبہ فکر کہا جاتا ہے۔ مثلاً مولانا حسین احمد کو یہ نہیں معلوم تھا کہ عبد الوہاب نجدی کے بارے میں مولانا رشید احمد گنگوہی نے کیا

کہا ہے اور گنگوہی صاحب کو اس کا علم نہ تھا کہ عبد الوہاب سے متعلق مولوی حسین احمد کا نظریہ کیا ہے۔ البتہ یہ بات بریلوی مکتبہ فکر میں نہیں ہے۔ چونکہ اسماعیلی گروپ ایک نئے مذہب کو اور ایک خانہ ساز عقیدے کو معرض وجود میں لا رہا تھا جو اسلاف کے نظریات سے براہ راست ٹکرا رہا تھا۔ اس لیے اس میں اختلاف اقوال کا ہونا ضروری ہے۔ اب متقدمین کے اصول و ضوابط کا پابند نہیں رہا بلکہ شرک و بدعت کے نام پر ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی۔ جسے دیوبند کا نیا دین کہا جاسکتا ہے۔ اور فی الواقع ہے بھی ایسا ہی۔ برخلاف علماء اہلسنت کے ان حق پرستوں کو کہ کسی نئے دین و مذہب کو جنم دینا نہیں تھا۔ بلکہ پرانے مذہب اہلسنت جس کی تعبیر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے مآنا علیہ واصحابی سے فرمائی ہے۔ اسی مذہب مدون و مہذب کی حفاظت و صیانت مقصود تھی۔

غرضیکہ عہد اسماعیلی میں اختلافات کا آغاز ہو چکا تھا۔ اور اسلاف و اکابر کے عقائد اور معمولات و مراسم سے اکتائے و گھبرائے افراد مولانا اسماعیل سے قریب ہوتے گئے البتہ یہ ضرور ہوا کہ حنفیت و غیر حنفیت کی بنیاد پر یہ جماعت دو ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ ایک طبقہ نے عقائد کی گمراہی قبول کرنے کے ساتھ مسئلہ تقلید سے بھی ہاتھ دھو لیا۔ اور تقلید شخصی کا قلابہ گردن سے نکال پھینکا۔ موقع غنیمت سمجھ کر برٹش گورنمنٹ نے بھی خوب خوب اس فرقہ کی مدد کی تاکہ خدا کے گھر میں نماز کا ایک مشترکہ طریقہ جو رائج ہے اس آہنی دیوار میں بھی دراڑ پڑ جائے جو اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی خاطر اپنے کواہل حدیث کہتے ہیں۔ مگر وہ فی الواقع غیر مقلد ہیں۔ البتہ علماء دیوبند نے اسماعیلی عقیدے کو تو قبول کر لیا۔ مگر دنیاوی مصلحتوں کے پیش نظر اپنی حنفیت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے۔ تاکہ عمل کا قدرے مشترک عوام کو دھوکے میں مبتلا رکھے چنانچہ آج دیوبندی بریلوی مناظرے میں دونوں ایک ہی اسٹیج پر نظر آتے ہیں۔ ہاں دیوبندیت حنفیت کو آخری سلام کر لیتی ہے اور غیر مقلدیت اپنے گلے میں تکلیف کا پٹہ باندھ لیتی ہے یہ ہے دونوں کی حنفیت و غیر مقلدیت۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ عہد رضا سے پہلے اختلافات کا آغاز ہو چکا تھا۔ مگر یہ فیلڈ

”امام احمد رضا“ جیسی عبقری شخصیت کے لیے مقدر ہو چکی تھی تاکہ فتح و کامرانی کا سہرا انہیں کے سر باندھا جاسکے۔ چنانچہ صاحب بصیرت افراد نے ماضی کے آئینے میں مستقبل کی جو تصویر دیکھی تھی وہ عہد رضا میں اپنے پورے خدو خال کے ساتھ سامنے آ گئی۔

اللہ اکبر ایک ایسا درویش جس کا علم کسی ہی نہیں وہی بھی تھا۔ ورنہ مسئلہ علم غیب پر چند گھنٹے میں خانہ کعبہ کی دیوار تلے عربی زبان میں ”الدولة المکیة فی المادۃ الغیبیہ“ جیسی ضخیم محقق و مدلل و مبرہن کتاب کا قلمبند کر لینا کچھ آسان نہ تھا۔ یہ کتاب از ابتداء تا انتہا خدا کی عطا کردہ اعلیٰ ترین صلاحیتوں کی مظہر و آئینہ ہے جہاں عام انسانوں کا علم کسی دست بستہ انہیں خراج عقیدت پیش کر رہا ہے۔

چنانچہ جب امام احمد رضا جیسی نادر روزگار شخصیت نے ”کمان“ اپنے ہاتھ سنبھالی تو سیف قلم نے شاتمان رسول کے بڑے بڑے ناموروں کے سر قلم کر دیئے۔ جو کوہستان و بیابان دیوبندیت کے شیر بر سمجھے جاتے تھے۔ وہ امام احمد رضا کے نشانہ قلم پر شیر قالین نہ ثابت ہو سکے۔ یہی جلانے کی وہ آگ ہے جس میں پوری دیوبندیت تجلس کر خاکستر ہو رہی ہے اور جب تک تو بہ نصیب نہ ہوگی یہ آگ انہیں یونہی اور بحسم کرتی رہے گی۔ خدائے قدیر سیدنا امام احمد رضا کی قبر اطہر پر رحمتوں کی ساون بھادوں برسائے جن کے نوک قلم نے گھٹا ٹوپ تاریکیوں کا پردہ چاک کر کے پوری امت مسلمہ کو اجالے میں کھڑا کر دیا۔ اے وقت کے دانشورو! غور کرو امام احمد رضا کا ایک ایسا وجود مسعود جو تنہا لاکھوں پر بھاری بھر کم تھا اسے خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے اگر زبان و ادب کا پورا سرمایہ بھی اکٹھا کر دیا جائے تو اس کی زندگی کے چند لمحات کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ناکافی ہوگا۔ عقل حیران ہے کہ زبان و قلم کے لیے نیاز مند یوں کی بھیک کہاں سے مانگی جائے۔ اور کس کے خزانہ عامرہ سے گوہر آبدار چن چن کر ان کے قدموں پر نچھاور کئے جائیں۔ جس سے امام احمد رضا جیسی قد آور شخصیت کی دینی و قلمی خدمات کا حق ادا کیا جاسکے۔

امام احمد رضا: وہ ایک شخص ہی نہیں تھا بلکہ وہ ایک نظریہ تھا، عقیدہ تھا، مسلک تھا مشرب تھا۔ انجمن تھا۔ کانفرنس تھا۔ کتب خانہ تھا۔ لائبریری تھا، وہ علوم

و معارف کا کوہ گراں بھی تھا، بحرِ خار بھی تھا، وہ درس گاہ بھی تھا خانقاہ بھی تھا۔

امام احمد رضا: آسمان علم و حکمت کا درخشاں آفتاب تھا اور گلستان طریقت و معرفت کا شاداب پھول تھا۔ علم ظاہر کا جاہ و جلال اور علم باطن کا زندہ مثال تھا۔ وہ دن کے اجالے میں میدان قلم کا شہسوار اور رات کی تاریکی کا عابد شب زندہ دار تھا، وہ علم ظاہر و باطن کا سنگم تھا۔ وہ عالم نہیں، علم اور زاہد نہیں زہد تھا،

امام احمد رضا: وہ ایک مفتی تھا، مدرس تھا، مقرر تھا، مناظر تھا، مصنف تھا، مؤلف تھا، مفسر تھا، محدث تھا، معقولی تھا، منقولی تھا، ادیب تھا، خطیب تھا، فصیح تھا، بلغ تھا۔ فقیہ تھا، وجیہ تھا۔

امام احمد رضا: ماہر الہیات و فلکیات تھا، ماہر ریاضیات و طبیعیات، ماہر نجوم و توقيت تھا، جو مدتوں کشور علم پر ساون بھادوں کی طرح برستار ہا۔ وہ ماہر علم الادویات و علم الابدان تھا، غرض کہ وہ بیک وقت پچاس سے زائد علوم پر یدِ طولی و دستگاہِ کامل رکھتا تھا۔

امام احمد رضا: وہ اپنے وقت کا ابو حنیفہ و شافعی تھا، وہ غزالی بھی تھا اور رازی بھی تھا، وہ رومی بھی تھا اور محی الدین ابن عربی بھی تھا۔ وہ درس گاہ کی نوک پلک سے آشنا اور خانقاہ کے اسرار و رموز کا ہمراز تھا۔

اسے خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ایسی کئی زندگیاں درکار ہیں۔ وہ اللہ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک نادر و نایاب نعمت تھے۔ جس کے حق نگار قلم نے کروڑوں مسلمانوں کو کفر و گمراہی سے بال بال مامون و محفوظ کر لیا۔ آج معمولات و مراسم اہلسنت کی جو دھوم دھام ہے جس کے حسنات و برکات سے پوری دنیائے اسلام مالا مال ہو رہی ہے، یہ امام احمد رضا ہی کے جہاد بالقلم کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔

”خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را“

دیوبندیت کی شاطرانہ چالیں

گفتگو اپنے موضوع سے بہت دور آ گئی۔ حضور مجاہد ملت اور سیدنا امام احمد رضا جیسے قدسی صفات نفوس سے دل ایسا لگا بندھا ہے کہ ان کی بارگاہ میں پہنچ کر نوع بنوع

اور گونا گوں جلوؤں میں ایسا گم ہو جاتا ہوں کہ بہت جلد واپسی کا امکان باقی نہیں رہتا۔ اب میں چند ایسے اشارات دے کر گزر جانا چاہتا ہوں جس سے آپ اس حقیقت کا بخوبی اندازہ کر سکیں گے کہ علماء دیوبند واقعات و حقائق کی صورتیں مسخ کرنے میں کتنے شاطر، پیاک اور نڈر واقع ہوئے ہیں۔ گویا نہ تو دل میں خشیت الہی کی کوئی رمت ہے اور نہ ہی قومی عدالت میں پیش ہونے کا خطرہ! اپنا الوسیدھا کرنے کے لیے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ان کی فطرت ثانیہ ہے۔

اب ماہنامہ تجلی کے حوالے سے اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:

آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے

”ماہنامہ تجلی دیوبند جلد نمبر ۱۵، شمارہ نمبر ۱۱، جنوری ۱۹۶۳ء ص ۲۶، ۲۷۔ سوال ۶، از ضلع شاہ آباد، بہار ”یہاں اس ماہ جلسہ سیرت تھا جس میں علم غیب پر مولانا مشتاق احمد الہ آبادی نے تقریر کی اور ثابت کیا کہ حضور عالم غیب تھے۔ موصوف نے حاضرین سے فرمایا کہ بتاؤ خدا موجود ہے نا؟ جواب دیا گیا ”ہاں“ فرمایا اور تم اس وقت اپنے کو کیا کہو گے، ظاہر ہے موجود کہو گے۔ تو خدا بھی موجود اور انسان بھی موجود یہ تو کھلا ہوا شرک ہوا۔ کیوں کہ انسان غیر اللہ ہے۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ اسے شریعت کی اصطلاح میں اشتراک لفظی کہتے ہیں۔ منفرد لفظ جب دوسرے لفظ سے مرکب ہوتا ہے تو معنی بدل جاتے ہیں جیسے خدا موجود، انسان موجود، پہلے لفظ کا معنی یہ ہوا کہ خدا ہمیشہ سے ہے اور اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسی صورت سے عالم الغیب خدا ہے اور عالم غیب رسول اور فرمایا کہ جب حضور عالم غیب نہیں تھے تو پھر کیسے قبل از وقت قیامت کی خبریں مع حرکات و سکنات بتائیں۔ (الغ)

نوٹ: یہ ایک سوال ہے جس میں سائل اس کی صراحت کرتا ہے کہ مشتاق احمد الہ آبادی نے خدا کو عالم الغیب اور حضور عالم غیب کہہ کر حضور کے لیے علم غیب ثابت کیا۔ چنانچہ مندرجہ بالا حوالہ میں خط کشیدہ عبارت کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

اب مدرسہ دیوبند کے فارغ التحصیل مولانا عامر عثمانی جو دیوبند کے مایہ ناز قلم کار تصور کئے جاتے ہیں۔ ان کی شاطرانہ چال ملاحظہ فرمائیں:

الجواب ۶: آپ کے بقیہ دو سوال ہم نے حذف کر دیئے ہیں کیونکہ وہ بھی انداز فکر کے اعتبار سے ایسے ہی تھے۔ اور علیحدہ ان کا جواب دینا وقت ضائع کرنا ہوگا۔ اس سوال کا جواب صرف یہ ہے کہ شیطان کو جب مالک ارض و سما ہی نے قیامت تک کی مہلت دے دی تو وہ ہر دور میں اور ہر رنگ میں اپنے مشن کو چلاتا رہے گا۔ کہیں وہ دہریت والحاد کے پرچم اڑاتا ہے۔ کہیں شرک و زندقہ کی آندھیاں اٹھاتا ہے۔ کہیں غلو اور بوالفضولی کی وباء پھیلاتا ہے۔ قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کو نبی مانا۔ حالانکہ جس طرح سورج کا روز نکلنا اور غروب ہونا دورائے کا متحمل نہیں۔ اسی طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا دورائے کی گنجائش نہیں رکھتا شیعوں نے حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ میں فوقیت دی حالانکہ ابو بکر کا سب سے افضل امتی ہونا اتنا ہی ظاہر اور باہر تھا جتنا یہ نیلا آسمان اور چمکتا ہوا چاند۔ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو اللہ کا بیٹا قرار دیا۔ حالانکہ کسی بشر کا ابن اللہ ہونا اتنی ہی بے بنیاد اور لائینی بات تھی جیسے دودھ کا سیاہ اور توڑے کی کالک کا سفید ہونا۔ اسی طرح شیطان نے کھوپڑیوں میں گھس کر بعض نادانوں کو اس مراق میں مبتلا کر دیا کہ اللہ کے سوا بھی کوئی عالم الغیب ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ اور صرف اللہ ہی کا عالم الغیب ہونا پوری امت کے نزدیک ایسی حقیقت تھی جس کے خلاف ادنیٰ سا وہم بھی کسی کے قلب میں نہیں گذر سکتا تھا۔ مگر شیطان کا کمال یہی ہے کہ وہ دماغوں میں مغز کی جگہ بھس بھر دیتا ہے۔ اور فکری قوتی میں ایسی کجی پیدا کر دیتا ہے کہ اچھا خاصہ آدمی سودائیوں جیسے طرز فکر کو عین دانائی سمجھ بیٹھتا ہے۔

ناظرین اور دانشوروں کی بھرپور توجہ چاہتے ہوئے گزارش کروں گا کہ وہ سائل کے سوال کی خط کشیدہ عبارتوں کو بغور ملاحظہ فرما کر عامر صاحب کے جواب کا بے تکاپن اور ذہنی بوکھلاہٹ پر دھیان دیں کہ جب سائل اس کی وضاحت کرتا ہے کہ مشتاق احمد الہ آبادی نے حضور کے لیے علم غیب ثابت کر کے عالم غیب کہا تو اب یہ کہنا کہ پوری امت مسلمہ خدا کے سوا کسی کو عالم الغیب نہیں مانتی۔ اسے واقعہ کی اصل صورت کو مسخ کر کے آنکھوں میں دھول جھونکنا نہ کہا جائے گا تو آخرش اس کی اور دوسری تعبیر کیا ہوگی۔ اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ دماغ میں مغز کی جگہ بھس کہاں بھرا ہوا ہے

آیا مراق یہاں ہے یا وہاں؟ اس بے تکے پن کے جواب کا مفہوم تو یہ ہوا کہ علماء دیوبند کے نزدیک عربی زبان میں الف لام کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ خواہ عالم الغیب کہا جائے یا عالم غیب! حالانکہ اہل علم اس حقیقت سے بہت اچھی طرح واقف ہیں کہ عربی زبان کے مبتدی طالب علم کو جب ”کافیہ“ پڑھائی جاتی ہے تو استاذ ”الکلمۃ“ کے الف لام پر مسلسل کئی دن تقریر کرتا ہے۔ یہ موقع اس کا نہیں کہ الف لام پر کوئی تفصیلی گفتگو کی جائے۔ محض ذہن دینا مقصود ہے کہ علماء دیوبند کی شاطرانہ چالوں سے سبق حاصل کیا جائے اپنی آنکھوں کا شہتیر نہ دیکھ کر دوسروں کی آنکھ میں تنکا تلاش کرنا اسی کو کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی مولویت اور داڑھی کے پردے میں کیسے کیسے ڈرامے کھیلے ہیں اور عوام کے جذبہ عقیدت سے کیسے کیسے غلط فائدے اٹھائے ہیں۔ اس کی ایک اور زندہ مثال ملاحظہ فرمائیں۔

”اتراؤں“ ضلع الہ آباد کا ایک غیر معروف دیہات ہے۔ وہاں سے عید الاضحیٰ کا اشتہار شائع ہوا جس میں بعد نماز عیدین مصافحہ و معانقہ کی مخالفت میں یہ مسئلہ شائع کیا گیا۔ نماز عید کے بعد خصوصاً مصافحہ و معانقہ کو ضروری سمجھنا بدعت، بولنے اور لکھنے کا ہیضہ ہی ہو گیا ہے تو کیا اس طرح نہیں لکھا جاسکتا تھا کہ بعد نماز عید مصافحہ و معانقہ مستحب ہے۔ البتہ اسے ضروری نہ سمجھا جائے اس طرح لکھنے سے عوام مستحب جیسی برکت سے محروم بھی نہ ہوتے۔ اور اتراؤں کے جن دیوبندیوں نے اسے ضروری سمجھ لیا تھا اس کی اصلاح بھی ہو جاتی مگر یہاں مسئلہ بتانا مقصود نہیں ہے بلکہ زبان و قلم کی لغزش کو نباہنا ہے۔ چونکہ یہ کہہ چکے ہیں کہ بعد نماز عیدین مصافحہ و معانقہ بدعت ہے اور حسن منزل کے مناظرہ میں اپنے منہ کی کھا چکے ہیں۔ لہذا براہ راست مصافحہ و معانقہ کو تو بدعت نہ کہہ سکے اس میں ضروری کی قید کا اضافہ کر کے یوں لکھا کہ اسے ضروری سمجھنا بدعت ہے، یہی ہے دیوبندی مولویوں کا داؤ پیچ اور دینی مسئلہ سے کھلواڑ نیز عوام کو بے وقوف بنانا اس کی پوری تفصیل میری کتاب ”تازیانہ“ میں آرہی ہے۔ یہ تو ان کے چھٹ بھیوں کا حال ہے۔ مگر انہوں نے اس تلک کو اپنے بڑوں سے سیکھا ہے۔ اب اس کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں:-

مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب ”میلا النبی“ جو تھانوی صاحب کی نو تقریروں کا مجموعہ ہے وہ میلاد النبی کی مخالفت میں رقمطراز ہیں لکھتے ہوئے قلم کانپ رہا ہے اور رچر پاش پاش ہو رہا ہے۔ (عید میلاد النبی، نیوتاج آفسٹ پوسٹ بکس ۷۴۹، ادبلی ص ۵۴)

”صبح صادق کے وقت وہ بیان ہوا اس لیے کہ حضور کی ولادت شریف اسی وقت ہوئی ہے اور ایک گہوارہ لٹکایا گیا غرض پوری نقل بنائی گئی۔ نعوذ باللہ وغضب رسولہ علی ہذہ اختراعات“۔ اگر یہی نقل ہے تو خدا خیر کرے ایک عورت کو بھی لادیں گے اور اس کو کہہ دیں گے چلایا کرے۔

نوٹ:- میں نے جب بھی اس ٹکڑے کو پڑھا آنکھیں نمناک ہوئیں اور دل کی دھڑکنیں بڑھ گئیں۔ ان گنت وبے شمار حملوں سے کلیجہ گھائل ہو کر زخموں سے چور چور ہو گیا ہے۔ ان ظالموں سے کوئی دریافت کرے کہ ہر نقل کو اس کی اصل درکار ہوتی ہے۔ جب جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ سرور کونین روجی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر حضرت سیدہ آمنہ نے کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں محسوس کی تو پھر یہ لکھنا کہ تذکرہ میلاد شریف میں ”ایک عورت کو بھی لادیں گے اور اس کو کہہ دیں گے کہ چلایا کرے۔“ جب چلانے اور شور مچانے کی کوئی اصل نہیں تو اس کی نقل کا کیا سوال؟ یہ دلوں کا چور اور ذہنی پراگندگی نہیں تو اور کیا ہے؟ ایسے شائمان رسول اور شریکوں کے شر سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھے۔ آمین

ایک نئی دریافت: برسوں پہلے مجھے معلوم ہوا تھا کہ برٹش گورنمنٹ مولانا تھانوی کو چھ سو روپے ماہانہ دیتی تھی۔ وہ میٹر تاسٹی ”راجستھان“ کے ایک قریبی گاؤں کے رہنے والے جناب مکرم علی خاں کے دست بدست ملتی تھی ایک بار میں میٹر تاسٹی اسی غرض سے پہنچاتا کہ مکرم علی خاں سے اس کی تحریر حاصل کی جائے مگر بارش کی وجہ سے راستہ ناقابل سفر تھا نہ جاسکا۔ ابھی ۲۰ اگست کو پھر اسی غرض سے میٹر تاسٹی پہنچا۔ چنانچہ فاضل گرامی جناب مولانا محمد قاسم صاحب خطیب شاہی مسجد کے توسط سے ان کے والد ماجد حضرت مولانا قاضی خورشید احمد صاحب خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے ان کا تحریری بیان حاصل کیا۔ اس کی فوٹو کاپی کرالیا ہے اگر گنجائش رہی تو

وہ بیان اسی جلد میں آئے گا۔ ورنہ ”خانہ تلاشی“ کے جلد دوم میں آپ اسے ملاحظہ فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ”دیوبند کی خانہ تلاشی“ پانچ جلدوں میں شائع کی جائے گی۔ اور اس کی ہر جلد بہت محفوظ رکھی جائے گی۔ یہ پانچ جلدیں ایک کتب خانہ کا کام دیں گی۔ عوام کو دشمنان رسول سے آگاہ کرنے میں نیز رشد و ہدایت اور ایمان و عقیدے کی سلامتی و پختگی کی غرض سے ”دیوبند کی خانہ تلاشی“ پانچ جلدوں میں شائع کی جا رہی ہے۔ اہل بڑی عجلت میں اس کی اشاعت ہو رہی ہے مجھے اس کا احساس ہے کہ کتابت کی غلطیوں سے آپ کی سنجیدہ نظر کو دو چار ہونا پڑے گا جس کی معذرت قبول فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلا ایڈیشن ایسا نہ ہوگا۔ اب آپ ورق الٹتے جائیے اور علماء دیوبند کی متعدد کتابوں کے حوالے جاتے ہیں ان کی ذہنی پراگندگی رسول دشمنی، باہمی تضاد بیانی، دوسروں پر اپنی فوقیت و برتری، علماء اہلسنت پر الزام تراشی، بہتان بندی، اور دشنام طرازی کے نمونے ملاحظہ فرمائیں۔ پھر دس فارم پورا ہونے کے بعد دعوت فکر و نظر سے فائدہ اٹھائیے۔ خدا میری اس محنت کو قبول فرمائے..... آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مشاق احمد نظامی

۲۳ رزی الحجہ ۱۴۰۵ء کا شانہ خواجہ الہ آباد ۳

۱۔ نوٹ:- پانچ جلدیں پوری کرنے کا ارادہ تھا مگر حیات نے ساتھ نہ دیا۔

جن کا تاریخی نام مکر عظیم ہے

مشاہیر علماء و مشائخ کے روزمرہ کے جواقوال جمع کر لئے جاتے ہیں، اسی کو عرف عام میں ”ملفوظ“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، مکتبہ فکر دیوبند کے نہ صرف رہنما ہیں بلکہ مجدد، حجۃ اللہ فی الارض، حکیم الامت، ایسے ہی بہت سے ان کے ٹائٹل ہیں۔ ”افاضات الیومیہ“ انہیں کے ملفوظ کا نام ہے۔ چونکہ عام ملفوظات سے اس کا رنگ ڈھنگ بالکل الگ تھلگ ہے اس لیے اس کا نام بھی سب سے جداگانہ ہے۔

مولانا تھانوی کے متوسلین نے اس کا اہتمام کیا کہ دن بھر میں وہ جو کچھ فرماتے اسے اکٹھا کر لیتے بعد میں افاضات الیومیہ کے نام سے اس کی اشاعت کر دی گئی اس کی ترتیب و تدوین میں جس قدر احتیاط و اہتمام کیا گیا ہو وہ کم ہے۔

اب آنے والے صفحات میں آپ افاضات الیومیہ کے کچھ اقتباسات ملاحظہ فرما کر اس کا جائزہ لیجئے کہ تھانوی صاحب کی مجلس میں قرآن و سنت، فقہی مسائل وغیرہ وغیرہ پر سنجیدہ علمی گفتگو ہوتی! یا محض تفریح اور مسخرے پن کی باتیں ہوتیں، مشتے نمونہ از خردارے، کے طور پر کچھ اقتباسات لئے گئے ہیں اگر سب کو اکٹھا کیا جائے تو کئی جلدوں میں ضخیم کتاب ہو جائے گی۔ مقصد سب کو یکجا کرنا نہیں ہے، یہ تو جن کا کام تھا وہ کر چکے، مجھے بطور مثال علماء دیوبند کی کتابوں کے کچھ نمونے دینے ہیں تاکہ ناظرین بغیر کسی خارجی اثرات کے خود انہیں کے اقوال سے ان کے متعلق اپنا آخری فیصلہ کر سکیں۔

گویا یہ ایک آئینہ ہے جس میں دیوبندیت کی صحیح تصویر نظر آئے گی اگر ”دیوبند کی خانہ تلاشی“ اس کا نام تجویز نہ کرتا تو اس کتاب کا نام ”دیوبندیت اپنے آئینے میں“ ہوتا۔

سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظ مبارک پر بعض نادان دیوبندیوں کے کچھ مہمل اعتراض تھے جس کو انہوں نے کتابچہ اور پوسٹر کے ذریعہ مشتہر کیا، ان کی اپنی دانست میں گویا سوالات ایسے تھے جس کا جواب نہ ہو سکے گا۔

دیوبند کے بعض کمیشن ایجنٹ سفیروں نے بمبئی، ہلی، ناگپور، کانڈنر، وغیرہ میں اہلسنت کے خلاف ایک محاذ جنگ قائم کر دیا اور جہاں زمین خالی دیکھی وہاں مناظرہ کا چیلنج بھی دیا لیکن بحمد اللہ، میری کتاب ”انکشافات“ نے ان کے اعتراضات کے بخنہ ادھیڑ دیئے اور تحقیقی و الزامی جوابات دے کر دیوبند کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔ ”انکشافات“ کی اشاعت کے بعد سے اب ان کا تعزیر ٹھنڈا ہو چکا ہے۔ بھنگواں ضلع گوئدہ کے مناظرہ میں پہلی بار ”انکشافات“ دیوبندیوں کے اسٹیج پر گئی جس سے وہ دم بخود اور حواس باختہ ہو گئے، ان کے اپنے خیال میں جن سوالات کے جوابات نہ تھے اس کتاب نے ان کے سرمایہ علم کی قلعی کھول دی اور ان کے سوالات تار عنکبوت کی حیثیت بھی نہ پاسکے۔ انکشافات کے بعد ان کی سراسیمگی اور بیچارگی کا یہ عالم تھا کہ التواء مناظرہ کی تحریر دے کر ”جان بچی لاکھوں پایا، ایک، دو، تین، میدان مناظرہ سے رنو چکر ہوئے۔ اور ۴۲ سوال کی تاریخ معینہ پر پھر ان میں سے کسی کی صورت نظر نہ آئی۔ اہلسنت شیر کی طرح گرجتے رہے اور ان کے میدان مناظرہ میں دھول اڑتی رہی اور سناٹا ہی سناٹا تھا کسی ایک تنفس کا پتہ نہیں۔

بحمدہ تعالیٰ ”انکشافات“ کے بعد شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب کی معرکہ الآراء کتاب ”التحقیقات لدفع التلبیسات“ مارکیٹ میں آ گئی ہے جس میں فاضل مصنف نے دیوبندی پھکڑ بازوں کو ترکی بہ ترکی جواب دے کر انہیں مرگٹ تک پہنچا دیا ہے۔ ”التحقیقات“ محققانہ انداز میں بڑی کاوش اور عرق ریزی سے ترتیب دی گئی ہے۔ بہت ہی مفید اور لائق مطالعہ کتاب ہے۔

ملفوظات سیدنا امام احمد رضا علوم و معارف کا ایک بیش بہا خزانہ ہے، وہ افاضات الیومیہ کی طرح ہفوات خرافات کا مجموعہ نہیں ہے۔ اس پر اعتراض تو دور کی بات ہے، اسے سمجھنے کے لیے علم و عقل و شعور درکار ہے۔ اس میں ایسے اسرار و غوامض ہیں کہ ایک ایک حوالہ کی تلاش میں چھٹی کا دودھ یاد آ جائے۔ سیدنا امام احمد رضا کی مجلس میں پھسکی، بیس، مزا اور مذی کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا، یہ تو جناب کے حکیم الامت کی مجلس و عطا و تذکیر تھی جہاں نخس اور بیہودہ حکایات سے نصائح اخذ کئے جاتے تھے۔

اگر کتاب کی ضخامت نے اجازت دی تو ملفوظات اعلیٰ حضرت سے کچھ اقتباسات ہدیہ ناظرین کروں گا تاکہ تصویر کے دونوں رخ سامنے آجائیں۔

ورنہ تھانوی صاحب کی افاضات الیومیہ اور ملفوظات اعلیٰ حضرت دونوں مطبوع ہیں جس کا جی چاہے دونوں کا موازنہ کرے۔

اب دیوبند کے حکیم الامت جن کا تاریخی نام ”مکر عظیم“ ہے، ان کی ملفوظات کے اقتباسات ہدیہ ناظرین ہیں۔

افاضات الیومیہ

تاویل دافع کفر نہیں: مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کے جواز ہی میں

صحابہ رضوان اللہ عنہم کو کلام تھا۔ لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ قطعی رائے تھی، کہ ان کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے، کیونکہ وہ تاویل کے ساتھ ایک رکن اسلام کے منکر تھے، کیونکہ ضروریات دین میں تاویل دافع کفر نہیں۔

(افاضات الیومیہ، مصنفہ اشرف علی تھانوی، ج: ۷، ص: ۶۰، سطر: ۲۰)

نوٹ: اس عبارت کو دیوبند کے صدر دروازہ پر کندہ کر دینا چاہئے۔

”ضروریات دین میں تاویل دافع کفر نہیں“

کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونے کے باوجود اگر ایک بات بھی کفر کی ہو تو وہ بالاجماع کافر ہے

فقہاء کا جو یہ حکم ہے کہ اگر کسی میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ ایمان کی ہو تو ننانوے وجوہ کا اعتبار نہ کیا جاوے گا اور اس ایک وجہ کا اعتبار کیا جاوے گا۔ اس کا مطلب لوگ غلط سمجھتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لیے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا بھی نا کافی ہے۔ بقیہ ننانوے باتیں کفر کی ہوں تب بھی مزیل ایمان نہ ہوں گے۔ حالانکہ یہ غلط ہے، اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہو وہ بالاجماع کافر ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۷، ص: ۲۳۳، سطر: ۹)

یہ تواضع ہے یا جھوٹ کیا ایسا شخص کسی کو ذلیل سمجھے گا جو خود ہی کو سب

سے بدتر اور ذلیل سمجھتا ہے۔ افاضات الیومیہ۔ تھانوی، حصہ ۳، ص: ۳۳۷.....)

نوٹ:- تھانوی صاحب کو اپنے مجدد ہونے کا احتمال تھا اور حجۃ اللہ فی الارض ہونے کا یقین اس کے باوجود اپنے کو بدتر اور ذلیل سمجھنا یہ تحمل میں ٹاٹ کا پیوند نہیں تو اور کیا ہے یہ محض نمائش اور ریا ہے۔

گنگوہی صاحب کی نظر میں حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللعالمین تھے

حضرت گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی وفات کی خبر ملی۔ کئی روز حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو دست آتے رہے۔ اس قدر صدمہ اور رنج ہوا تھا۔ بظاہر یہ معلوم نہ تھا کہ اس قدر محبت حضرت کے ساتھ ہوگی، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ اللعالمین فرماتے تھے (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۰۵، سطر: ۳۰ وغیرہ)

نوٹ: ایک حاجی صاحب ہی کیا دیوبند کا ہر طفل مکتب مولوی رحمۃ اللعالمین ہے۔

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے برابری کا دعویٰ:

مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۴۶۴، سطر: ۲)

نوٹ: دیوبند کی زبان میں مثلاً بھائی ہونے میں اشتراک ہے۔ ہائے رے بوالہوسی۔

غیر نبی نبی سے اعلم ہو سکتا ہے: دنیوی فتون میں ہو سکتا ہے کہ غیر

نبی، نبی سے اعلم ہو جائے..... فن سیاست میں ممکن ہے غیر نبی، نبی سے اعلم ہو جائے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۳۴۹، سطر: ۱۴)

نوٹ:- تنقیص نبوت کے سوا وہ اور کونسا داعیہ ہے جس نے یہ لکھنے پر مجبور کیا۔

یہ بھی کہا جاسکتا ہے، ایک مہتر اور بھنگی بعض چیزوں میں صدر دیوبند سے اعلم ہو سکتا ہے، ایک بھاڑ بھنجا مفتی دیوبند سے اعلم ہو سکتا ہے۔

کشف کی تحقیر: اور کشف ہے کہ لوگ اس کو بڑی چیز سمجھتے ہیں کہ جو چیز

سب لوگ دیوار کے پرلی طرف جا کر دیکھ سکتے تھے وہ اس نے بیٹھے دیکھ لی۔ یہ بات تو

کافر کو بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ (افاضات الیومیہ، جلد: ۷، ص: ۴۴۱، سطر: ۱۱، وغیرہ)

نوٹ:- جناب کاڈ کارناو چھینکنا بھی کرامت ہے لیکن بزرگوں کی کرامت کفار کے جادو منتر کی طرح ہے۔

تھانہ بھون گویا مدینہ ہے: جیسا کہ مدینہ شریف میں رہ کر میل کچیل

والا نہیں رہ سکتا۔ اللہ کا شکر ہے، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے ایسا

ویسا یہاں پر بھی نہیں رہ سکتا۔ (افاضات الیومیہ، تھانوی، ج: ۴، ص: ۲۷۰، سطر: ۱)

نوٹ:- صاف صاف کہہ دیجئے اب یہ تھانہ بھون نہیں مدینہ ہے۔

گنگوہ تو کعبہ بن ہی چکا ہے، ملاحظہ ہو مرثیہ گنگوہی۔ ع

پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ

اب دیوبندیوں کو مکہ و مدینہ جانے کی ضرورت نہیں گنگوہ اور تھانہ بھون بہت کافی ہیں۔

ہمارے معزز دوست نواب جمشید علی خاں نے بھی یہ سوال لکھ کر بھیجا کہ حدیث

میں قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت تو معلوم ہے، تو کیا اس حدیث کی رو سے حضور کے

گنبد شریف کا شہید کر دینا واجب ہے۔ چونکہ واقعی بناء علی القبر کی حدیث میں مخالفت

ہے، اس لیے اول تو میں متحیر ہوا۔ بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں، جو ہوتی تو ہیں واقعی

لیکن ان کا تذکرہ بد نما اور بے ادبی اور بد تہذیبی ہوتا ہے۔ (لخ)

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۱۹۰، ۱۹۱، سطر: ۲۲)

نوٹ:- اگر سچ بات کا تذکرہ بسا اوقات بد نما معلوم ہوتا ہے اور اس کا شمار بے

ادبی اور بد تہذیبی میں کیا جاتا ہے تو پھر حفظ الایمان کی وہ عبارت جو سراسر کفر، کذب

اور افترا ہے اس کا تذکرہ کیسا ہوگا؟

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یا دوسرے عارفین کے ذہن میں

مقاصد پہلے آتے ہیں، اور مقدمات کی غلطی کا ابر مقاصد میں نہیں پہنچتا۔

(افاضات الیومیہ، تھانوی، ج: ۴، ص: ۳۲۲، سطر: ۱۹)

نوٹ:- مقدمات نہ دیکھنے کے باوجود نتیجہ کا صحیح نکلنا یہ دیوبند کی الٹی منطق ہے۔

ایک صاحب کی لڑکی کا رشتہ ہو رہا ہے، لڑکے والوں کو لکھا ہے کہ جناب رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور یہ فرمایا کہ شادی میں جلدی کرو۔ تو

آپ کی مصلحت حضور کی مصلحت سے بڑھی ہوئی ہے۔ اب وہ بیچارے لڑکی والے لکھتے ہیں کہ ایسے امور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیداری کے ارشادات بھی محض مشورہ ہوتے تھے جن پر عمل کرنے پر انسان خود مختار ہوتا تھا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۴، ص: ۳۹۸، سطر: ۴۰)

حافظہ نباشد: میں کم بخت کیا چیز ہوں کہ اس کا انتظار کروں کہ مجھ سے محبت ہو خود حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی طبعی محبت کرنا فرض نہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۶۳، سطر: ۷)

نوٹ: یہاں جناب کیوں بھول گئے کہ بسا اوقات اصل واقعہ کا بدنام معلوم ہوتا ہے۔ **عمل پر نہیں محبت پر بھروسہ ہے:** اپنے پاس اعمال وغیرہ تو کچھ ذخیرہ نہیں صرف بزرگوں کی دعاء اور محبت ہی ہے۔ اس کا یہ شخص واہتمام کرنا چاہئے۔

(افاضات الیومیہ ۲۵، ص: ۵۳۲، سطر: ۱۹)

نوٹ:- یعنی اعمال کا اہتمام کرنا چاہئے بس بزرگوں کی دعا اور محبت کافی ہے۔ اسی لئے تو عاشق الہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ ”مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخری کا باعث ہے۔“

نماز، روزہ سب سے چھٹکارا، پاؤں دھو کر پی لیجئے اور اپنے اصل ٹھکانہ پہنچ جائیے۔ **خانقاہ نہیں بیحیاؤں کا اڈہ:** یہاں (تھانہ بھون) پر تو جو بہت ہی بے حیا ہو گا وہی ٹھہر سکتا ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۲۶۵)

نوٹ:- کبھی کبھار، سچ بات زبان پر آ ہی جاتی ہے۔ **سیدہ خاتون جنت کی توہین:** ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا، انہوں نے ہم کو سینے سے چمٹا لیا۔ ہم اچھے ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۷۶، سطر: ۸)

نوٹ:- حضرت سید خاتون جنت کی شان تو یہ ہے کہ ان کی ایک نگاہ عنایت بیمار کو شفا یاب کر دے مگر یہ بیہودانہ از بیان قابلِ نفرین و ملامت ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ کی توہین: ایک مولوی صاحب نے عرض کیا

کہ حضرت عقد ثانی کا داعی کیا پیش آیا تھا۔ فرمایا ان کی سادگی و بنداری اور بے دینی جی چاہتا تھا کہ ایسی اچھی طبیعت کا آدمی گھر میں رہے۔۔۔۔۔ ان کے گھر میں رہنے کی بجز عقد کے کوئی اور صورت نہ تھی۔۔۔۔۔ نیز اس کے متعلق میں نے یہ بھی خواب دیکھی تھی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں۔ اس سے میں تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بوقت نکاح حضور کے ساتھ تھی وہ ہی نسبت ان کو ہے۔ (معاذ اللہ) (افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۱، ص: ۶۵، سطر: ۲۳)

نوٹ: اس پھوہڑ اور لغو و بیہودہ عبارت کی تفصیل خون کے آنسو میں ملاحظہ فرمائیے۔ **ایک بھڈی، بھونڈی اور دل آزاد مثال:** اگر صحابہ میں سے کسی کو خواب میں دیکھئے، مثلاً ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان حضرات کی صورت میں شیطان آ سکتا ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۸۲، سطر: ۱۸)

نوٹ:- یہ بالکل وہی انداز ہے جس طرح کوئی بے لگام شرابی بولتا ہے۔ **کفر عیب نہیں ہے:** کفر عرفاء عیب نہیں ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۳۱۲، سطر: ۲۳)

نوٹ:- اس زعم باطل نے حفظ الایمان کی کفری عبارت پر جبری کر دیا تھا۔ **چھپر کی جنت:** ان ہی حضرات کی برکت تھی، مقبولیت پر یاد آیا۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے خواب میں دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپر کے مکان بنے ہوئے ہیں، فرماتے تھے کہ میں نے دل میں کہا کہ اے اللہ! یہ کیسی جنت ہے جس میں چھپر ہیں۔ جس وقت صبح کو مدرسہ آیا، مدرسے کے چھپر پر نظر پڑی تو ویسے ہی چھپر تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۶۶، سطر: ۷)

نوٹ:- دیوبند کے جملہ فضائل من گھڑت خوابوں سے تراشے جاتے ہیں۔ **حوروں کی دنیا:** میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہندوستان کی عورتیں حوریں ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۳۷، سطر: ۱۵)

نوٹ:- اس میں جناب کا تجربہ بول رہا ہے۔ **پہلی شب کا ذکر خیر:** مکتب کے لڑکوں نے حافظ جی کو نکاح کی ترغیب

دی کہ حافظ جی نکاح کر لو بڑا مزہ ہے۔ حافظ جی نے کوشش کر لیا اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی۔ مزہ کیا خاک آتا۔ صبح کو لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سرے کہتے تھے کہ بڑا مزہ ہے، بڑا مزہ ہے، ہم نے روٹی لگا کر کھائی، ہمیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی۔ نہ میٹھی نہ کڑوی، لڑکوں نے کہا کہ حافظ جی مارا کرتے ہیں۔ آئی شب حافظ جی نے بیچاری کو زرد کو ب کیا۔ دے جو دے جو تہ، تمام محلہ جاگ اٹھا اور جمع ہو گیا اور حافظ جی کو برا بھلا کہا۔ پھر صبح آئے اور کہنے لگے کہ سروں نے دق کر دیا۔ رات ہم نے مارا بھی کچھ بھی مزہ نہ آیا اور رسوائی بھی ہوئی۔ تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی کہ مارنے سے مراد یہ ہے۔ اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی۔ صبح کو جو آئے تو مونچھوں کا ایک ایک بال کھل رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۲۴، ج: ۳)

نوٹ:- اس واقعہ سے تھانوی صاحب کی محفل کا اندازہ کیجئے، لکھنؤ کے بھانڈ جن واقعات کو بیان کرتے ہوئے شرما جائیں۔ بس ایسے ہی فحش و بیہودہ حکایات کو بیان کر کے تھانوی صاحب نصائح و نتائج اخذ کرتے تھے۔

دلچسپ واقعہ: شاگردوں نے کہا کہ حافظ جی نکاح میں بڑا مزہ ہے، حافظ جی نے کوشش کر کے ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ شب کو حافظ پہنچے اور روٹی لگا لگا کر کھاتے رہے۔ (قصہ سابق) (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۲۲۷، سطر: ۵)

نوٹ:- تھانوی صاحب تو حافظ بھی تھے۔

مزا اور مذی کا لطیفہ: ایک شخص نے مجھ سے شکایت کی کہ ذکر میں جو پہلے مزہ آتا تھا، اب نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ میاں مزا تو مذی میں ہوتا ہے۔ یہاں کیا مزہ ڈھونڈتے پھرتے ہو۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۳۵۷، سطر: ۷، وغیرہ)

نوٹ:- خدا پناہ! اسے وعظ و نصیحت کی محفل کہا جائے یا ٹونگی کا اسٹیج!

بے حیائی کی زندہ مثال: ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ذکر میں مزا نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ ذکر میں کہاں مزہ تو مذی میں ہوتا ہے جو بی بی سے ملاعبت کے وقت خارج ہوتی ہے، یہاں کہاں ڈھونڈتے پھرتے ہو۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۶۸، سطر: ۲۳)

نوٹ:- پہلی عبارت میں جو تھوڑی سی کسر تھی، بے شرمی و بے حیائی نے اس کو بھی پورا کر دیا۔

بد تہذیبی سرشت میں داخل ہے: فرمایا کہ الفاظ تو اس کے پاس نہ تھے مگر خلوص تھا، جی چاہتا تھا کہ اسی بے تہذیبی کے ساتھ سلسلہ گفتگو جاری رہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۰، سطر: ۱۱)

نوٹ:- کیا ذوق سلیم ہے؟

مہابگو: بعض لوگ قلیل الکلام ہوتے ہیں، اس سے بھی رعب بھی ہوتا ہے اور میں اس قدر ریکی ہوں کہ ہر وقت بولتا ہی رہتا ہوں مگر پھر بھی نہ معلوم لوگ اس قدر مجھ کو ہوا بنائے ہوئے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۸، سطر: ۱۳)

نوٹ:- ہوا نہیں بنائے تھے بلکہ مزا اور مذی جیسی گفتگو سے لطف اندوز ہونے کے لیے بھیڑ بھاڑ لگی رہتی تھی۔

نوافل سے گریز: میرا عمل عزائم پر نہیں، رخص پر ہے، نقلیں کم پڑھتا ہوں۔ کبھی نوافل بیٹھ کر پڑھ لیتا ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۲۵۹)

نوٹ:- حجۃ اللہ فی الارض کی شان ایسی ہی ہونی چاہئے۔

اپنی بداخلاقی کا غلط احساس: میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ میری بداخلاقی کا منشاء خوش اخلاقی ہے۔ خیر میں تو جیسا کچھ ہوں وہ تو مجھ کو ہی معلوم ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۵۳، سطر: ۱۰)

نوٹ:- جن لوگوں پر جناب کے قہر و جلال کا کوہ آتش فشاں پھٹ پڑا ہے ان سے دریافت کیجئے کہ یہ تاویل انہیں منظور ہے یا نہیں؟

حجۃ بنگال: ایک صاحب نے کہا تھا کہ منکر نکیر کو قبر میں جواب دینا آسان ہوگا مگر اس شخص کی (مراد میں ہوں) جرح قدح کا جواب مشکل ہے۔ میں نے منکر کہا بالکل ٹھیک ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۵۶)

نوٹ: حکمت چمن کا پتہ تو نہ چل سکا البتہ قدم قدم پر حجۃ بنگال کی جلوہ گری ہے۔

چندہ کی شرک: حضرت میاں جی رحمۃ اللہ علیہ تھانہ بھون تشریف لایا کرتے تھے ان سے دعاء کے لیے عرض کیا کہ حضرت دعا فرمادیں یہ مقدمہ اپیل میں ہمارے حق میں کامیاب ہو جائے۔ فرمایا کہ ہمارے حاجی کو بیٹھنے کی تکلیف ہے۔ یہاں پر ایک سہ دری بنوادو، ہم دعا کریں گے۔ عرض کیا بہت اچھا، حضرت نے دعا فرمادی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۰۷)

نوٹ:- ایسے ہی دنیا داروں نے تو خانقاہوں کو بدنام کیا ہے۔

عورت نہیں "چڈو": قصبہ رام پور میں حضرت مولانا گنگوہی نے ایک واقعہ میں طلاق کے متعلق کوئی فتویٰ دیا تھا۔ کسی عورت نے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ کر اس کے خلاف یہ فتویٰ دے دیا کہ قرآن میں یہ لکھا ہے۔ حکیم ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے بیان کیا۔ فرمایا وہ کیا جانے چڈو کہیں کی۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۷، ص: ۵، ۵۵)

نوٹ:- اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سو جھی۔

خدارا اسے ہرگز نہ پڑھنے: ماموں صاحب بولے کہ میں بالکل رنگا ہو کر بازار میں ہو کر نکلوں۔ اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضو تناسل کو پکڑ کے کھینچے۔ ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور وہ یہ شور مچاتے جائیں "بھڑوا ہے بھڑوا ہے" اور اس وقت میں حقائق اور معارف بیان کروں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۸۳، ۸۴)

نوٹ:- لا حول ولا قوۃ الا باللہ مفتی کفایت نے فتوؤں کی حجامت بنائی اور جناب نے حقائق و معارف کی درگت بنائی۔ ایسا مکروہ و غلیظ انداز بیان جس سے بھڑو۔ شرما میں، لیکن تھانہ بھون کی خانقاہ میں سب روا۔

اسے ضرور پڑھنے: میں نے کہا، میاں تم ہاں کہہ دیتے اور واقعی میں تو اس حال میں بھی ان سے مل لیتا کیونکہ میرا کیا بگڑتا۔ میں آنکھ بند کر کے مصافحہ کر لیتا۔ وہ کہنے لگے کہ میں تو ڈر گیا کہ کہیں سچ مچ ننگے ہو کر نہ چل کھڑے ہوں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۸۳، ۸۴)

نوٹ:- خیال فرمائیے! کوئی خانقاہ ہے یا چنڈ و خانہ، نو جوان، بیباک چھو کرے

جس گنگو سے شرمائیں، تھانوی صاحب اس سے لطف اندوز ہوں۔

اپنی جہالت کا اقرار: الحمد للہ! اب تک یہی اعتقاد ہے، آپ چاہے حلف لے لیجئے۔ مجھے کچھ نہیں آتا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۶۳، ۶۴)

نوٹ:- بلاشبہ بالکل سچ فرمایا ہے جناب نے، قسم کی کوئی ضرورت نہیں۔

تھانوی صاحب کی مجلس سہیلیوں کا واقعہ: ایک اردو کی کتاب

میں چند سہیلیوں کی حکایت لکھی ہے کہ ان میں آپس میں یہ عہدہ ہوا تھا کہ ہم میں سے جس کی پہلی شادی ہوگی تو اپنے سب حالات ظاہر کرے گی کہ کیا ہوتا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک کی شادی ہوگئی تو اس سے سہیلیوں نے دریافت کیا کہ اپنا وعدہ پورا کرو۔ تو اس نے جواب دیا کہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتی۔

بیاہ یونہی جب تمہارا ہووے گا

تب مزہ معلوم سارا ہووے گا

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۸۳، ۸۴)

نوٹ:- واہ رے تھانہ بھون! یہ افاضات الیومیہ ہے یا کوک شاستر؟

(افاضات الیومیہ تھانوی صاحب کے ملفوظات کا مجموعہ ہے)

آنکھوں دیکھا حال:- ایک رئیس صاحب یہاں آ کر رہتے تھے۔ انہوں

نے وطن جا کر کہا کہ وہاں کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ جس کو مقدمہ بازی سیکھنا ہو، وہاں چلے جاؤ۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۱۱۳، ۱۱۴)

نوٹ:- صورت حال کی صحیح عکاسی

تھانہ بھون کی کھانی تھانوی کی زبانی: یہاں پر تو جو بہت ہی

بے حیا ہوگا وہی ٹھہر سکتا ہے ورنہ اگر ذرا بھی غیرت ہوگی، ہرگز نہیں ٹھہر سکتا کون ذلت گوارا کرے گا (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۲۶۵، ۲۶۶)

نوٹ:- بے حیا باش ہرچہ خواہی کن

غرور کا سر نیچا: دیوبند میں کثرت سے فتوے آتے ہیں، ایک پیسہ بھی نہیں

لیا جاتا اور گولینا جائز ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۹۶، ۹۷)

نوٹ:- دیوبند میں استفتاء آتا ہے یا فتوے آتے ہیں؟ رسول کریم کو اردو سکھانے کا دعویٰ اور خود زبان سے بے خبری کا یہ عالم!

ہاتھی کے دانت: میں نے کہا بالکل سچی بات ہے۔ دونوں خبر صحیح ہیں۔ حضرت مولانا گنگوہی کا اچھا ہونا اور میرا برا ہونا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۲۸۵، سطر: ۲۰) **نوٹ:-** باذل نا خواستہ۔

تھانوی صاحب اقراری ذلیل: کیا ایسا شخص کسی کو ذلیل سمجھے گا جو خود کو سب سے بدتر اور ذلیل سمجھتا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۳۳۷، سطر: ۱۹، ج: ۲، ص: ۸۵، سطر: ۱۸)

نوٹ:- شاہ ولی اللہ صاحب کے پروپیگنڈہ سکرٹری جناب رومی صاحب کا اقرار ہے کہ تواضع، جھوٹ کا ہم معنی ہے۔ یعنی جب علماء اہلسنت یہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے بطور تواضع اپنے کو بشر فرمایا ہے تو جناب کا ارشاد ہے کہ رسول کبھی خلاف واقعہ بات نہیں فرماتے ورنہ جھوٹ لازم آئے گا۔ لہذا اگر تھانوی صاحب واقعہ حقیر و ذلیل نہیں تھے تو گویا اپنے کو حقیر و ذلیل کہنا خلاف واقعہ لازم آئے گا اور تھانوی صاحب کذاب اور جھوٹے کہے جائیں گے۔ ماہو جوابکم فہو جوابنا **عذر گناہ بدتر از گناہ:** ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! ایک لڑکا ہے، اس کے مزاج میں تیزی اور تندہی بہت ہے۔ اسکے لیے ایک تعویذ دیدیتے۔ فرمایا اس کا کیا تعویذ ہوتا۔ کسی حلیم شخص کی صحبت میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس تدبیر سے تو امید بھی ہے کہ کمی واقع ہو جائے، اگر اس کا کوئی تعویذ ہوتا پہلے لکھ کر اپنے باندھتا۔ اب پیرانہ سالی کی اقتضا کی وجہ سے تو کچھ غصہ کم ہوا ہے۔ مگر اب بھی ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۲، ص: ۱۹۳، سطر: ۱)

نوٹ:- صفات انسان میں سے حلم بھی ایک صفت ہے۔ لیکن تھانوی صاحب اس سے بالکل کورے تھے، اس کے باوجود وہ جامع الصفات بھی تھے اور دعویٰ یہ ہے کہ میرے یہاں آدمی بنائے جاتے ہیں۔

اگر ایسے لوگ نہ ہوتے شیخ چلی کا لفظ نہ ملتا۔

بگڑے ہوئے لٹہ پیر: سچ تو یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ہم کو بگاڑ گئے، کوئی اور پسند ہی نہیں آتا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۱۹۳، سطر: ۱۴)

نوٹ:- اب کوئی پسند نہ آئے تو کیونکر؟ آپ کے بزرگوں کی شان ہی نرالی تھی، وہ حقائق و معارف اس وقت تک نہ بیان کرتے جب تک کوئی آگے سے ان کا آلہ تناسل پکڑ کر نہ کھینچتا، ایسے لوگ تو کیا اب ہی نہیں بلکہ نایاب ہوتے ہیں۔

تکبر پر اظہار خوشی: ایک مولوی صاحب یہاں پر آئے تھے، وہ ایک رئیس صاحب کا نام لے کر روایت کرتے تھے کہ آپ کے متعلق ان کی یہ رائے ہے کہ متکبر ہیں۔ میں نے کہا میں تو اس سے بھی برا ہوں۔ مگر یہ سن کر مجھ کو از حد درجہ خوشی ہوئی۔ کہنے لگے اس میں خوشی کی کوئی بات ہے۔ میں نے کہا کہ تملق کی بدنامی سے تکبر کی بدنامی لذیذ ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۲۳۳، سطر آخر)

نوٹ:- اپنے متکبر ہونے کا اقرار ہے۔ تھانہ بھون کی خانقاہ میں صنم اکبر کی پوجا کی جاتی ہے۔

بداخلاقی کا شکوہ: ایک صاحب کا خط آیا ہے، یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے وطن جا کر لکھا تھا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ہی اخلاق تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، سطر: ۱۲، نمبر: ۲-۳، اس پر مجھے بدخلق و سخت کہا جاتا ہے۔ افاضات الیومیہ، ج: ۲، ص: ۵۹، سطر آخر اور حصہ نمبر ۴، ص: ۲۵، سطر: ۲۰)

نوٹ:- کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا **جھگڑالو پیر:** میرے معمولات ہی کیا۔ جلوت کا حال تو سب کو معلوم ہے کہ لوگوں سے لڑتا بھڑتا رہتا ہوں، اور خلوت، میں رہنا ہی نہیں، بس یہ معمولات ہیں۔

(ج: ۱، ص: ۲۶۱، سطر: ۶)

نوٹ:- جب لڑنے سے فرصت نہیں تو خلوت کیسے نصیب ہو۔ **تھانوی صاحب کی نظر میں سرسید دیندار نہیں تھے**

باوجود اس کے امیر سید ایک دنیا دار شخص تھے مگر استغناء اور حوصلہ تھا لیکن آج کل اہل کمال معفو و نظر آتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۱۰، سطر: ۶)

نوٹ:- میں نہیں کہہ سکتا کہ تھانوی صاحب کی اس رائے سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اہل کمال بھی متفق ہیں یا نہیں؟ یا اسے وہ سرسید پر ایک حملہ تصور کرتے ہیں۔
ہد ہد: ہمارے محاورے میں ہد ہد بیوقوف کو کہتے ہیں اور میں (اشرف علی) بھی بیوقوف ہی سا ہوں ہد ہد کے (ارشادات تھانوی صاحب مندرجہ افاضات الیومیہ ج: ۱، ص: ۱۴۰، سطر ۱۸)

نوٹ:- من عرف نفسہ کی منزل طے ہو رہی ہے
اعتراف حال: (۱) میں فقیہ نہیں، محدث نہیں، مجتہد نہیں، مفسر نہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۱۲، سطر: ۱۹)

نوٹ:- کچھ نہیں تھے مگر ہد ہد تو تھے

اتفاقاً سچ بول گئے مگر: (۲) ضرورت ہے کہ جوشِ محدث بھی ہو، فقیہ بھی ہو، صوفی بھی ہو، اس کی محبت اس کی اتباع اختیار کرنا چاہئے ورنہ غلطی کا سخت اندیشہ ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۲۳، سطر: ۲۳)

نوٹ:- جیسے حاجی امداد اللہ صاحب، جن کے متعلق گنگوہی صاحب کا کہنا ہے کہ شریعت کے مسائل حاجی صاحب کو ہم سے دریافت کرنا چاہئے۔
مرید پیر سے بد عقیدہ ہو گیا: میرے معمولات فلاں شخص سے ایک شخص کا نام خوش اعتقادی کے بعد بد اعتقاد ہو گیا تھا، پوچھ لئے جائیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۲۵۹، سطر: ۴)

نوٹ:- وہ راندہ درگاہ کہیں مچھلی شہری ثم الہ آبادی تو نہیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ تھانوی صاحب نے انہیں خانقاہ سے نکلوا دیا تھا۔

تھانوی صاحب غیر سند یافتہ تھے: مجھ کو مدرسے سے سند نہیں ملی، مدرسہ نے نہیں دی، ہم نے مانگی نہیں کیونکہ یہ اعتقاد تھا کہ ہم کو کچھ آتا نہیں۔ پھر سند کیا مانگتے؟ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۰۹، سطر: ۱۹)

نوٹ:- صرف جناب ہی نہیں بلکہ مدرسہ والوں کو بھی یقین تھا کہ جناب کو کچھ نہیں آتا ورنہ سند تو بن مانگے دی جاتی ہے۔

ایک اکھڑ مرید: ایک مرید نے مجھے خط لکھا تھا۔ آج تک کسی نے ایسا نہیں لکھا کہ نہ تم میرے پیر نہ میں تمہارا مرید، خواہ مخواہ مجھے دق کر رکھا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۵۶، سطر: ۱)

نوٹ:- آپ کی جلوت و خلوت سے بیزار ہو کر لکھا ہوگا۔

اعتراف جرم: بنگال میں یہ معمول ہے کہ دوڑے اور پیر پکڑ لئے۔ میں نے منع کیا کہ پاؤں کا پکڑنا مناسب نہیں، مصافحہ کرنا سنت ہے۔ یہی کافی ہے مگر نہ مانے۔ میں نے یہ کیا کہ جو میرے پیر پکڑتا، میں اس کے پیر پکڑتا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۲۸۳، سطر: ۱)
نوٹ:- یہ اصلاح کا اچھا طریقہ ہے۔ مجرم اگر جرم سے باز نہ آئے تو خود بھی ارتکاب جرم کرنے لگو۔

بادشاہ بے وقوف ہوتا ہے: بادشاہ کے بیوقوف اور وزیر کے عاقل ہونے پر مولانا فخر الحسن گنگوہی کا لطیفہ یاد آیا۔ ایک مرتبہ کہا کہ اگر مجھ کو سلطنت مل جائے تو حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کو وزیر بناؤں اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کہا کہ ان کو جرنیل بناؤں۔ غرضیکہ سب کے عہدے تجویز کرنے کے بعد کہا کہ میں بادشاہ بنوں۔ ایک صاحب نے کہا کہ کیا کہ حضرت مولانا کو تو وزیر اور خود کو بادشاہ تجویز کیا۔ کہا کہ میاں بادشاہ تو بے وقوف ہوتا ہے اور وزیر عاقل اس لیے بادشاہ ہونا میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور وزیر مولانا کو تجویز کیا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۲، ص: ۲۲، سطر: ۱۱)

نوٹ:- نہ ہوا عہد عالمگیری ورنہ اچھی طرح مزاج پر سی ہو جاتی!
 سچ کہا لوگوں نے۔ خدا گئے کوناخن نہیں دیتا۔

اپنی بد اعتقادی کا اقرار: پھر (نواب حیدر آباد کن نے اشرف علی کی بد اعتقادی کے متعلق اشرف علی کے خفیہ ایجنٹ) حافظ احمد صاحب سے بھی تحقیق کی، تھوڑا تھوڑا ہی اچھی طرح تحقیق کی آخر بارے ہی کر رہے ہیں۔ اگر اہل نہ ہوتے اللہ تعالیٰ سلطنت کیوں دیتے؟ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۷، ص: ۲۳۰، سطر: ۱۳)

نوٹ: جناب کی بد اعتقادی اس حد تک شہرہ آفاق تھی پھر بھی توبہ نصیب نہ ہوئی۔

تھانوی کے خلفاء اور مریدین احمق تھے: چھینٹ چھینٹ کر تمام

احمق میرے ہی حصے میں آ گئے (فرمان اشرف علی مندرجہ افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۲۳۳، بط: ۱۱)

نوٹ:- احمق خانہ میں اور کس کا گزر ہوگا۔

گنگوہی ذلیل اور حقیر تھے: حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے

پوچھا کہ اس وقت آپ کی کیا حالت تھی؟ فرمایا کہ خدا کی قسم قلب ہر اس وقت کا استحضار

تھا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ ذلیل و حقیر ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۸۶، بط: ۱۹)

نوٹ:- واقعہ کی صحیح تصویر ہے۔

بھول کر سچ بول گئے: ہم کو کچھ نہیں.....

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۲۴۰، بط: ۱۸)

نوٹ:- سچ فرمایا۔

جھوٹ کی تلقین: (ایک مولوی صاحب) کہنے لگے کہ آپ اخبار وغیرہ

نہیں دیکھ سکتے، اس لیے واقعات سے بے خبری ہے، میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ آپ

اخبارات۔ واقعات کا اقتباس کر کے میرے پاس بھیج دیا کریں، مجھ کو معلومات حاصل

ہو جائیں گی، خبردار ہو جاؤں گا۔ کہنے لگے کہ لکھ کر بھیجنا احتیاط کے خلاف ہے، کہنے

لگے کہ میری احتیاط یا آپ کی احتیاط، کہنے لگے آپ کی میں نے کہا کہ میری احتیاط کے

کچھ خلاف نہیں۔ اگر ایسا خط پکڑا گیا، میں کہہ دوں گا کہ میں نے کسی کو تھوڑا ہی کہا تھا کہ

میرے پاس بھیجا کرو۔ میری دشمنی میں بھیج دیا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۲۶، بط: ۸)

نوٹ:- دیوبند کے خانہ ساز مجدد اور حجۃ اللہ فی الارض ایسے ہوتے ہیں۔

۲۲۰ کا نہیں بلکہ ۸۴۰ کا چلہ کرایا جاتا تھا، جیسا نام ویسا کام۔

تختہ مشق: ساری دنیا میں بدتمیز سیکھ کر آتے ہیں اور مشق مجھ پر کی جاتی ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۱۳۳، بط: ۱۸)

نوٹ:- لوگوں نے مزاج سمجھ لیا تھا۔

تمقہ لگانے: قصبہ جھانسی کا ایک ثقہ دوست بیان کرتے تھے کہ ایک امام

مسجد نے سجدہ سہو کیا اور ظاہر اُکوئی سہو نہ تھا۔ لوگوں نے پوچھا کہ کیا بات ہو گئی تھی۔ کہتا

ہے کہ ایک پھسکی نکل گئی تھی یعنی خفیف سی ہوا خارج ہو گئی تھی۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۱۸۲، بط: ۳)

نوٹ:- سمجھ میں نہیں آتا کہ وعظ و نصیحت کی مجلس تھی یا مسخروں کا اڈا۔

بھیڑ بھاڑ کی اصل وجہ یہی معلوم ہوتی ہے۔

ایک تو کریلا وہ بھی نیم چڑھا: میں ایک مرتبہ طالب علمی کے زمانہ

میں میرٹھ میں نوچندی دیکھنے گیا۔ شیخ الہی بخش صاحب کے یہاں والد ملازم تھے۔

میاں الہی بخش صاحب کے برادر زادہ شیخ غلام محی الدین نے مجھ سے دریافت کیا کہ

مولوی صاحب نوچندی میں جانا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ جو مقتدا بننے والا ہو اس کو جائز

ہے اس لیے کہ اگر وہ کسی کو منع کرے گا اور اس پر یہ سوال کیا جائے کہ اس میں کیا خرابی

ہے، تو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی خرابیوں کو بے دھڑک بیان تو کر سکے گا۔ یہ سنکر وہ بہت

ہنسے کہ بھائی مولوی لوگ اگر گناہ بھی کریں تو اس کو دین بنا لیتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۲۴۰، بط: ۶)

نوٹ:- اسے طغریٰ بنا کر دیوبند کے دارالافتاء میں آویزاں کر دینا چاہئے۔

جس پر اس نوٹ کا اضافہ ہو کہ مجدد خانہ ساز حجۃ اللہ فی الارض، مولانا تھانوی کی پیروی

ہی میں سعادت و نجات ہے۔

گنگوہی کی بداخلاقی: دیکھئے ایک بزرگ نے تو اپنا لحاف بچھونا سب

مہمانوں کو دے دیا۔ اور مولانا رشید احمد صاحب نے لحاف بچھونا تو درکنار اس کے متعلق

سوال کرنے پر بھی ناگواری کا اظہار فرمایا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۳۵۱، بط: ۱۰)

نوٹ:- وہ بُزرگ تھے۔ اور بُزرگ تھے۔

قانون ہاتھ کا کھلونا ہے: عوام اس کو دیکھتے نہیں کہ کسی خاص صورت

میں کوئی ایسا فعل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہو، وہ جائز بھی ہوتا ہے۔

(افاضات الیومیہ، جلد: ۷، صفحہ: ۳۶، بط: ۱۳)

نوٹ: عوام عوام ہیں، آپ کے یہاں تو ایسے معنی تراشے جاتے ہیں کہ عہد رسالت

سے عہد قاسم تک، جز بانی دیوبند کے سبھی اس معنی سے بے خبر تھے، ملاحظہ ہو تحذیر الناس۔

دیوبند کے بزرگ کی پوجا: ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک مدت تک روح کے نور کو حق تعالیٰ کی تجلی سمجھ کر اس نور کی پرستش کرتا رہا، گو اس میں ان کو گناہ نہ ہوا ہو، جس کی وجہ میں نے التشریف حصہ اول کتاب ذکر الموت میں تحت حدیث صہیب اچھی طرح ذکر بھی کر دی ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، جلد: ۷، ص: ۴۶۴، سطر: ۱۱)

نوٹ:- مع جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے
گندہ مذاق: مزاحاً فرمایا۔ آپ کو اعلان کر دینا تھا کہ مادہ نر آگیا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۶۸، سطر: ۱۰)

نوٹ:- مفت خوروں کو یونہی ہری ہری سوچتی ہے۔
اپنی جہالت کا اقرار: میں تو اضع نہیں کہتا، واقعہ ہے کہ علمی لیاقت تو کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۷۹، سطر: ۱۵)
نوٹ:- تو اضع تو آپ کے یہاں جھوٹ کا مترادف ہے، اس لیے سچ ہی جانتا پڑے گا کہ جناب بالکل کورے تھے۔

ایک ڈھونڈو ہزار ملتے ہیں: ایک شخص نے جو قاری مشہور تھے۔ یہ استفسار کیا تھا کہ حضرت مولانا رشید احمد (گنگوہی) صاحب کے پیچھے میری نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ وہ اپنے دل میں سمجھتے تھے کہ سب سے زیادہ فاضل اور عامل میں ہوں۔ حالانکہ یہ صاحب (دیوبندی مذہب کے) بزرگوں کے صحبت یافتہ اور خود حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے مرید تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۳۲، سطر: ۶)

نوٹ:- اسے حاجی امداد اللہ صاحب کی بددعا کے سوا اور کیا سمجھا جائے۔ گنگوہی صاحب کو حاجی صاحب سے خوش عقیدگی نہیں تھی۔

غصہ ہی غصہ: بعض علماء نے کہا اس سے خفیت جاتی رہے گی۔ میں نے کہا جائے۔ اسلامیت باقی رہے، مگر خفیت جائے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۷۴، سطر: ۲۲)
نوٹ:- آپ کچھ بھی کہہ جائیں، مقام تعجب نہیں۔

آگے آگے دیکھنے ہوتا ہے کیا: حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ خط لکھ کر اپنا دستخط کرنا چاہا مگر اپنا نام بھول

کیا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۷۸، سطر: ۱۰)

نوٹ:- خدا جانے وہ خط کسے لکھا گیا تھا اور اس میں کیا تھا؟
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

وضع الشنی فی محلہ: ایک دیہاتی شخص ہدیہ کچھ کپڑا لایا، جو ایک کٹھری کی صورت میں تھا میں اس وقت ڈاک لکھ رہا تھا۔ اس نے ڈاک کے خطوط پر کٹھری رکھ دی مجھ کو ناگوار ہوا۔ میں نے غصے سے کہا کہ میرے سر پر رکھ دے، اس نے کٹھری کو اٹھا اور میرے سر پر رکھ دیا۔ اور اس کو تھام کر کھڑا ہو گیا تاکہ گر نہ جائے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۰۳، سطر: ۱۰)

نوٹ:- اس کو جناب کے سر ہی پر رکھنا تھا۔ مگر اجازت کا منتظر تھا۔
کند ہم جنس باہم جنس پرواز: ایک مرتبہ ایک لڑکا چھوٹا سا جس کی عمر تقریباً پانچ یا چھ برس کی ہوگی۔ اپنے باپ کے ساتھ میرے مکان کے دروازے پر کھڑا تھا۔ میں نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دے کر دروازے کی چوکی پر کھڑا کر دیا اور اس سے کہا کہ منہ پر تھپڑ مار۔ اس نے میرے اسی منہ پر چپت لگا دیا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۰۴، سطر: ۲)

نوٹ:- یہ حقیقت و معرفت کی باتیں ہیں جسے صرف دیوبند سمجھ سکتا ہے کہ دو لماں بچہ کھانے میں کتنی مزلیں ملے ہوئیں اور کتنے حجابات اٹھے۔

تھانوی صاحب دین فروش تھے: اس پر اس نے لکھا کہ خدا کا خوف کرو اس قدر دین فروش مت بنو۔ کتابیں چھاپ چھاپ کر اتنا روپیہ کمایا اور پھر بھی قناعت نہیں۔ ایک کتاب لکھنے کی درخواست کی۔ اس پر بھی روپیہ مانگا جاتا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۸۴۱، سطر: ۴)

نوٹ:- یہ سب بگڑی ہوئی عادت کے کرشمے ہیں۔ مورث اعلیٰ دین فروش اور ان کی ذریت احسان فروش۔ (دیوبندیوں کا ایک ماہانہ رسالہ الاحسان)

شیطان صاحب نسبت ہے: حضرت مولانا محمد یعقوب نے یہ واقعہ سن کر فرمایا۔ اگر مجھ کو یہ معاملہ پیش آتا تو میں یہ کہتا کہ اگر تم شیطان ہو تو کیا ہو، نسبت تو اب

بھی قطع نہیں ہوئی، اس لیے شیطان بھی تو ان ہی کا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۲۴، سطر: ۱۵، ارواح ثلاثہ تھانوی، ص: ۳۳۴)

نوٹ:- شیطان کے نسبتی بھائی ہونے کا اقرار، اس کی تفصیل ”انکشافات“ میں ملاحظہ فرمائیے ہر دیوبندی شیطان کا نسبتی بھائی ہے۔

تھانوی صاحب کی آپ بیٹی: مشہور ہے ناکہ کوئی بزرگ تھے، ان کی شادی ہوئی۔ پہلی شب تھی، کپڑے کیوں نہ اتارے جاتے۔ علی الصبح جواٹھ کر وہ باہر آنے لگے تو اندھیرے میں غلطی سے عمامہ سمجھ کر بیوی کا پا جامہ سر سے لپیٹ لیا۔ باہر نکلے تو بڑا محول ہوا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۱۵۴، سطر: ۱)

نوٹ:- یہ تو جناب ہی کے متعلق مشہور ہے (یعنی تھانوی صاحب)

پیری مریدی کا ڈھونگ: معمول یہ ہے کہ میں عورت کو اور مریض کو تو سفر میں بھی مرید کرتا ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۱۸۵، سطر: ۲۳)

نوٹ:- چونکہ لٹھ پر ٹھہرے۔

تھانوی صاحب کی نماز سے لاپرواہی: میرا واقعہ ہے کہ ایک کتاب پڑھنے میں مشغول ہو گیا جس سے عصر کی اذان نہ سنائی دی اور بادل تھا، روشنی کا اندازہ نہ ہوا۔ اور اس بنا پر عصر کی نماز کا بھی وقت نکل گیا۔ مغرب کے وقت اپنے گمان میں عصر سمجھ کر مسجد میں گئے۔ (المنہج، ج: ۵، ص: ۲۸، سطر: ۳)

نوٹ:- متبع شریعت کی یہی پہچان ہے، چونکہ آپ کا عمل فتویٰ پر نہیں تقویٰ پر تھا۔ دیوبند کے اہل تقویٰ کچھ ایسے ہی ہوتے ہیں۔

دیوانہ ہو گیا یا دیوانہ بن گیا: خود تھانہ بھون ہی کا میرا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت گھر کا راستہ بھول گیا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۳۸، سطر: ۷)

نوٹ: یہ اس وقت کی باتیں ہوگی جب نئی شادی کا جنون تھا بعد شادی نہ ہوا ہوگا۔
لٹھ پیر: اس چودھویں میں ایسے ہی پیر کی ضرورت تھی جیسا کہ میں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۵۲)

نوٹ: شاید کہ لاٹھیاں کھاتے کھاتے لٹھ پیر ہو گئے۔ دو شادیوں کا انجام یہی ہوتا ہے

اپنوں کی تعریف میں زمین اور آسمان کے قلابے: دیوبند میں

ایک صاحب تھے دیوان جی اللہ دیا۔ انہوں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب سے بیعت کی درخواست کی۔ مولانا نے فرمایا کہ گنگوہ جا کر مولانا (رشید احمد گنگوہی) سے بیعت ہو جاؤ۔ عرض کیا میں بیعت ہو آیا ہوں۔ اور جہاں آپ فرمائیں گے، وہاں جا کر بیعت ہو آؤں گا مگر دل سے بیعت ہوں گا۔ آپ ہی سے کیا ٹھکانہ ہے، اس تعلق اور محبت کا آخر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے بیعت فرمالیا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، جلد: ۴، ص: ۵۵۱)

نوٹ:- ”من ترا حاجی بگوئم تو مرا حاجی بگو“

زانی کے جواب پر تھانوی صاحب کا اظہار مسرت: ایک شخص کسی

مکان میں اندر سے کنڈی لگا کر زنا کر رہا تھا۔ لوگوں نے دستک دی تو اندر سے کہتا ہے کہ میاں یہاں جگہ کہاں؟ یہاں خود ہی آدمی پر آدمی پڑا ہے۔ دیکھ لیجئے کیسا سچا آدمی تھا جھوٹ نہیں بولا، کیسی ذہانت کا جواب ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۷۰، سطر: ۴)

نوٹ:- اس کی حرام کاری پر استغفار ہے نہ اظہار نفرت، البتہ واہ واہ، سبحن اللہ سے تعریف ہو رہی ہے، سچا آدمی تھا، جھوٹ نہیں بولا، ذہانت کا جواب ہے، اس کا خطبہ پڑھ کر اس کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے، یہ لٹھ پیر کی شان ہے۔

تھانوی صاحب کی نئی دریافت: عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی حالت ہے جیسے گدھے کا عضو مخصوص، بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں، واقعی عجیب مثال ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۷، سطر: ۷)

نوٹ:- دیوبند کے عقیدے کی بالکل نئی تعبیر: جسے تھانوی صاحب کے علاوہ کوئی نہیں دریافت کر سکا بطور یادگار اس عبارت کو تھانوی صاحب کے لوح مزار پر کندہ کرادیا جائے چونکہ یہ نئی دریافت ان کا زین کار نامہ اور انمٹ یادگار ہے۔

گنگوہی کی قصیدہ خوانی: یہی حالت نظافت کی حضرت مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ ایک مرتبہ نائی آیا۔ استرہ وغیرہ کو دھولیا تھا مگر جب حجامت بنانی شروع کر دی تو استرہ لب پر لگاتے ہی فرمایا کہ بو آتی ہے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، جلد: ۴، ص: ۲۳۵، سطر: ۱۲)

نوٹ:- اس عبارت پر مفتی کفایت اللہ صاحب سے استفادہ کرنا چاہئے تھا، چونکہ وہ ہر طرح گھر کے بھیدی تھے۔

تھانوی صاحب اور ان کی مجلس معرفت: ایک شخص کسی کے مکان پر دریافت کرنے آیا تو اس کی بیوی نئی بیاہی ہوئی تھی، زبان سے کیسے بولے اور بتلانا ضروری تھا، اس لیے کہا تو ہے نہیں لہنگا اٹھا کر اور موت کر اور اس پر کود پھاند گئی۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۱۳۳، سطر: ۸)

نوٹ:- گویا چشم دید واقعہ ہے۔

درویشی اور عیاری: کچھ لوگ مجھ کو لکھتے ہیں کہ اعمال قرآنی، آپ کی کتاب ہے آپ اس کی اجازت دیدیں..... میں لکھ دیتا ہوں کہ مجھے خود کسی عامل کی اجازت نہیں۔ کیا ایسے شخص کا اجازت دینا کافی ہو سکتا ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۰۱، سطر: ۲۵)

نوٹ:- لٹھ پیر کے یہاں سب روا ہے۔

تھانوی صاحب کی کج خلقی: اس پر بھی وہ شخص کچھ نہ بولا تو فرمایا ”ارے اب بھی خاموش بیٹھا ہے۔ موزی جواب کوئی نہیں دیتا..... چل اٹھ چلتا بن بد فہم بیٹھے بٹھلائے قلب کو مگر کیا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۵۸، سطر: ۸)

نوٹ:- حسن اخلاق کا بہترین نمونہ

اپنے برا ہونے کا احساس

دوست کرتے ہیں شکایت غیر کرتے ہیں گلہ
کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہیں

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۵۸، سطر: ۱۶)

نوٹ:- ع کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

دیوبندی یتیم العقل ہیں: میں تو اکثر کہا کرتا ہوں کہ یا تو ان (دیوبندیوں) کو فہم کا قحط ہے یا مجھ کو فہم کا ہیضہ ہے تو اس حالت میں بھی قحط زدہ ہیضہ زدہ میں مناسبت نہیں ہو سکتی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۷۵، سطر: ۱۸)

نوٹ:- ہیضہ تو بہر حال مذموم ہے خواہ وہ فہم کا کیوں نہ ہو!

دیوبندی بھیڑنیے کے مشابہ ہیں: ایک صاحب بصیرت و تجربہ کہا کرتے تھے ان دیوبندیوں وہابیوں کو اپنی قوت معلوم نہیں..... یہ بڑی بات ہے جیسے کہ مشہور ہے کہ بھیڑیے کو اپنی قوت معلوم نہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۲۵۰، سطر: ۱)

نوٹ:- بھیڑیے سے بہترین مشابہت ہے، داد نہیں دی جاسکتی۔

دیوبندی اور عشق بازی: ایک صاحب مخلص اور دوست یہاں پر مہمان ہوئے، ان کے ساتھ ان کا ملازم ایک بے ریش لڑکا تھا۔ قانون یہ ہے کہ شب کو بے ریش خانقاہ میں نہیں رہ سکتا۔ مگر چونکہ ان سے بہت خصوصیت کا تعلق تھا۔ اور ان کی نگرانی پر اعتماد بھی تھا، اس لیے ان سے کچھ نہیں کہا گیا۔ صبح کو بعد نماز فجر کہنے لگے کہ میں نے رات کو خواب میں حضرت حافظ ضامن صاحب کو دیکھا کہ بہت خفا ہو رہے ہیں کہ بے ریش لڑکے کو لے کر خانقاہ میں کیوں قیام کیا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۲، ص: ۳۶، سطر: ۹)

نوٹ:- واقعات و تجربات اس نوع کی قانون سازی کراتے ہیں، یہ وہ آئینہ ہے جس میں اصل تصویر نظر آرہی ہے۔

تھانوی صاحب کی شرارت: ایک روز ایسا ہوا کہ بھائی پیشاب کر رہے تھے۔ میں نے ان کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۴، ص: ۲۷۴، سطر: ۵)

نوٹ:- ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔

اپنی شرارت کا فخریہ اعلان: ایک مرتبہ میرٹھ میاں الہی بخش صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جو مسجد ہے، (میں نے) سب نمازیوں کے جوتے جمع کر کے اس کے شامیانے پر پھینک دیا، نمازیوں میں غل ہوا کہ جوتے کیا ہوئے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۴، ص: ۲۷۳، سطر: ۱۱)

نوٹ: جناب کی مجلس میں وعظ و نصیحت، مسئلہ اور مسائل کے بجائے یہی رنگارنگی تھی۔
مجلس نورتن: ہم لوگ والد صاحب کے پاس رہتے تھے۔ تین چار

چار پائیاں برابر بچھی ہوئی تھیں، والد صاحب اور ہم دونوں بھائیوں کی۔ میں نے رسی لے کر سب کے پائے ملا کر خوب کس کر باندھ دیئے اور لیٹ کر سو گئے۔ پھر والد صاحب بھی آکر لیٹ گئے۔ اتفاق سے بارش آئی تو والد صاحب اٹھے اور اپنی چار پائی گھسیٹی۔ اب وہاں تینوں چار پائیاں ایک ساتھ چلی آرہی ہیں۔ بے حد غصے ہوئے۔

اور فرمایا کہ ایسی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۷۳، سطر: ۱۰)

نوٹ:- ونا پستی مجدد اور ڈالڈاٹاپ حجۃ اللہ فی الارض کی ابتدائی علامت کچھ ایسی ہی ہوتی ہوگی۔

اپنی بے شرمی و بے حیائی کا اقرار: میں دروازے پر کھڑے ہو کر یار اسے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا۔ اگر اسلامی سلطنت ہو جائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہوگی (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۱، سطر: ۱۵)

نوٹ:- اپنے مردود الشہادت ہونے کا اقرار، چونکہ اتباع سنت کے بعد لٹھ پیر ہو گئے تھے۔

اندھیرھے اندھیر: ایک صاحب تھے سکبری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی، بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے۔ والد صاحب نے ان کو ٹھیکے کے کام پر رکھ چھوڑا تھا۔ ایک مرتبہ کمسٹریٹ سے گرمی میں بھوکے پیاسے گھر آئے۔ اور کھانا نکال کر کھانے میں مشغول ہو گئے۔ گھر کے سامنے بازار ہے۔ میں نے سڑک پر سے ایک کتے کا پلہ چھوٹا سا پکڑ کر گھرا کر ان کی دال کی رکابی میں رکھ دیا۔ بیچارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۴، ص: ۲۷۳، سطر: ۱۶)

نوٹ:- سوتیلی والدہ کے بھائی تو بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے مگر برخوردار! یہ ذکاوت نہیں طبعی غلاظت ہے۔

تھانوی صاحب شہرہ آفاق بے حیا: جہاں اس قسم کی کوئی بات شوخی (بے حیائی) کی ہوتی تھی، لوگ والد صاحب کا نام لے کر کہتے کہ ان کے لڑکوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۷۳، سطر: ۲۱)

نوٹ:- آل ورلڈ جمپین تھے۔

نماز سے بھی مذاق: ایک روز سب لڑکوں اور لڑکیوں کے جوتے جمع کر کے ان کو برابر رکھا، اور ایک جوتے کو سب سے آگے رکھا گویا وہ امام تھا اور پلنگ کھڑی کر کے اس پر کپڑے کی چھت بنائی، وہ مسجد قراردی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۷۳، سطر: ۱۹)

نوٹ:-

لوٹا کیوں جھانکا؟ حضرت والا (تھانوی صاحب) فارغ ہو کر حوض پر تشریف لائے تو یہ (ایک مرید) صاحب اس جگہ پر پہونچے اور پہونچ کر لوٹے کو جھانکا۔ اس پر حضرت والا نے مواخذہ فرمایا کہ مجھ کو تمہاری اس حرکت سے اذیت پہونچی تم کیوں وہاں پر کھڑے تھے اور بعد میں میرے آنے کے لوٹے کو کیوں جھانکا..... فرمایا تو پھر لوٹے کو جھانکا؟ عرض کیا لوٹے کو تو نہیں جھانکا۔ فرمایا کہ مجھ کو اندھا بناتے ہو، میں نے خود جھانکتے ہوئے دیکھا..... عرض کیا قصور ہوا۔ فرمایا۔ اب کہا ہے قصور ہوا، قصور! (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۲۳۳، سطر: ۵)

نوٹ: معافی وہاں مانگو جہاں معاف کرنے کا دستور ہو، یہاں اس کا چلن نہیں۔

تنگ مزاجی: (مرید نے) عرض کیا کہ قصور ہوا، فرمایا، اب کہتا ہے، قصور ہوا قصور۔ جب اچھی طرح ستالیا، جب سے زبان سہل گئی تھی، اب تاویلیں کرتا ہے اور اگر مان ہی لیا جائے کہ سب تاویلیں صحیح ہیں تو ابہام کا اس کے پاس کیا جواب ہے، یہ فرماتے ہوئے حضرت والا نماز مغرب پڑھانے کے لیے مصلیٰ پر تشریف لے گئے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۲۳۴، سطر: ۱۰)

نوٹ:- گویا قبول معذرت کا دروازہ بند ہے۔

خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا: جس سے معذرت کی جائے اور وہ معذرت قبول نہ کرے، وہ شیطان ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۹۴، سطر: ۲۱)

نوٹ:- خطاؤں پر مریدین کی معذرت قبول نہ کرنا یہ خود جناب ہی کا دستور تھا جیسے کہ پہلے حوالے میں گزرا۔ اب دیوبند بولے کہ جناب کیا ٹھہرے؟

تھانوی کا کفر و اسلام دونوں برابر: ابو جہل کے کفر کا اعتقاد رکھنا فرض ہے، باقی رہا میں سو میرا کفر منصوص ہے نہ اسلام۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۳۳۳، سطر: ۲۱)

نوٹ:- اپنے کفر و اسلام کے عدم منصوص ہونے کا خود جناب ہی کو اقرار ہے البتہ حفظ الایمان کی کفری عبارت نے کفر پر آخری مہر لگادی۔

دوست سے دوست پہچانا جاتا ہے: حضرت مولانا دیوبندی اور وہ مولوی صاحب ایک موٹر میں تھے، اور بعض مسلمان لیڈر بھی موجود تھے، جس وقت حضرت مولانا کا موٹر چلا ہے تو ایک اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا، اس کے بعد گاندھی جی کی جے مولوی محمود حسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۲۵۵، سطر: ۱۳)

نوٹ:- المرء مع من احب۔ (حدیث)

گھر کا بھیدی لٹکا ڈھانے: مگر افسوس تو مسلمانوں کی حالت پر ہے کہ انہوں نے دوست دشمن کو نہ پہچانا۔ مسلمانوں کی قوم بہت بھولی ہے۔ زیادہ تو دھوکہ عام مسلمانوں کو ان لیڈروں کی وجہ سے ہوا۔ یہ ناعاقبت اندیش مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا بنے ہوئے ان کی باگ ان کے ہاتھوں میں ہے، انہوں نے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان کو تباہ اور برباد کیا۔ دیکھ لیجئے مشاہدات اور واقعات اس کے شاہد ہیں۔ جے ہند کے نعرے لگائے، قشقے (ناک) پیشانی پر لگائے۔ ہندوؤں کی ارتھی (جتازہ) کو کندھا دیا۔ ان کے مذہبی تہواروں کا انتظام مسلمان والٹیروں نے کیا۔ یہ تو ایمانی نقصان ہوا۔ اور جانی نقصان سنئے۔ ہزاروں مسلمان ان قصوں کی بدولت موت کے گھاٹ اتر گئے۔ ہجرت کرائی ہزاروں مسلمان بے خانماں ہوئے، مکان، جائداد غارت ہو گئیں۔ انچ پھر عوام کے لیے نام نہاد علماء کی شرکت کا زیادہ نقصان کا سبب ہوئی، جب علماء ہی پھسل گئے دوسروں کو کیا شکایت۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۷۰۷، سطر: ۱۶)

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۷۰۸، سطر: ۱۱)

نوٹ:- جمعیت العلماء ہندو بلی کی برہمنہ تصویر ہے۔

خود ستانی: وہ اپنے (یعنی محمود حسن) متعلق یوں فرمایا کرتے تھے کہ ساری عمر پڑھنے پڑھانے سے علم تو حاصل نہیں ہوا مگر یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اپنے جہل یعنی لاعلمی کا علم ہو گیا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۳۰۳، سطر: ۷)

نوٹ: علم کی تعریف ایک ازالہ جہل بھی ہے۔ یہ بھی تعریف ہی کا ایک طریقہ ہے۔

بد مذاقی کی انتہا: حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک بچے کے ساتھ مزاح فرما رہے تھے۔ مزاح میں اس کی ٹوپی اتار کر اپنے سر پر رکھ لی۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۸۳، سطر: ۲۳)

نوٹ:- ٹوپی تو سر پہ ہی رکھی جاتی ہے خیال کیجئے کہیں جوتا تو نہیں رکھ لیا تھا۔
حقہ نوشی: مولانا محمد قاسم کے والد شیخ اسد علی حقہ بہت پیتے تھے جب ضرورت ہوتی، فرماتے بیٹا قاسم حقہ بھر لے، مولانا کی یہ حالت تھی کہ فوراً حکم کی تعمیل فرماتے۔ باوجود اس کے کہ مرید اور شاگرد سب موجود مگر کچھ پرواہ نہیں! (اگر کوئی کہتا بھی تو فرماتے یہ تمہارا کام نہیں، یہ میرا کام ہے۔ اس کی پوری تفصیل میری کتاب ”انکشافات“ میں ملاحظہ فرمائیے) ہوتی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۴، سطر: ۱۸)

فضول گوئی: کنارو بوس سے دو نا ہوا عشق: مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۱۱۹، سطر: ۵)

لہنگا اٹھا کر اور موت کر اس پر کود پھاند گئی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۱۳۳، سطر: ۷)
نوٹ:- من احب شیئاً فاکثر ذکرہ۔ محبوب شے کا تذکرہ اکثر کیا جاتا ہے۔
داستان حسن: میں تو کہا کرتا ہوں کہ ہندوستان کی عورتیں حوریں ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۳۷، سطر: ۵)

نوٹ:- عمر بھر کی سیاحتی کا نچوڑ ہے۔

ایک انگریز نے سوال کیا تھا، یہ مع اپنی اہلیہ کے مسلمان ہو گیا تھا کہ ہم ہندوستان آنا چاہتے ہیں۔ اور ہماری میم بھی ہمراہ ہوگی، اور وہ پردہ نہ کرے گی، میں نے لکھ دیا کہ آپ کے لیے اجازت ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۲۴، سطر: ۱۳، ۱۹ وغیرہ)

نوٹ: شریعت آپ کے ہاتھ کا کھلونا ہے، اب یورپ کی حور سے دل بہلانا ہے۔
عشق کی بیچارگی: ایک مولوی صاحب نے اپنے ایک خادم سے اپنا ایک واقعہ بیان کیا۔ اس خادم نے مجھ سے روایت کیا کہ میں نے ایک بہلی کا کرایہ کیا، جب یہ بہلی شہر کے کنارے پر پہونچی تو وہاں اس بہلی والے کا مکان تھا، وہاں اس نے بہلی کو روکا، اس کی بیوی اس کو کھانا دینے آئی۔ وہ بہلی بان اس قدر بد شکل تھا کہ شاید ہی کوئی

اور دوسرا ایسا ہو۔ اور وہ ایسی حسین کہ شاید ہی کوئی اور دوسری ہو، مگر میں اس وقت اس کو دیکھ رہا تھا کہ یہ میری طرف نظر کرتی ہے یا نہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۳، سطر: ۸)

نوٹ:۔ اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

غلط بیانی: کانپور میں جب اول اول گیا تو چند احباب کی فرمائش پر بیان (وعظ) کیا، اور اس میں مولود مروجہ کا بدعت ہونا قولاً وفعلاً ثابت کیا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۴، ص: ۵۲، سطر: ۵)

نوٹ:۔ مگر چونکہ تنخواہ ملتی تھی اس لئے میلاد و قیام چھوٹا بھی نہیں۔

حاجی صاحب تمام عالم کیلئے تو رحمت تھے مگر گنگوہی صاحب کیلئے زحمت تھے

ایک بار جب کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں بمقام مکہ معظمہ حاضر تھے۔ حضرت حاجی صاحب کے پاس مولود شریف کا بلاوا آیا۔ حضرت نے مولانا سے پوچھا۔ مولوی صاحب! چلو گے؟ مولانا نے فرمایا کہ حضرت میں نہیں جاتا۔ کیونکہ میں ہندوستان میں لوگوں کو منع کیا کرتا ہوں۔ اگر میں یہاں شریک ہو گیا تو وہاں کے لوگ کہیں گے، وہاں بھلے شریک ہو گئے تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۲۰۶، سطر: ۱۲)

نوٹ:۔ عدم شرکت کی علت شرک یا بدعت نہیں ہے بلکہ ہندوستانی مسلمانوں کا ڈر ہے۔

مکر عظیم کی کھلی ہونی مکاری: اگر کوئی اعتراض کرے کہ تمہارے اکابر کی شرکت کیوں ہوئی؟ اس کا جواب کیا دو گے؟ میں نے کہا، مجھ کو کسی نئے جواب کی ضرورت نہیں۔ وہ جواب دوں گا جو ہمارے اکابر (دیوبندیوں) نے حضرت حاجی صاحب کے مولود میں شریک ہونے کے متعلق سکھا رکھا ہے۔ وہ جواب یہ سکھایا ہے کہ حضرت حاجی صاحب کو عوام کی حالت کی زیادہ خبر نہیں، ہم کو خوب خبر ہے، بس میں جواب دوں گا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۲، سطر: ۸)

نوٹ:۔ ”سکھلا رکھا ہے“ کا ٹکڑا بہت ہی معنی خیز ہے۔

یہ غلط ہے کہ حاجی صاحب بے خبر تھے، انہیں عوام سے سابقہ بھی تھا اور وہ تو آپ کی نظر میں صاحب کشف تھے پھر بے خبری کا الزام کیسا؟

تھانوی کا تقیہ: ایک زمانہ معتد بہ اس طرح گزرا کہ عمل مولود میں ان

(اہل اسلام) کا خلاف کرتا رہا۔ میں جس وقت حج کو گیا تو واقعات سن کر حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نرمی کی ضرورت ہے۔ اس لیے بعض اوقات عمل میں بھی ان کی موافقت کرتا رہا۔ ایک زمانہ دراز اسی میلاد شریف و قیام کرنے پر گزرا۔ اس کے بعد تجربہ سے وہ پہلا ہی طریق نافع ثابت ہوا۔ جس پر الحمد للہ اب تک قائم ہوں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۱۲، سطر: ۱۱)

نوٹ:۔ اگر ایسے لوگ نہ ہوتے تو ”تھالی کے بیگن“ کسے کہا جاتا۔

اپنے پیر پر حملہ: بدعات میں اثر ہے کہ اس سے ظلمت پیدا ہوتی ہے، عقل بالکل ظلماتی ہو جاتی ہے، اس لیے اہل حق پر اعتراضات بے بنیاد کیا کرتے ہیں۔ میرے ایک دوست مولوی صاحب پہلے ایک بدعتی نے کہا کہ تم جو مولود (مبارک) میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کو کھڑے ہو کر کرنے کو منع کرتے ہو تو ذکر رسول کی تعظیم سے منع کرتے ہو۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۲۸۲، سطر: ۱۲)

نوٹ:۔ حاجی امداد اللہ صاحب کے متعلق کیا حکم ہے؟

چال بازی: ایک صاحب کا کانپور سے خط آیا تھا، اس میں دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی منانا کیسا ہے؟ میں نے جواب میں لکھ دیا کہ خیر القرون میں اس کی کوئی نظیر پائی جاتی ہے۔ یہ اس لیے لکھا ہے کہ اگر بدعت لکھ دیتا تو بدعت سے لوگ گھبراتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۳۹، سطر: ۱۱)

نوٹ:۔ الہی تیرے یہ سادہ دل بندے کہاں جائیں کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

حواس باختہ: کھانے پر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا۔ یہ ساری باتیں بیوقوفی کی ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۲۳، سطر: ۴)

نوٹ:۔ جو بات عقلمندی کی ہو اسے تحریر فرمائیے۔ ہاتھوں کو سر پر رکھا جائے یا پیچھے باندھ لیا جائے۔

بندہ پر خراباتم کہ لطفش دائم است
زانکہ نظر شیخ وزاہد گاہ ہست و گاہ نیست

(افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۵۲، سطر: ۱۲)

حاجی صاحب سے بدعقیدگی: حضرت حاجی صاحب نے (گنگوہی صاحب سے) فرمایا کہ جو کچھ دینا تھا، میں دے چکا، مولانا نے دل میں کہا کہ کیا دیا؟ میں تو جیسے پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۸۱، سطر: ۱۹)

نوٹ: چکنے گھڑے کی یہی مثال ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب شریعت سے بے خبر تھے: (گنگوہی صاحب) نے یہ بھی فرمایا کہ ان مسائل (اسلامی) میں حضرت (حاجی صاحب) کو جلد سے فتویٰ لے کر عمل کرنا چاہئے نہ کہ ہم آپ کے قول پر عمل کریں، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ میں انتظامی شان بڑی زبردست تھی جس کو بعض بد فضول نے نخوت تعبیر کیا ہے۔

نوٹ: ایسے ہی پھکڑ باز مریدوں نے پیری مریدی کو بدنام کیا ہے۔

گنگوہی کا مزاج حکیمانہ تھا اور بانی دیوبند کا مزاج عاشقانہ تھا

ایک مرتبہ حضرت مولانا مولوی محمد قاسم اور حضرت مولانا گنگوہی صاحب حج کو تشریف لے جا رہے تھے۔ جہاز میں ایک مسئلہ میں گفتگو ہو گئی جب کچھ فیصلہ نہ ہوا تو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ اب گفتگو ختم کی جاوے، اس کا فیصلہ حضرت (حاجی صاحب) فرمائیں گے حضرت مولانا گنگوہی صاحب نے فرمایا کہ حضرت علم تصوف کے امام ہیں، ان علوم کا فیصلہ حضرت کس طرح فرما سکتے ہیں۔ یہ علمی بحث ہے۔ یہ رائے حکیمانہ تھی۔ حضرت گنگوہی کی، حضرت مولانا محمد قاسم نے فرمایا۔ اگر حضرت ان علوم کو نہیں جانتے تو ہم نے فضول ہی حضرت سے تعلق پیدا کیا۔ ہم نے تو حضرت سے تعلق ان ہی چیزوں کے جاننے کے واسطے کیا ہے، یہ رائے عاشقانہ تھی، کیا ٹھکانہ ہے اس عاشقانہ حالت کا۔ غرض مکہ معظمہ پہنچ کر حضرت کے سامنے مسئلہ بھی نہیں ہوا۔ مگر حضرت نے خود کسی تقریر میں پورا فیصلہ فرمایا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۳۹۳، سطر: ۸، ج: ۳، ص: ۳۱۸، سطر: ۸)

نوٹ: کیا اسرار و رموز ہیں

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

گنگوہی کی الٹی گنگا: حاجی محمد علی ابنیٹھوی نے حج سے واپس ہو کر

مشہور کر دیا کہ حضرت حاجی صاحب نے مجھ کو سماع کی اجازت دے دی ہے۔ کسی نے حضرت مولانا گنگوہی سے یہ روایت نقل کی۔ مولانا نے سن کر فرمایا کہ وہ غلط کہتے ہیں، اگر یہ صحیح کہتے ہیں تو حاجی صاحب غلط کہتے ہیں، ایسے مسائل میں خود حاجی صاحب کے ذمے ہے کہ ہم سے پوچھ پوچھ کر عمل کریں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۲۰۷، سطر: ۵، جلد: ۴، ص: ۲۷۹، سطر: ۱۶)

نوٹ: سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدے میں شیخ حاجی صاحب

یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

رعونت اپنے شباب پر ہے، مناسب تو یہ تھا کہ خود حاجی صاحب ہی کو اپنا مرید بنا لیتے

اقرار جرم: یہ واقعہ ہے کہ حضرت حاجی صاحب کے مشرب اور حضرت مولانا

گنگوہی صاحب کے مسلک میں کسی قدر اختلاف تھا (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۸۰، سطر: ۲)

نوٹ: کسی قدر نہیں، بہت!

پیر سے بھی مذاق: تم اس کو شرک سمجھتے ہو تو پھر شرک سے بیعت ہونا

کہاں جائز ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۱۷۹، سطر: ۸)

نوٹ: تقویۃ الایمان کی اصطلاح میں تو شرک بھی متقی ہوتا ہے ایسے شرک

متقی کو پیر بنانے میں کیا مضائقہ۔

افیون کھانے کی اجازت: حضرت مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سے ایک شخص گاؤں کا رہنے والا مرید ہونے آیا۔ کہتا ہے کہ میں افیم کھاتا ہوں، فرمایا

اچھا یہ بتلا کتنی کھاتا ہے، اتنی میرے ہاتھ میں رکھ دی..... چنانچہ اس نے ایک گولی بنا کر

ہاتھ پر رکھ دی۔ حضرت نے اس کا ایک حصہ توڑ کر اس کو کھلا دیا کہ اتنی کھالیا کر۔ (اللمح

افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۴)

نوٹ: گنگوہی صاحب جو پوری دنیا دیوبند کے مطاع عالم ہیں، ان کی اتباع

میں ہر دیوبندی افیون کی گولی کھاتا ہوگا جس مقدار کو جناب نے جائز قرار دیا ہے۔

غور طلب: اگر کثرت مقدار میں پانی جمع ہو، اور اس میں تھوڑی سی مقدار میں

پیشاب ڈال دیا جائے تو وہ پاک رہے گا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۶، ص: ۱۷۴، سطر: ۵)

نوٹ: تھانوی صاحب ایسے ہی پانی کو استعمال کرتے تھے، یعنی پینے اور وضو وغیرہ میں **خانقاہ ہے یا بھٹیاری خانہ:** ایک شخص نے کہا تھا، وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا..... کسی نے کہا، ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے تو کہتا ہے کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو کیا حرج ہوا، یہ حکم بھی عقلیات میں سے ہو سکتا ہے۔ ایک شخص گوہ کھایا کرتا تھا اور منع کرنے پر کہا کرتا تھا کہ جب یہ میرے اندر تھا تو پھر اگر میرے ہی اندر چلا جاوے تو اس میں کیا حرج ہے تو ان چیزوں کو عقل کے فتویٰ سے جائز رکھا جاوے گا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۶۷۳، سطر: ۱۴)

نوٹ: یہ لطیفہ تو خود تھانوی صاحب ہی کی طرف منسوب ہے، قرین قیاس بھی ہے چونکہ جناب کو فہم کا ہیضہ تھا۔

تبلیغ کا ہیضہ: بدعت کی باتیں خود صریحی طور پر عقل کے بھی خلاف ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۴۴، سطر: ۹)

نوٹ: غالباً حاجی امداد اللہ صاحب کی ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ کتاب نظر سے نہیں گزری۔ **گھر کا اختلاف:** زمانہ تحریک میں ایک استدلال یہ کیا گیا تھا کہ بدیشی کپڑا

پہننا اس لئے حرام ہے کہ اس میں سور کی چربی استعمال کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جائے تو زائد سے زائد یہ لازم ہوگا کہ بدون دھوئے ہوئے مت پہنو، یہ کیسے کہہ دیا کہ بالکل حرام ہے (افاضات الیومیہ، تھانوی، ج: ۳، ص: ۱۲۱، سطر: ۱)

نوٹ: اس پر سابق صدر دیوبند مولانا حسین احمد ٹانڈوی کی تصدیق چاہئے ورنہ کم از کم اب اسعد صاحب کی تائید حاصل کر لیجئے۔

یہ کیسی خانقاہ ہے: دوسرے یہ کہ جس چیز کو ان بزرگ نے آلہ

معصیت کہا وہ آلہ ہی نہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۴۵۰)

فکر عظیم: ایک صاحب کا خط آئرلینڈ سے آیا ہے، لکھا ہے کہ میں عنقریب ہندوستان آنے والا ہوں، اور میرا روپیہ بینک میں جمع ہے، اس کے سود کو لے کر کہاں خرچ کرنا چاہئے۔ میں نے جواب لکھ دیا کہ اس کو لے کر ہندوستان آ جاؤ۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۷۷، سطر: ۸)

نوٹ: یعنی تھانہ بھون لے کر آ جاؤ

ہانسی دیوبند کا فلسفہ: حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے متعلق ایک عجیب لطیفہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی مسلمان حق تلفی بھی کرے تو مسلمان ہی کے ساتھ کرے۔ کافر کے ساتھ نہ کرے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۰۱، سطر: ۱۷)

نوٹ: اس کو بھی فتاویٰ دیوبند میں شائع کر دیجئے۔

دونوں ہاتھ میں لٹو: ایک شیعہ وصیت کر کے مرا ہے کہ میری دونوں بیٹیوں کی شادی حضرت امام مہدی علیہ السلام سے کی جائے۔ اب وہ لڑکیاں جوان ہیں..... وصیت پر اس طرح عمل کیا جائے کہ ایک یا دو داشت لکھ کر خاندان میں محفوظ کر دو کہ حضرت امام کے وقت ان لڑکیوں کی نسل میں سے جو لڑکی ہو، اس کو حضرت کے نکاح میں دے دیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۹۵، سطر: ۱۱)

نوٹ: شیعوں سے بھی ساٹھ گانٹھ ہے۔

آپ تو کچھ فرمائیے: ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو عالی شیعہ ہیں، اور صحابہ کرام پر تبرا کرتے ہیں۔ کیا یہ کافر ہیں؟ فرمایا کہ محض تبرے پر تو فتویٰ مختلف فیہ ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۴۳۳)

نوٹ: غالباً شاہ وحی اللہ صاحب بحری کی ”توقیر العلماء“ اس دور میں نہیں چھپی تھی، ورنہ جواب یہ نہ ہوتا۔

بولتے جاؤ: اس نے جواب میں کہا کہ ہم آریہ کس طرح ہو سکتے ہیں، ہمارے ہاں تعزیہ بنتا ہے میں کہا تعزیہ بنانا مت چھوڑنا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵)

نوٹ: باغباں کلی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی۔

فتویٰ نہیں ترک: میں نے جواب میں لکھ دیا کہ قیام فی المیلا دیں اور فاتحہ میں کیا فرق ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۶۳، سطر: ۴)

دلیل کی ضرورت نہیں، اس خانقاہ میں چپ رہنا جرم ہے بس بولتے رہو۔ **جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے:** یہ تو ساری باتیں بیوقوفی

کی ہی ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۱۲۲)

مسٹر محمد علی جناح کے لئے تھانوی صاحب کا قیام

اس زمانہ تحریک میں ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ اگر مسٹر محمد علی صاحب یہاں پر آئیں تو کیا ان کو اجازت ہو سکتی ہے، میں نے کہا سر آنکھوں پر آئیں، مگر چند شرائط ہیں۔ اول شرط یہ ہے کہ آنے سے پہلے مجھ کو بتا دیں کہ..... دوئم یہ کہ جس وقت وہ یہاں آئیں ان کیلئے بجز اول بار کے بار بار کھڑا نہ ہوں گا۔ (الغ) (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۷۵، سطر: ۴)

نوٹ:۔ یہ اول بار کا قیام کونسا قیام تھا؟ بیوا تو جروا۔

سجدہ تعظیمی کا جواز: بعض صوفیہ سجدہ تعظیمی کے جواز کے قائل

ہیں۔ (افاضات الیومیہ، جلد: ۲، ص: ۷۳، سطر: ۱)

نوٹ:۔ گنگوہی صاحب یا نانوتوی صاحب؟

بنتا نہیں ہے صبر کو رخصت کنے بغیر: انہوں نے بہت ہی اچھا

جواب دیا کہ اس کو نہ پوچھو، اس وقت تو شاید سجدہ میں گرجاؤں مگر کیا سجدہ میں گرجانا جائز ہو جائے گا۔ یہ عشق کے کرشمے ہیں، یہاں پر ضابطے سے کام نہیں چلتا۔ (الغ)

(افاضات الیومیہ، ج: ۲، ص: ۷۲)

لازم ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل

لیکن کبھی کبھی اسے تنہا نہ چھوڑ دینے

ہر مال ہڑپ کر جاؤ: مطلب ان کا یہ تھا کہ متولیوں کی بدعنوانیوں کے

سبب ایسا قانون بنوانا چاہتے ہیں کہ اوقاف کا حساب کتاب گورنمنٹ لیا کرے۔ یہ شرعاً جائز ہے نہیں؟ میں نے اس کی بالکل مخالفت کی کہ گورنمنٹ کو اس میں مداخلت کرنا ہرگز جائز نہیں، کیونکہ یہ دیانات محضہ میں سے ہے، جیسے نماز روزہ، پس جس طرح اس میں دخیل ہونا گورنمنٹ کو جائز نہیں، اسی طرح اس میں بھی جائز نہیں (الغ)

نوٹ:۔ گورنمنٹ سے چھ سو روپے ماہانہ لینا درست لیکن حساب دینا ناجائز،

کیا کہنا آپ کے دارالافتاء کا قیام۔

تھانوی کا ادب: بیچارے بہت ہی مہذب آدمی تھے دوزانو ہو کر سامنے بیٹھ گئے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۶۱)

نوٹ:۔ چونکہ آپ کا تربیت یافتہ نہیں تھا۔

مسی بھگت: قصبہ رام پور میں ایک تقریب تھی ختنوں کی، وہاں پر مجھ کو

بلایا گیا اور اپنے ساتھ حضرات (مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری و محمود الحسن صاحب دیوبندی، بھی تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سے ایک صاحب نے دریافت کیا، اس تقریب کی شرکت یا عدم شرکت کے متعلق کہ اگر یہ بات جائز تھی تو وہ (مولوی اشرف علی) نہیں شریک ہوا (مراد میں ہوں) اور اگر ناجائز تھی تو آپ کیوں شریک ہوئے، اس پر مجھ کو تو مولانا نے خفیہ خط لکھا کہ ”اصلاح الرسوم“ پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور مجمع میں یہ جواب دیا، جو میں نقل کر رہا ہوں۔ کہ وہ تقویٰ پر عمل کرتا ہے اور ہم تقویٰ پر عمل کرتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۱۶، سطر: ۷ وغیرہ)

نوٹ:۔ قربان جائے، تھانوی صاحب کا خود اقرار ہے کہ میں دروازہ اور

راستے میں کھاتا ہوں، کیا ایسے ہی مردود الشہادت کو عامل تقویٰ کہا جاتا ہے۔ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ اصلاح الرسوم کا کیا حشر ہوا۔

بنیہ صفت: ایک صاحب کا خط آیا ہے رنگون سے لکھا ہے کہ کچھ چیزیں لانا

چاہتا ہوں اگر اجازت ہو، جس چیز کو فرمادیں۔ میں نے جواب لکھا ہے کہ کس لاگت کی چیز لانا چاہتے ہو وہاں پر کیا کیا چیزیں ملتی ہیں، معلوم ہونے پر تعین کروں گا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۱۷۵، سطر: ۱۵)

نوٹ:۔ خانقاہ نہیں مول بھاؤ کی منڈی تھی

مفت خورا: میری گزر آپ ہی لوگوں کے عطا پر ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۱۳۵، سطر: ۲۱)

توحید خالص کی منہ بولتی تصویر۔

مال مفت دل بے رحم: میں نے ابھی بیان کیا تھا کہ مال مفت دل بے رحم،

مطلب یہ تھا کہ جس رقم سے دیا، میری دست و بازو کی مکسوبہ تو نہ تھی، ہدایا، عطایا، بے

مشقت ملتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۹۷، سطر: ۲)

نوٹ:۔ اسی لیے تو ہری ہری سوچا کرتی تھی۔

دیوبند کا نرا لا مجدد: میری ساری عمر مفت خوری میں کٹی ہے، پہلے تو باپ کی کمائی کھائی، بس بیچ میں بہت تھوڑے دن تنخواہ پر گزارہ ہوا، پھر اس کے بعد سے وہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے۔ یعنی مدت سے نذرانوں پر گزار رہے، نہ کچھ کرنا پڑتا ہے نہ کمایا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۹، ص: ۳۹۶، سطر: ۲۱)

نوٹ:۔ ایک نیا ٹائٹل مل گیا ”مفت خور کہیں کا“۔

اپنا عیب بھی ہنر ہے: اللہ واسطے کا کھاتے کھاتے ساری عمر گزر گئی۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۲، ص: ۳۷، سطر: ۱۶)

نوٹ:۔ یہی نعرہ تھا! دیا فقراء ہم اللہ!

شکم پروری کا فلسفہ: اگر خدادے تو اچھا کھانا چاہئے کیونکہ نہ کھانے سے

مضحل ہو جائے گا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۲، ص: ۷۲، سطر: ۴)

نوٹ:۔ پیٹ پوجا کی نت نئی ترکیبیں

ہانے پیٹ: اگر کہیں سے مثلاً کھانا پکا ہوا آئے یا دودھ وغیرہ آئے سوا

گر لانے والا شناسا اور معتمد ہے تو لیا جاتا ہے۔ (.....)

غالباً گھر میں چولہا تک نہیں جلتا تھا

ایک ہی نصیحت: حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ

نفس کو خوب کھلاؤ پلاؤ۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳، سطر: ۲۲)

نوٹ:۔ حاجی صاحب نے بس یہی فرمایا تھا یا کچھ اور بھی حاجی صاحب کے

معمول میں تو میلا دو قیام بھی تھا۔ میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑو کڑوا تھو!

کھانے کی فکر: اچھی، عمدہ اور مقوی غذائیں کھانا چاہئیں۔

(افاضات الیومیہ، جلد: ۴، ص: ۲۱۴، سطر: ۱۶)

نوٹ:۔ اس کے بغیر ڈبل شادی ناممکن تھی۔

دیوبند کا اپاہج: بعض احباب بذریعہ ریلوے پارسل بعض اشیاء پھل

وغیرہ کی قسم سے میرے نام بھیج دیتے ہیں۔ میں نے لکھا کہ یہاں کے رہنے والوں سے کسی کو راضی کرو، اس کے نام بھیجو اور اسٹیشن سے وصول کر کے مجھے یہاں پر بیٹھے

ہوئے دے دے۔ اگر یہ انتظام کر سکو تو اجازت ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۸۷، سطر: ۲۱ وغیرہ)

نوٹ:۔ زمیں جبب زماں جبب مگر بندہ نمی جبب۔

ایک مفت خورے کا عالم تعیش ملاحظہ فرمائیے۔

مرغ یا کوا: مولانا کے ایک داماد تھے، انہوں نے میری دعوت کی اور بیان کیا

کہ مولانا نے خواب میں ان سے فرمایا کہ یہ مرغ جو گھر میں پھر رہا ہے، یہ ذبح کر کے اس کو دعوت میں کھلاؤ انہوں نے مجھے کہا، میں نے سن کر کہا کہ میں اب ضرور کھاؤں گا، یہ تو مولانا کی طرف سے دعوت ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۷۰)

نوٹ:۔ تعجب ہے مولانا کی طرف سے دعوت بجائے کوا کے مرغ! کہیں بھول تو نہیں گئے۔

حلو خوری: ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت

دانت بنوا لیجئے۔ فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر، پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی۔ اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۲، ص: ۲۳، سطر: ۱)

نوٹ:۔ پیٹ پوجا ہر چیز پر مقدم ہے اس میں بھی نرم چارہ چاہئے۔

مکر عظیم کا مکر ہی مکر: حال، میرے یہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے،

تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے ساتھ کھاتا ہوں، اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو۔ مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ (لغو فقط) (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۷۱، سطر: ۴)

نوٹ:۔ تنگدلی ہی تنگدستی کا سبب تھی اس لیے خدا نے دوسروں کے ٹکڑوں پر ڈال دیا تھا۔

ریاکاری: آج ایک صاحب نے مدختم میں دعا کے لیے کچھ رقم بھیجی ہے اور

کوپن پر پتہ صاف نہیں لکھا، میں نے اس کو واپس کر دیا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶)

نوٹ:۔ واپسی کی علت عدم دعا نہیں بلکہ پتے کا صاف نہ ہونا۔

حلوے جلوے: ہم جنسیوں کے لیے معصیت سے بچنا ہی بڑی دولت ہے۔ لیجئے میں نے حلوہ بھی بچا لیا..... بات یہ ہے کہ میں چونکہ ضعیف ہوں، اس لیے میں دوسروں کو بھی سہل بات بتاتا ہوں تاکہ اس پر سہولت سے عمل ہو سکے اور جس سے نہ حلوے میں فرق آئے نہ جلوے میں نہ خلوت میں، پھر مزاحاً فرمایا کہ بس پیر کرے تو کم ہمت کو کر۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۷۱، سطر: ۳۰ وغیرہ)

نوٹ:- کسی جوان کو سہل العمل کام پر لگانا یہ کنسی عقلمندی ہے؟

اخلاق کا دیوالیہ: ایک شخص نے میری اور ان کی دعوت کی..... اس بھلے مانس نے چاول پکوائے، وہ بھی کھانے کے قابل نہیں، جب کھانے بیٹھے، میں نے میزبان سے کہا۔ کچھ اور بھی ہے۔ کہا نہیں، میں نے کہا یہ تو کھانے کے قابل نہیں، اب کیا کھاویں..... کہیں سے روٹی لاؤ، کہا روٹی تو نہیں پکائی۔ میں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے، جب دعوت کی ہے تو کھلاؤ اور کہیں سے لاؤ بھوکے تھوڑا ہی جائیں گے۔ اور کھائیں گے روٹی۔ کہا روٹی کہاں سے لاؤں؟ میں نے کہا گھر میں تو نہیں محلہ میں ہے، مانگ کر لاؤ۔ گیا مصیبت کا مارا دال روٹی لایا، خوب پیٹ بھر کر روٹی کھائی، میں نے مولوی محمد عمر صاحب سے بھی روٹی کھانے کو کہا، مگر وہ بہت خلیق تھے، کہنے لگے کہ اس کی دل شکنی ہوگی، میں نے کہا ہماری جو شکم شکنی ہوگی۔ (الغ)

نوٹ: دل شکنی ہو جائے مگر شکم شکنی نہ ہو، تھانوی صاحب سراپا اخلاق ہی اخلاق تھے۔

نیم حکیم خطرہ جان: بعد مغرب ایک مفرح نسخہ تجویز فرمایا، اس کو نوش

فرماتے ہی سکون ہو گیا۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۷، ص: ۱۰۴، سطر: ۱۱)

نوٹ:- نسخہ صیغہ راز ہی میں رہ گیا، معلوم نہیں نظری تھا یا عملی؟

پیٹ ہی پیٹ: سنترہ کیسی لطیف چیز ہے مگر اس کو کھا کر ایسا معلوم ہوتا ہے

جیسے پیٹ میں پتھر اڑ گئے ہوں۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۷، ص: ۱۰۴، سطر: ۳)

نوٹ:- معدہ کی خرابی کہا جائے یا سنترے کی؟

گورنمنٹ کا وظیفہ: مولانا شاہ اسحق صاحب کا واقعہ ہے جو اپنے بزرگوں

سے سنا ہے کہ جب گورنمنٹ انگریز کا تسلط ہوا تو شاہ صاحب کا جو وظیفہ مقرر تھا وہ جاری

رکھا گیا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۲۸۵، سطر: ۱۴)

نوٹ:- اس حمام میں بھی ننگے ہیں۔

تھانوی صاحب کو چھ سو روپے ماہانہ گورنمنٹ دیتی تھی:

تحریکات کے زمانہ میں میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپے ماہانہ گورنمنٹ سے پاتا ہے، ایک شخص نے ایک ایسے ہی مدعی سے کہا کہ اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ یہ خوف سے متاثر نہیں لیکن طمع سے متاثر ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۹۸، سطر: ۳)

نوٹ:- اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہ گئی، مکالمۃ الصدور نے بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔

تھانوی صاحب کو انگریزوں نے آرام پہنچایا تھا

ایک شخص نے مجھ سے دریافت کیا تھا، اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے؟ میں نے کہا کہ محکوم بنا کر ہی رکھیں گے کیونکہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لیے انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے (افاضات الیومیہ، جلد: ۴، ص: ۶۹۷، سطر: ۱۴)

نوٹ:- اس دور میں چھ سو روپے ماہانہ کی عنایات معمولی درجہ کا آرام نہیں تھا۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ للعالمین تھے: (۱) لفظ ”رحمۃ للعالمین“ صفۃ خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں، (۲) حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ نے ایک حجت پیدا کی تھی..... حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، جلد: ۱، ص: ۱۰۵، سطر: ۷)

نوٹ:- جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

رسول دشمنی دیوبند کا مقصود حیات ہے، اس بغض و عناد میں جو بھی کہہ جائے وہ کم ہے، حاجی صاحب جناب کی نظر میں رحمۃ للعالمین تو تھے مگر ان کی رحمت سے گنگوہی کو کچھ ملا نہیں، اب ان کی رحمت سے انکار کیا جائے یا جناب کو ماوراء عالم کا کوئی جانور سمجھا جائے۔

دیوبندی علماء ”رب المشرقین ورب المغربین“ ہیں

ایک شخص نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط میں القاب کی جگہ یہ لکھا تھا

رب المشرقین ورب المغربین۔ حضرت نے وہ خط حاضرین کو پڑھنے کے لیے دیا.....
یہ فرما کر اس شخص کی معذوری ظاہر کر دی کہ بوجہ بے علمی کے ایسا ہوا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۲۱، سطر: ۷۲۲)

نوٹ:- اس میں اس امر کی تلقین ہے کہ مجھے رب المشرقین ورب المغربین کہو اور جب قاضی اور مفتی محاسبہ کرے تو کہہ دینا مجھے اس کے معنی کا علم نہیں، میں نے تو لاعلمی میں کہہ دیا اور ایسے ہی دیوبندی علماء کو منہ بھر کر گالیاں دو اور جو من میں آئے کہو اور جب جب پوچھا جائے تو کہہ دینا کہ میں نے تو لاعلمی میں کہہ دیا فرمائیے اگر اس جواب پر قناعت کر لیا جائے تو یہ قباحات لازم آئے گی یا نہیں؟ اور کیا دیوبند اس کی اجازت دے گا اور اگر دیوبند اس کی اجازت نہیں دے گا تو رب المشرقین والمغربین کہنے پر اسے صرف معذوری ہی کیوں سمجھا گیا اس سے شرعی محاسبہ کیوں نہ ہوا؟

یہ اپنی دوکان ہے: حضرت مولانا دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی حالت اور خدمات کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ چہ نسبت خاک را عالم پاک۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۶، ص: ۲۵۵، سطر: ۳۱)

نوٹ:- جی ہاں! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اوپر قیاس کیجئے مگر مولانا کو نہیں چونکہ ان کا درجہ بہت اونچا ہے۔
اگر مرحوم ہوگا تو مرید کو جنت میں لے جائے گا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۲۸۵، سطر: ۹، ج: ۴، ص: ۶۶، سطر: ۷)

نوٹ:- پہلے اپنی خیر منائے مرید کی بعد میں
اپنے منہ میاں مٹھو: ہم کو حق تعالیٰ نے مرنے کے بعد خلافت دے دی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ حق تعالیٰ نے اضافہ کا تصرف عطا فرمایا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۱۴، سطر: ۱، ج: ۷، ص: ۳۰۸، سطر: ۳)

نوٹ:- اپنے لیے سب درست! اور یہی تصرف جب اولیاء اللہ کے لیے مانا جائے تو کاجہ پھٹ جاتا ہے۔

اپنا خطبہ: جو ان حضرات نے چاہا ہو گیا (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۶، سطر: ۵)

نوٹ: رسول خدا کا چاہا کچھ نہیں ہوتا البتہ دیوبندی حضرت کا چاہا سب کچھ ہو جاتا ہے
گھر کی کرامت: ایک مرتبہ کیرانہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے پاس میں بیٹھے تھے۔ دل میں خیال کرنے لگے۔ کہ معلوم نہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ بڑا ہے۔ یا حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت اس خطرہ پر مطلع ہوئے فرمایا کہ ایسا خیال بہت بُری بات ہے۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۶، ص: ۱۷۱، سطر: ۱)

نوٹ:- گنگوہی اور اسماعیل دھرم میں خدا کے دینے سے بھی اگر رسول خدا کو غیب مانا جائے تو شرک اور وہی اپنے لیے عین اسلام اور کشف و کرامات
میٹھا میٹھا ہڑپ: توجہ مطلوب صرف یہی ہے۔ کہ شیخ طالب کے حالات کی نگرانی اور ان کے حالات کے اقتضاء سے تعلیم کرتا رہے۔ سو ایسی توجہ ہمارے بزرگوں کی دائمی طور پر رہتی ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۳۳، سطر: ۱۲)

نوٹ:- ایسے فرضی دعوے تو ان گنت و بے شمار کئے جاسکتے ہیں۔
حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یا دوسرے عارفین کے ذہن میں مقاصد پہلے آتے ہیں اور مقدمات کی غلطی کا اثر مقاصد میں نہیں پہنچتا۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۶، ص: ۳۲۲، سطر: ۱۶)

نوٹ:- اس سے گنگوہی صاحب کو بھی اتفاق ہے یا نہیں؟
کسی کروٹ چین نہیں: حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ وہ جہاز کا اٹھالینا..... ظاہر ہے کہ آپ کا کرامات عظیم کو ماننا اقرب الی الشکر ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۲۷۲، سطر: ۶)

نوٹ:- ایک بشر کی کرامت اور اقرت الی الشکر گویا شرک کا ہوا سوار ہے۔
نفس کی پوجا: بعض لوگ انہی اہل باطن میں سے ایسے بھی ہیں۔ جو تحریکات کے زمانہ سے اختلاف رکھتے ہیں مگر ہمیشہ سے جب ملتے ہیں۔ جھک کر سلام کرتے ہیں میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۲۸۴، سطر: ۶)

نوٹ:- صرف سلام نہیں بلکہ جھک کر سلام کرتے ہیں سلام اتنا پسندیدہ نہیں ہے

جتنا کہ جھکنا۔

اپنا پروپیگنڈہ: جب حضرت حاجی صاحب صبح کو تشریف لے گئے۔ تو میں نے اس جگہ بیٹھ کر ذکر کیا۔ جس جگہ حضرت ذکر کیا کرتے تھے۔ تو انوار معلوم ہوئے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۱۱۰، سطر: ۸)

نوٹ: ذکر الہی میں انوار نہیں تھے بلکہ اس نشہ گاہ سے انوار برس رہے تھے۔

آنکھیں بدل گئیں تو نظارہ بدل گیا: مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ

اللہ علیہ کی نرالی شان تھی چہرے سے انوار برس رہے تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۶۱، سطر: ۱۱)

نوٹ: دیوبندی دھرم میں رسول خدا کی تعریف انسانوں جیسی کی جائے بلکہ اس سے بھی کم البتہ دیوبند کے مولانا آدمی نہیں ہوتے گویا زمین پر سورج اتر آیا ہے۔

اب اپنا معاملہ ہے: جامع تھے کمالات کے..... مرد حقانی کی پیشانی کا

نور کب چھپا رہتا ہے پیش ذی شعور۔ (افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۵، ص: ۲۸۷، سطر: ۱۴، ۴)

نوٹ: چونکہ دیوبندی دھرم میں مرد حقانی کا مرتبہ مقام نبوت سے بھی اونچا ہے معاذ اللہ حضرت اقدس گویا بس سراپا لطافت ہی لطافت ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ تھانوی، ج: ۷، ص: ۱۰۱، سطر: ۱۹)

نوٹ: جیسے بھٹی کا افلاطون۔

جہنڈا اونچا رہے ہمارا: یہ سب موقوف ہے۔ صحبت کامل پر کسی کی

جو تیاں سیدھی کروڈنڈے کھاؤ۔ اس کے سامنے ناک رگڑو۔ اس سے حقیقت تک رسائی ہوتی ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۹، سطر: ۱۶)

نوٹ: کبھی کبھی سمجھداری کی بات کر جاتے ہیں۔

دیوانہ بکار نعریش ہشیار است۔

کرامت ہی کرامت: حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب طالب علموں کے

مارتے وقت بڑی ظرافت سے کام لیتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اس عصا میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے مردے زندہ ہوتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۳۱۲، سطر: ۵)

نوٹ: اگر عصا سے مردہ زندہ کیا تو کیا کمال؟ گنگوہی صاحب تو یونہی مردوں

کو زندہ کر دیتے تھے۔ مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا۔ اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم۔

قانون داں نہیں قانون ساز: ایسا فعل جو عام طور سے ناجائز سمجھا جاتا ہو جائز بھی ہوتا ہے۔ (افاضات تھانوی، ج: ۷، ص: ۳۱۶، سطر: ۱۶)

نوٹ: اس کی زندہ مثال! خانقاہ گنگوہی اور نانوتوی کا معاشرت ہے یا کوا کھانا ثواب اور بکرے کی کپوری درست؟ مثال دینے سے قانون زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

جو یہ ٹانکا تو وہ ادھر: بدعت کی حقیقت تو یہ ہے کہ اس کو دین سمجھ کر اختیار کرے۔ اگر معاملہ سمجھ کر کرے تو بدعت کیسے ہو سکتا ہے۔ بس ایک احداث للدين ہے اور احداث فی الدین ہے۔ احداث للدين معنی سنت ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۲۰۵، سطر: ۱۵)

نوٹ: گنگوہی صاحب نے رسم ختم بخاری کو درست قرار دیا ہے۔ فرمائیے یہ احداث فی الدین ہے یا احداث للدين اور ایسے ہی درود شریف میں ”سیدنا“ کا اضافہ کیا ہے؟

تھانوی کی نئی شریعت: جیسے سفر میں قصر کی اصل علت مشقت ہے۔

لیکن اس کی پہچان اور اس کا معیار معلوم ہونا مشکل تھا۔ میں نے خصوصیت کی جان پہچان کو اس کا قائم مقام کر دیا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۹۸، سطر: ۱۵)

نوٹ: شریعت اپنے گھر کی ہے! دلیل کی کوئی حاجت نہیں۔

ذم تحت المدح: بعض حقیقت شناسوں نے مولانا محمد قاسم صاحب کے علوم کو حضرت حاجی صاحب کے علوم کا ظل بتایا ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۲۲، سطر: ۲۰، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۵)

نوٹ: بتانے والے کو صیغہ راز میں کیوں رکھا گیا؟ ظل ہونے کے باوجود شریعت سے بے خبر ہی رہے۔

گنگوہی فتویٰ کی خلافت ورزی: حضرت مولانا محمود الحسن صاحب

رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی میرے استاد ہیں قبلہ ہیں کعبہ ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۵۳، سطر: ۲۳، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۵)

نوٹ:- گنگوہی صاحب سے فتویٰ لینا چاہئے تھا کہ میں نے مولانا محمود الحسن کو قبلہ و کعبہ سمجھا ہے لہذا مسلمان رہا یا کافر؟ ملاحظہ ہوتاؤی رشیدیہ

من ترا حاجی بگویم: حضرت مولانا گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تمام کمالات کے جامع تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۸۸، سطر: ۴، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۵)

نوٹ:- نبوت بھی ایک کمال ہے مگر اس کا کوئی استثناء نہیں۔

کوا کھاتے کھاتے: اپنے پیر احمد اللہ بے نظیر جامع کمالات تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۳۴، سطر: ۱۴، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۵)

نوٹ:- جیسے جناب لٹھ پیر۔

بکری کی کپوری کا اثر: اپنے بزرگ بچہ اللہ بے نظیر جامع کمالات تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۳۴، سطر: ۱۴)

نوٹ:- کیا کوا کپوری کھانے کا یہی ثمرہ ہے۔

اونچی دوکان بھیکا پکوان: میں نے اس (مرید) کو ڈانٹا کہ بیعت کے بعد تمہاری یہ حالت تو انہوں نے صاف کہا کہ مجھے تم سے کبھی مناسبت نہیں ہوئی۔ اور بیعت تو اس امید پر کری تھی کہ اس کی برکت سے تندرست ہو جاؤں گا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۲۰، سطر: ۲۰، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۵)

نوٹ:- یہ مرید کے جامع کمالات ہونے کی مثال ہے۔

کیوں نہ ہو جامع کمالات پیروں کے مرید کو بھی صاحب کمال ہی ہونا چاہئے۔

پھر نہ کھنا مجھے خبر نہ ہونی: اس چودہویں صدی میں ایسے پیر

کی ضرورت تھی جب کہ میں اشرف علی ہوں لٹھ۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۲۵، سطر: ۸، ص: ۳، سطر: ۱۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۵)

نوٹ:- اب حجۃ اللہ فی الارض، حکیم الامت نہ کہنا خود تھانوی صاحب نے اپنے لیے جو منتخب کیا ہے وہی لکھنا وہی بولنا۔

تھانوی مددگار تھے: میں نے لکھ دیا ہے کہ دیر جو کر رہا تھا مدد ہی تو کر رہا تھا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۶۰، سطر: ۶، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۶)

نوٹ: اب مت کہنا کہ خدا ہی سے مدد مانگی جائے اصل مددگار تو تھانوی ہیں۔

تھانوی غیب کا مشاہدہ کراتے تھے: میں نے ذوقیات اور کشفیات کو حسیات بنا دیا ہے ان وجدانیات میں لوگ جن چیزوں پر ایمان بالغیب لاتے ہیں، وہ چیزیں کھلی آنکھوں نظر آتی ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: سطر: ۱۲، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۶)

نوٹ:- غالباً ابھی فتاویٰ رشیدیہ اور تقویۃ الایمان نظر سے نہیں گزری تھی۔ طفل مکتب ہی تو ٹھہرے۔

کامیے کو نومن تیل ہوگا اور کامیے کو رادھا ناچے: میرے یہاں کا صرف معیار یہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہو جائے کہ اپنی غلط پردل سے نادم ہے اور یہ بات اس شخص کے اعلان کر دینے سے بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۶، سطر: ۱۲، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۶)

نوٹ: کوئی زبان سے ہر چند کہے مگر جناب جیسا ہٹ دھرم کیسے یقین کرے گا کہ یہ دل سے نادم ہے؟

یا بالفاظ دیگر آپ دل کے بھید پر مطلع ہیں؟

دیوبندیو! تھانوی کے ڈنڈے کھاؤ یہ سب موقوف ہے صحبت کامل

سے۔ کسی کی جوتیاں سیدھی کرو۔ ڈنڈے کھاؤ۔ اس کے سامنے ناک رگڑو۔ اس سے

حقیقت تک رسائی ہوتی ہے (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۹، سطر: ۱۶، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۶)

نوٹ:- اب بجائے خدا کے مولانا صاحبان کے سامنے ناک رگڑی جائے

آدمی تھے یا کچھ اور مولانا غلیل احمد صاحب کی نرالی شان بھی تھی۔

چہرے سے انوار برستے تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۶۱، سطر: ۱۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۶)

نوٹ:- پسینہ کیسا تھا؟

صحبت کامل کے بعد یہ شان ہو جاتی ہے۔

ٹھکے چھپے اپنی عظمت کا اعلان: بنی اندر خود علوم انبیاء..... بے

کتاب و بے معید و ارستا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۷۹، سطر: ۱۳، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۶)

نوٹ:- گنگوہی پر حاجی امداد اللہ صاحب کا اثر کیوں نہ ہوا؟

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی طریقت بھی عجیب الہی تھی

خواب کے راستے فضیلت: میرے بعد ایک دوست نے ایک مرتبہ

حضرت کو بعد موت خواب میں دیکھا۔ دو باتیں فرمادیں۔ ایک یہ کہ ہم کو تو حق تعالیٰ نے مرنے کے بعد خلافت دے دی میں نے اس کی یہ تعبیر سمجھی کہ حق تعالیٰ نے اضافہ کا

تصرف عنایت فرمایا ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۱۴، سطر: ۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۶)

نوٹ:۔ الہی کو الہیلا ہی سمجھتا ہے۔

پہلے خود آدمی بننے: میرے یہاں آدمیت۔ انسانیت۔ سکھائی جاتی

ہے۔ اگر ولی بننا۔ بزرگ بننا۔ قطب بننا۔ غوث بننا ہو تو اور جگہ جاؤ انسان بننا ہو تو

یہاں آؤ۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۵۸، سطر: ۵، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۶)

نوٹ:۔ آپ کی آدمیت اور انسانیت یہ ہے کہ کسی میزبان کے یہاں پہنچو تو

اسے حکم دو کہ اگر تمہارے یہاں نہیں پکا تو محلہ والوں سے مانگ کر لاؤ میں دل شکنی کا

قائل ہوں البتہ شکم شکنی کا نہیں۔

اپنی مجددیت کا ڈھنڈورا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سلف کا طریق

میرے ہاتھوں زندہ ہو گیا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۲۱۲، سطر: ۲۲، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۷)

نوٹ:۔ اپنے عیوب کے پردہ پوشی کی مکروہ اور گندہ مثال۔

کیا سلف بھی ایک جوتے کو امام بناتے بقیہ کو مقتدی“ کیا سلف بھی راستے میں

چلتے پھرتے کھاتے تھے“ کیا سلف بھی گناہ اس لئے کرتے تاکہ دوسروں کو اس سے

بچایا جاسکے۔

کیا سلف میں کسی نے خطہ الایمان جیسی کفری عبارت لکھی ہے؟ کیا کسی نے اپنا

کلمہ پڑھوایا ہے۔

من آنم: میرے دو کام ہیں ایک دعا کرالو چاہے وہ دنیا ہی کے لیے سہی وہ بھی

عبادت ہے۔ دوسرا اللہ کا نام پوچھ لو۔ فرمایا اتنا یہ لوگ بھی سمجھتے ہیں کہ ان کو تجربہ نہیں۔

مگر پھر ایسی بات پوچھنے کی کیا وجہ یوں سمجھتے ہیں کہ اللہ والوں سے اس لیے پوچھ کر حفظ

کرنا چاہئے۔ الخ، (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۴۲، سطر: ۲۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۶۷)

نوٹ:۔ کیا اللہ والے ایسے ہی ہوتے ہیں کہ مرید سے اپنا کلمہ پڑھوائیں۔

شیخ چلی پیچھے رہ گیا: میں ایک ہی مجلس میں طالب کو خدا تک پہنچا

دیتا ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۴، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۷)

نوٹ:۔ اللہ اکبر، اتنی لمبی اڑان

بدعت کا ارتکاب: ایک مولوی صاحب نے اپنی تسبیح حضرت والا کے

سامنے پیش کر کے عرض کیا۔ حضرت اس پر پڑھ دیجئے گا۔ برکت کے لیے اور ساتھ ہی

میں یہ بھی عرض کیا کہ یہ بہت ہی سہل طریق ہے ترک بنانے کا فرمایا کہ واقعی اچھی تدبیر

ہے..... عرب کا طریق نہایت پسندیدہ ہے کہ اپنی چیز کو ترک بنوایا جائے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۴، دیوبندی مذہب، ص: ۶۹، سطر: ۱-۷، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۷)

نوٹ:۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تقویۃ الایمان سے نظر نہیں گزری تھی۔

آج معلوم ہوا کہ یہاں زندہ ہی منظم نہیں۔

تھانہ بھون کے مردے: مردے بھی منظم ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۲، ص: ۴۶، سطر: ۱۶، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۷)

نوٹ:۔ مسخرے کو ہر جگہ مذاق ہی سو جھتا ہے اسے زندہ اور مردہ کی کیا تمیز اسے

تو قہقہہ چاہئے۔

مدعی سست گواہی جست: ایک شخص حضرت گنگوہی کے پاس آیا۔

بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے انکار فرمادیا۔ بے حد اصرار کیا۔ رویا پیٹا۔ مگر

حضرت انکار ہی فرماتے رہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ خفیہ پولیس کا افسر تھا۔ یہ حضرت

کی فراست تھی اور فراست صادقہ یہ کشف سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔

دو شخص آدمی رات کے قریب آپ کی خدمت میں آئے۔ کہ یہ روپیہ ہے اس کو

مجاہدین سرحد کے پاس پہونچا دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ نکالو ان بے ہودوں کو۔ بعد

میں معلوم ہوا کہ وہ دو افسرانگریز تھے امتحان کرنے آئے تھے۔ کہ ان کا کچھ تعلق ان

مجاہدین سے ہے یا نہیں حضرت کی ہر بات میں ایک عجیب نور ہوتا تھا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۳۷، سطر: ۱۸)

نوٹ:- اگر یہ واقعہ سچ ہے تو انگریزوں سے ساز باز سے پہلے کا ہے ورنہ بعد کو ملی بھگت تو سبھی جانتے ہیں "خون کے آنسو" میں اس کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیے۔

غزالی اور رازی سے بھی اونچا مقام: میں کبھی وعظ میں لطائف اور نکات بیان کرتا ہوں تو صاف کہہ دیتا ہوں۔ کہ یہ نکتہ ہے۔ اور بعض علوم بھی اللہ تعالیٰ نے عنایت کئے ہیں کہ شاید صدیوں سے کسی کو عنایت نہ ہوئے ہوں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۵۵، سطر: ۳، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۸)

نوٹ:- یہ محض ایک پاگل کی بڑ ہے اس کے سوا کچھ بھی نہیں صدیوں میں تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام رازی غزالی، امام اعظم ابوحنیفہ، غوث پاک، غریب نواز سبھی شامل ہیں حتیٰ کہ بعد تابعین کرام صحابہ عظام تو کیا یہ تسلیم کر لیا جائے کہ آپ کا مقام ان سب سے اونچا تھا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

سادہ لوح مریدین کی آنکھوں میں دھول اس طرح نہ جھو کہ سچ چورا ہے پر تمہارا بھانڈا پھوٹے اور بھرم کھل جائے۔ ایک ذاکر نے حضرت سے عرض کیا۔ کہ میں نے طائف میں چلے کیا۔ اور سوالا کہ اسم ذات روزانہ پڑھا۔ مگر نفع نہیں ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ناراض ہیں۔ فرمایا اگر میں ناراض ہوتا۔ تو تم کو سوالا کہ اسم ذات روزانہ کی توفیق ہی نہ ہوتی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۱۷۵، سطر: ۱۷، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۸)

نوٹ:- گنگوہی کا اثر پڑ گیا ہوگا۔

مکر کو چکر: ایک صاحب کا خط آیا ہے۔ اپنے دوست کے متعلق لکھا ہے کہ باوجودیکہ ان کو زنا سے نفرت ہے۔ اور ہر ممکن ذریعہ سے بچنے کا طریق اختیار کر چکے۔ مگر اس وقت تک نہیں رک سکے۔ اب ان کو اس کی فکر ہے کہ پہلی بیعت باقی رہی یا تجدید بیعت کی ضرورت ہے۔ اب اگر لکھتا ہوں کہ بیعت باقی ہے تو جرأت بڑھتی ہے اگر لکھتا ہوں کہ باقی نہیں رہی تو غلط ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۳۰۶، سطر: ۸، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۸)

نوٹ:- کبھی کبھی ہوش آجاتا ہے۔

اپنی بکھان: مربی قرائن سے یا نور بصیرت سے معلوم کر لیتا ہے کہ اس نے اہتمام

کیا تھا۔ پھر بھی غلطی ہوگئی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۲، ص: ۷۹، سطر: ۲۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۸)

نوٹ:- اپنی دوکان کچی رہے۔

سراپا کرامت: ایک صاحب کے خط کے جواب میں جن پر فوجداری کا مقدمہ تھا تو کل پر میرے قلم سے نکل گیا۔ کہ انشاء اللہ کچھ نہ ہوگا وہ اتفاقاً اس مقدمے سے بری ہو گئے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۸۱، سطر: ۲، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۸)

نوٹ:- کیا کہنا ہے آپ کے تو کل کا، جو میزبان کے دسترخوان پر بیٹھ کر میزبان سے یہ کہے کہ کھانا محلے والوں سے مانگ لاؤ اگر تمہارے، یہاں نہیں ہے۔ بھلا بتائیے۔ ایسے اخلاق مجسم کا تو کل کتنا اونچا ہوگا۔

اپنی کرامت کا چرچا: بعض حضرات جن کا مجھ سے بے تکلفی کا تعلق ہے ان سے معلوم ہوا کہ عوام کا یہ عقیدہ ہے کہ (تھانوی صاحب) جو کہتے ہیں وہی ہو جاتا ہے ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہی ہمارا عقیدہ بھی ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۶۳، سطر: ۴، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۸)

نوٹ:- اپنی تشہیر کا بہترین طریقہ ہے۔ شاہ وصی اللہ صاحب نے تھانہ بھون سے اسی ٹرک کو سیکھا تھا ایجنٹوں اور دلالوں کے سہارے گاڑی چلائی گئی۔

انشاء واز: جمشید تو وہ تھے۔ اور جام جمشید میرے پاس تھا جس میں سارے حالات نظر آ جاتے تھے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۵۰، سطر: ۱۴، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۹)

نوٹ:- پتہ لگانا چاہئے کہ تھانوی صاحب وراثت میں اپنا جام جمشید کسے دے گئے اس سے کچھ کام تو لیا جائے؟

جوابات کھیں فخر وہی بات کھیں ننگا: حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے۔ پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ دل میں خیال کرنے لگے کہ معلوم نہیں حضرت حاجی صاحب کا مرتبہ بڑا ہے۔ یا حافظ ضامن کا۔ حضرت اس خطرہ پر مطلع ہوئے۔ فرمایا کہ ایسا خیال بری بات ہے تمہیں اس سے کیا مطلب کہ کون بڑا ہے اور کون چھوٹا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۸۷، سطر: ۷، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۹)

نوٹ:- کیا تقویۃ الایمان کی یہی تعلیم ہے؟

کھین فریب تو نہیں: مولانا فخر الحسن صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں مکہ معظمہ میں ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ کوئی معتقدان کی تعریف کر رہا تھا۔ اور وہ خوش ہو رہے تھے، میرے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ اپنی مدح سے اتنا خوش ہو رہے ہیں۔ بس اتنا خیال آتا تھا کہ میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں مدح سے خوش نہیں ہو رہا ہوں بلکہ اپنے صالح کی مدح سے خوش ہو رہا ہوں۔ کہ اسی نے تو مجھے ایسا بنایا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۸۷، سطر: ۱۰، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۹)

نوٹ:- یہی بات غوث پاک اور غریب نواز کے لیے شرک کیوں ہے؟

کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے: حضرت مولانا کی یہ حالت اور جذبات کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۲۵۵، سطر: ۲۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۹)

نوٹ:- کاش اس جذبہ عقیدت میں یکسانیت ہوتی جو غلو مولانا کے ساتھ ہے رسول اکرم رومی فدائے صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ اس کا فقدان کیوں ہے؟

تصرف کا اقرار: انہوں نے مولانا گنگوہی کو بعد انتقال کے دیکھا ہے۔ فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں بعد وفات کے خلافت دے دی ہے۔ اس کے معنی میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ چونکہ خلافت کی روح تصرف ہے۔ اس لیے یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولانا کی روح کو اللہ تعالیٰ نے تصرف کی قوت عطا فرمادی۔ کہ طالبین کی تربیت اور اصلاح میں معین ہو۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۳۰۸، سطر: ۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۹)

نوٹ:- گنگوہی کی بارگاہ میں شرک کا ہر قانون نذر آتش ہو جاتا ہے!

زندگی ہی میں سوانح حیات لکھی گئی: جب میری سوانح حیات لکھی جا رہی تھی۔ بعض احباب نے کہا کہ اگر ہم ان واقعات کو کرامت کے باب میں درج کر دیں تو کیا حرج ہے میں نے کہا چونکہ ایسے واقعات کے اندر مجھ کو دوسرا بھی احتمال ہوتا ہے۔ اس لیے میں ایسے واقعات کو بھی کرامت کے عنوان میں درج کرانا نہیں چاہتا۔ البتہ تمہارا دل چاہے تو ایسے واقعات کو سوانح میں انعامات الہیہ کے عنوان

کے تحت درج کر سکتے ہو۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۳۲۳، سطر: ۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۹)

نوٹ:- توجہ مطلوب صرف یہی ہے کہ شیخ طالب کے حالات کی نگرانی اور ان حالات کے اقتضا سے تعلیم حاصل کرتا رہے۔ سوائیسی توجہ ہمارے بزرگوں کو دائمی طور پر رہتی ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۳۳، سطر: ۱۲، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۹)

خانقاہوں کی تذلیل و تحقیر: الحمد للہ۔ یہاں کے جو اطفال ہیں۔ یعنی محض مبتدی ان میں جو دولت سمجھ کی اور نیک نیتی کی ہے۔ وہ اور جگہ کے بعض مشائخ کو بھی حاصل نہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۷۰، سطر: ۳، دیوبندی مذہب، ص: ۳۲۰)

نوٹ:- نانوتہ اور گنگوہی پر قیاس کیا ہوگا کنویں کے مینڈک کی دنیا ہے کتنی؟ اگر مرید کو شیخ سے سچی محبت ہو تو کبھی اس کے سامنے اپنی غلطی کی تاویلیں نہیں کر سکتا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۳۳۶، سطر: ۲۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۰)

نوٹ:- اگر یہ بات زبان ہی سے نہیں دل سے کہی گئی ہے تو حفظ الایمان کی کفری عبارت پر تاویلیں کیوں کی جا رہی ہیں۔

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ ÷ جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں تنک
لمبی اذان: شیخ تو وہ ہے جس کا فیض سارے عالم کو محیط ہو۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۳۰۸، سطر: ۹، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۰)

نوٹ:- آپ کا ہر مولوی رحمۃ للعالمین ہے ایک شیخ ہی پر کیا منحصر؟

مولوی اسماعیل دہلوی سے بھی مشورہ کر لینا چاہئے تھا۔

ٹھونگ ہی ٹھونگ: عرض کیا کہ حضور حضرت تھانوی کی اور کس قدر

حیات ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ان سے ایک اور خاص کام لینا ہے اس وقت تک حیات ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۵۵، سطر: ۵، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۰)

نوٹ:- لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھوانا باقی رہ گیا تھا۔

جھک کر سلام: بعض لوگ انہیں اہل وطن سے ایسے بھی ہیں۔ جو تحریکات

کے زمانہ سے اختلاف رکھوں گا ہمیشہ سے جب ملتے ہیں۔ جھک کر سلام کرتے ہیں۔

میں شکر ادا کرتا ہوں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۲۸۲، سطر: ۶، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۰)

نوٹ:- کسی متکبر کی یہ بھی ایک نشانی ہے ”تھانوی صاحب کو خود بھی اپنے تکبر پر فخر تھا حوالہ پہلے گزر گیا“

اعتراف حقیقت: اپنے بزرگوں کی محبت رکھنا۔ خوش رہنا خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کا ہر شخص کو اہتمام کرنا چاہئے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۳۳، سطر: ۲۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۰)

نوٹ:- بزرگوں کو خوش رکھا جائے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو جانوروں چوپاؤں پاگلوں ایسا لکھ کر انہیں تکلیف پہنچائی جائے اور کفر بولا جائے۔

اب بحمد اللہ ذرا آنکھیں کھلی ہیں۔ گواہ بھی بہت لوگ آنکھ کھول کر پھر بند کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں مگر انشاء اللہ اب کھل کر رہیں گے۔ یریدون لیطفوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

یہ نور تمام ہی ہو کر رہے گا (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۶۳۳، سطر: ۱۲، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۰)

نوٹ:- گویا قرآن جناب ہی پر اترا ہے معاذ اللہ

دماغ کا خلل: ایسے لوگوں کیلئے جی چاہتا ہے کہ کچھ ذوق طریق کا بھی ہو جائے

تو نور علی نور ہو جائے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۲۶۶، سطر: ۳، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۱)

نوٹ:- پہلے اپنی خبر لیجئے بعد میں دوسروں کی! آپ کے یہاں تو صرف آدمی بنانے کی فیکٹری ہے یہ نور علی نور تو دوسری خانقاہوں کا حصہ ہے۔

اب تو سب مسلمانوں سے حسن ظن ہے اور اس وقت دوسروں کا غیب بھی منکشف ہو جاتا ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۶۵، سطر: ۲۰، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۱)

نوٹ:- قربان جائے رسول خدا روحی فدائے صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹھ پیچھے تک کی خبر نہیں اور جناب پر غیب منکشف ہو جاتا ہے۔

تھانوی دستگیر تھا: حضرت خدا کے واسطے میری دستگیری کیجئے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۴۶۹، سطر: ۱۵، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۱)

نوٹ:- اب خدا سے کوئی تعلق نہیں دیوبند کی یہ تو حید خالص ہے گویا دیوبند کی کلیہ ٹوٹ گئی!

ابھی اونٹ نے بھاڑ نہیں دیکھا: میرے پاس اس کی سند متصل ہے کہ مولانا مظفر حسین صاحب ہمارے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ حاجی صاحب اس وقت کے بزرگوں میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ پہلے بزرگوں میں سے ہیں..... اس بات کو یہ محض محققین کی بھی تحقیقات دیکھ لی جائے۔ معلوم ہو جائے گا کہ اب بھی رازی اور غزالی بلکہ ان سے بھی اکمل خود ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۷۱۵، سطر: ۱۵، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۱)

نوٹ: گنگوہی صاحب کا یہ فرمان ہے کہ ہم سے پوچھ کر حاجی صاحب کو مسائل پر عمل کرنا چاہئے تھانوی دین میں حاجی صاحب رازی اور غزالی سے بھی اکمل ہیں اب اس کا فیصلہ قاری طیب صاحب کے ذمہ ہے۔

مالیخولیا: یہ واقعہ ہے چنانچہ ہمارے حضرات رازی و غزالی سے کسی طرح کم نہیں تھے۔ بلکہ بعض امور میں ان سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۴۲۹، سطر: ۱۷، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۱)

نوٹ:- جب دیوبندی دھرم میں امتی بسا اوقات عمل میں نبی کے مساوی بن کے نبی سے بھی بڑھ جاتے ہیں تو حضرات رازی و غزالی کس شمار و قطار میں۔

آنکھ میں دھول جھونکنا: ایک شخص نے لکھا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ مجدد ہیں کیا یہ صحیح ہے۔ اب اگر کوئی اور ہوتا، تو لکھتا ہوں یا نہیں۔ مگر میں نے لکھا کہ عزم کی تو کوئی دلیل نہیں اور احتمال مجھے بھی ہے۔

۲۔ عرض کیا کہ حضرت مجدد وقت ہیں۔ فرمایا کہ چونکہ نفی کی بھی کوئی دلیل نہیں اس لیے اس کا احتمال مجھ کو بھی ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۱۷۸، سطر: ۱۶، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۱)

نوٹ:- جناب کا مغالطہ ملاحظہ فرمائیے بدھو، تھو، خیرو، جمہراتی، بقر عیدی میں کوئی بھی کہہ سکتا ہے چونکہ نفی کی کوئی دلیل نہیں اور اپنے مجدد ہونے کا مجھے بھی احتمال ہے لہذا اگر مجھے مجدد سمجھا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں اس اصول کو میلاد، قیام کے لیے کیوں نہیں اپنایا جاتا نفی کی کوئی دلیل نہیں اور ذکر رسول گویا ذکر الہی ہے لہذا میلاد قیام میں کوئی مضائقہ نہیں۔

جھونپڑی میں رہ کر محل کا خواب: طریق بالکل مردہ ہو چکا تھا۔ لوگ بے حد غلطیوں میں مبتلا تھے۔ بحمد اللہ اب سو برس تک تو تجدید کی ضرورت نہیں رہی۔ اگر غلط ہو جائے گا تو پھر کوئی اللہ کا بندہ پیدا ہو جائے گا۔ ہر صدی پر ضرورت ہوتی ہے تجدید کی۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۲۱۶، سطر: ۱۶، ص: ۳۳۱)

نوٹ:- اب مجدد ہونے کا احتمال نہیں بلکہ یقین ہو چکا ہے پہلے حوالے میں اپنی مجددیت کے لئے زمین ہموار کی گئی ہے تعین کے بعد اس کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ منصب اعلان کا نہیں بلکہ اخفاء کا ہے وہ خود اس کا ظہار نہیں کرتا بلکہ دنیا اس کے کار تجدید سے اسے پہچانتی ہے۔

علم نبوت کی تنقیص: مولوی محمد قاسم نے حضرت حاجی صاحب سے شکایت کی کہ ذکر پورا نہیں ہوتا۔ شروع کرتے ہی قلب پر ثقل ہو جاتا ہے۔ زبان بند ہو جاتی ہے فرمایا کہ یہ ثقل وہ ثقل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے وقت ہوتا تھا۔ آپ کے علوم نبوت پر فائز ہونے میں کیا عجیب اور غامض تحقیق ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۶۸، سطر: ۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۲)

نوٹ:- معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یہ کیسا خطرناک انداز بیان ہے اپنوں کی بڑائی میں تنقیص نبوت جیسے سنگین جرم کا ارتکاب! خدا جانے یہ حاجی صاحب کا ارشاد ہے یا ایجاد بندہ؟

رسول کریم سے ہمسری کا دعویٰ: ایک شخص نے مولانا محمد یعقوب صاحب سے اپنا کشف بیان کیا تھا کہ مجھ کو کشف ہوا ہے۔ کہ میں اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مساوی درجہ میں ہیں حالانکہ یہ ممتنع شرعی ہے۔ کہ غیر نبی درجہ میں نبی کے برابر ہو جائے اس لیے اس نے اپنا یہ کشف مولانا محمد یعقوب صاحب (صدر دیوبندی) سے عرض کیا۔ تو مولانا نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۴۶۳، سطر: ۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۲)

یہ شاتمان رسول اس شعر کے مصداق ہیں۔

نوٹ:- دھوکے میں آنے جائے کہیں فکر آگئی

آقائے کائنات لباس بشر میں ہے۔ (اسلم گورکھپوری)

دیوبند کا جاہل مجدد: ایک قادیانی چند مرتبہ تو میرے پاس اپنے مذہب کی کتابیں دکھانے کو لا چکا اور مجھ سے زبانی گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ میں نے کہہ دیا۔ کہ میں عالم نہیں ہوں۔ اپنے مذہب سے پورا واقف نہیں ہوں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۲۳۶، سطر: ۴، دیوبندی مذہب، ص: ۳۳۹)

نوٹ:- کبھی اپنے مجدد ہونے کا اعلان اور کبھی حجۃ اللہ فی الارض ہونے کا یقین اور کبھی اس کا اقرار کہ میں عالم نہیں ہوں کیوں نہ ہو جناب کا تاریخی نام ہی تھا۔ ”مکرم عظیم“ جناب بالکل اسم با مسمیٰ تھے۔

ان حضرات کی تو ہر بات میں کشش ہوتی ہے

سیدہ فاطمہ زہرا کی توہین: ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم ایک دفعہ بیمار ہو گئے۔ ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے۔ ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ ہم اچھے ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۳۷، سطر: ۸، دیوبندی مذہب، ص: ۳۵۴)

نوٹ:- اہل اللہ کا یہ فرمان ہے الموت جسر یوصل الجیب الی الجیب موت ایک پل ہے جو محبت کو محبوب تک پہنچاتا ہے۔ البتہ گہنگار احساس معصیت کے تحت مرنے سے ڈرتا ہے سرکار اسی فرماتے ہیں۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر

اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

فریب کا مال گودام: میں ایک مجمع کے ساتھ ان کی تبلیغ کے لیے وہاں گیا تھا۔ ادھار سنگھ سے بھی اس کا ذکر آیا تو اس نے جواب میں کہا کہ ہم آریہ کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ہمارے یہاں تو تعزیہ بنتا ہے۔ میں نے کہا تعزیہ بنانا مت چھوڑنا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵، سطر: ۶، دیوبندی مذہب، ص: ۳۵۷)

نوٹ:- ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو

ہنسی نہیں۔ یہ خلق کو دھوکہ دیئے بغیر

بھانڈہ پھوٹ گیا: ایک مرتبہ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو علی شیعہ ہیں اور صحابہ کرام پر تبرا کرتے ہیں۔ کیا یہ کافر ہیں؟ فرمایا کہ محض تبرے پر تو کفر کا فتویٰ مختلف فیہ ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۴۲۲، سطر: ۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۲)

نوٹ: توقیر العلماء کے مرتب شاہ ولی اللہ صاحب تو چل بسے اب ان کے دارالافتاء سے استفتاء کیجئے دیکھئے کیا جواب ملتا ہے۔ جہاں بات بات میں کفر کا فتویٰ ہے۔

ان کھسی کھہ گئے: مدارات تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں تک کی فرمائی ہے۔ وہ تو بدعتی بھی تھے۔ کافر کی مدارات میں فتنہ نہیں۔ بدعتی کی مدارات میں فتنہ ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۷۸، سطر: ۱۸، ۱۷، دیوبندی مذہب، ص: ۳۷۸)

نوٹ: حاجی امداد اللہ کے ساتھ کیا دستور تھا؟ خاطر مدارات کا یا نفرت و بیزاری کا؟ اسی لیے علماء اہلسنت عوام اور خواص کو دیوبندیت سے نفرت و بیزاری کی تلقین کرتے ہیں۔

کفر شرک تو چھوٹی باتیں ہیں اور ان سے بڑی کون سی ہوں گی۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۲۲، دیوبندی مذہب، ص: ۳۷۹)

اپنے ہی پاؤں پر کلھاڑی: بزرگوں کو مختار کل سمجھتے تھے۔ جو عقیدے ہندوؤں کے تھے وہ مسلمانوں کے بھی ہو گئے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۸۱، سطر: ۱۷، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۰)

نوٹ: ہندوؤں کا عقیدہ رکھنے کے باوجود اگر وہ مسلمان ہی رہ گیا تو قباحت کیا لازم آئی! یہ تو اسماعیل دہلوی والا انداز ہے کہ مشرک بھی ہو اور متقی بھی ایک ہی نہیں سبھی الٹی کھوپڑی کے ہیں۔

مشائخ کی توہین: بڑا چونہ پہنے ہوگا۔ بڑا عمامہ سر پر ہوگا اور ایک بہت بڑی تسبیح ہاتھ میں ہوگی۔ جیسا کہ پنجاب کے پیر ہوتے ہیں۔ مزاج کے طور پر فرمایا۔ وہ پیر تو کیا پیر بھی نہیں ہوتے ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۱۵، سطر: ۲۲، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۱)

نوٹ: المرء یقیس علی نفسه آدمی اپنے اوپر دوسرے کو بھی قیاس کرتا

ہے سچ ہے کوئی پیر ہوتا ہے اور کوئی پیر جیسے.....

اہل اللہ کا مذاق: عمامہ باندھے ہو۔ چونہ پہنے ہو۔ تسبیح ہاتھ میں ہو تمام بھنگڑ پنا بزرگی کے سر پر تھوپا گیا (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۳۳۷، سطر: ۸۵، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۱)

نوٹ: جناب کا کار تجرید ملاحظہ فرمائیے۔ عمامہ، چونہ، تسبیح یہ بزرگوں کے سر پر بھنگڑ ہے جناب من عمامہ، چونہ یہ تو بہر حال علماء و عرفاء صالحین کا لباس ہے۔ اس پر ضرب کاری کیسی؟ نقل کو کچھ بھی کہئے مگر اصل و نقل پر کھنے کو آنکھ چاہئے۔ جو حاصل نہیں۔

سب دھان بانیں پینسیری: آج کل کے سجادہ نشین اور شیخ المشائخ کہ خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۲۱، سطر: ۹، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۱)

نوٹ: غالباً یہ سب کچھ سید احمد رائے بریلوی سے متاثر ہو کر جناب نے ارشاد فرمایا ہے چونکہ ان کا حال تو یہی تھا کہ پڑھے لکھے کچھ نہیں ملا فاضل۔

تھانوی کا پھوہڑین: محض گدی نشین ہونا ان کے یہاں مقصود طریق ہے۔ حالانکہ گدی نشین ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۲۰۶، سطر: ۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۱)

نوٹ: نشین تو نشین ہی ٹھہرا اب آپ جو کچھ بھی ہوں؟

نیا داؤں: سو کوئی ایسی بات کرنا نہ چاہئے جس سے وہ بدک جائے۔ اور حکمت یہ بتلاتے ہیں کہ کبھی بدعتیوں کے ہاتھ میں نہ پھنسے..... (لح)

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۷۴، سطر: ۵، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۳)

نوٹ: سربراہ تبلیغی جماعت مولوی الیاس کاندھلوی نے اس ٹرک کو استعمال کیا تھا۔ (میں نے) اس بیان میں مولود مردوجہ کا بدعت ہونا قولاً و فعلاً ثابت کیا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۱۲، سطر: ۵، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۳)

نوٹ: مولود شریف کا بدعت ہونا ثابت کیا۔ یا اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کو بدعتی ثابت کیا؟

قیام فی المیلا دا اور فاتحہ میں کیا فرق ہے؟

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۱۳، سطر: ۴، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۵)

یہ تو ساری باتیں بے وقوفی ہی کی ہیں۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۲۵، سطر: ۹، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۵)

نوٹ:۔ اس آئینے میں اپنی ہی تصویر نظر آتی ہے۔

مولانا احمد حسین صاحب امروہی نے ایک مرتبہ اپنے لڑکے کے ختم قرآن کا نشرہ کیا۔ سب کو بلایا مگر مجھ کو نہ بلایا۔ میں اس لیے خوش ہوا۔ کہ شاید رسم کے شبہ سے مجھ کو عذر کرنا پڑتا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۴۰، سطر: ۸، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۷)

نوٹ:۔ جناب کی نورہ گیری و تنگ مزاجی سے کبھی واقف تھے۔ ورنہ اپنے علاوہ پوری جماعت کو تارک سنت ضرور قرار دیتے۔

بدعت کا طاعون: یہ نماز کے بعد کا مصافحہ بدعت ہے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، سطر: ۲، ص: ۲۹۹، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۸)

نوٹ:۔ بلی کو خواب میں بھی چھپڑے ہی نظر آتے ہیں۔

بھول چوک: جسے چاہا بدعت کہہ دیا جسے چاہا سنت کہہ دیا۔ کوئی معیار ہی

نہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۳۲۳، سطر: ۷، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۸)

نوٹ:۔ فتاویٰ رشیدیہ کی صحیح تصویر ہے۔

تھانوی کی بوکھلاہٹ: ایک صاحب نے جو یہاں نقشہ نظام الاوقات کا

دیکھ کر گئے تھے لکھا کہ تمہارا انضباط اوقات بدعت ہے۔ اس لیے کہ خیر القرون میں نہیں پایا جاتا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۲، ص: ۵۱، سطر آخر، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۹)

نوٹ:۔ یہ ایسی چیت ہے کہ تھانوی صاحب چاروں شانہ چت

بدعت کا پٹارہ: ماموں صاحب میں یہ بات خاص تھی کہ تارک الدنیا سے

ان کو عشق کا درجہ ہوتا تھا۔ یہ اس وقت کے بدعتیوں کی حالت تھی۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۷۱، سطر: ۸، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۹)

نوٹ:۔ تارک الدنیا سے عشق علامات بدعت ہے لیکن جناب کے پاؤں کو دھو

کر پینا اور جناب کا جوتا بطور تبرک لے جانا یہ سب کیا ہے؟ کچھ تو فرمائیے۔ کیوں نہ فرما دیا کہ گھر میں قرآن مجید کے ہوتے ہوئے میرے جوتے کی کیا ضرورت جب نفس موٹا

ہو جاتا ہے تو ایسے ہی ہری ہری سو جھتی ہے۔

سانپ مرجائے لاٹھی نہ ٹوٹے: جلسہ وجلاس کا منعقد کرنا مثلاً جھنڈے

اور جھنڈیوں کا ہونا بازاروں میں آواز ملا کر نعرہ لگانا..... ایسے امورات جائز ہیں یا ناجائز؟ الجواب حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۵، ص: ۳۶۸، سطر: ۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۸)

نوٹ:۔ یہ وہی ٹرک ہے دونوں ہاتھ میں لٹور ہے مگر عظیم کی جلوہ پاشی ہے۔

شراب کھنہ در جام نو: دریافت کیا تھا کہ یوم عید میلاد النبی کرنا کیسا ہے۔

میں نے جواب میں لکھ دیا کہ خیر القرون میں اس کی کوئی نظر نہیں پائی جاتی ہے۔ یہ اس لیے لکھا کہ اگر بدعت لکھ دیتا تو بدعت کے لفظ سے لوگ گھبراتے ہیں۔ اب اس سے

جواب بھی ہو گیا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۵۳۹، سطر: ۱۴، دیوبندی مذہب، ص: ۳۸۸)

نوٹ:۔ کیا خیر القرون میں اسے کسی نے منع بھی کیا ہے؟

ہا تو ابرہانکم ان کنتم صادقین

تھانوی کی مزار پر حاضری: ایک بار جب کہ ماموں صاحب کا حیدر

آباد دکن میں قیام تھا نواب محبوب علی خان صاحب نے ایک تاریخ مقرر کی کہ آج ہم سب مزارات کی زیارت کریں گے۔ چنانچہ مزار پر گئے وہاں کے خدام نے پر جوش

استقبال کیا۔ (اللمع) (افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۲۳۰، سطر: ۱، دیوبندی مذہب، ص: ۳۹۰)

نوٹ:۔ یہ آؤ بھگت اس لیے تھی کہ

بعد مدت کے پھنسا تھا ایک پرانا چنڈول

غیر مقلدین بدعتی ہیں: یہ غیر مقلدین..... یہ فرقہ بھی بدعتی ہوا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۱۷۹، سطر: ۱۵، دیوبندی مذہب، ص: ۳۹۰)

نوٹ:۔ یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

جواب دیجئے: آپ نے خود طریقہ بدعت سے کتابیں ختم کی ہیں۔ کیونکہ

مدرسہ میں اسباق کے گھنٹے مقرر تھے اور خیر القرون میں نہ تھے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۴۲، سطر: ۱۹، دیوبندی مذہب، ص: ۳۹۱)

نوٹ:- اپنا جوتا اپنا سر

کفر کی مشین گن: کسی میں بدعت ہونے کیلئے یہ ضروری تھوڑا ہی ہے کہ اس میں ساری باتیں بدعت کی ہوں۔ جیسے کفر کے لیے ایک بات بھی کافی ہے کیا کفر کی ایک بات بھی کرنے سے کافر نہ ہوگا۔ اسی طرح ایک بات بھی بدعت کی کرنے سے بدعتی ہوگا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۲۳، سطر: ۴، دیوبندی مذہب، ص: ۳۹۱)

نوٹ:- سچ فرمایا جناب نے! خواہ بہشتی زیور لکھی جائے۔ یا قرآن کا ترجمہ کیا جائے۔ لیکن حفظ الایمان کی کفریہ عبارت نے کافر بنا ہی دیا اس کی زد سے بچ نہیں سکتے! بدعت بہت ہی مذموم چیز ہے (افاضات، ج: ۴، ص: ۲۳، سطر: ۳، دیوبندی مذہب، ص: ۳۹۱)

نوٹ:- اس میں کیا شبہ لیکن حفظ الایمان کے کفر سے اس کا درجہ کم ہے۔

صلاء عام ہے: ہر قسم کے لوگ آتے ہیں بدعتی و ہندو۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۲۰۶، سطر: ۴، دیوبندی مذہب، ص: ۳۹۱)

نوٹ:- با مسلمان اللہ اللہ بابر، بن رام رام بدعتی تو ایسے ہیں..... مگر غلط تعلق کا ایسا ہی فرق ہے جیسے آریہ اور سناٹن دھرمی ہیں۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۴، ص: ۱۲، سطر: ۱۰، دیوبندی مذہب، ص: ۲۶۱)

آپ بیٹی: اب تو اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ مسلمان ہوئے پھر مرتد ہوئے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۱۸۲، سطر: ۱۱، دیوبندی مذہب، ص: ۴۳۶)

نوٹ:- جس کی زندہ مثال خود جناب ہیں۔

کسی میں ایک بات کفر کی ہو تو وہ بالاجماع کافر ہے: اس کا مطلب لوگ غلط سمجھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ایمان کے لیے صرف ایمان کی ایک بات کا ہونا بھی کافی ہے بقیہ ننانوے باتیں کفر کی ہوں تب بھی وہ مزیل ایمان نہ ہوں گی وہ بالاجماع کافر ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۷، ص: ۲۳۳، سطر: ۱۱، دیوبندی مذہب، ص: ۴۳۹)

نوٹ:- پالن حقانی کے کمرہ میں اس عبارت کو آویزاں کر دینا چاہئے۔ جن کی نئی شریعت میں کسی کو کافر کہنا جرم ہے۔

کچھ قریب آگئے: اعتراض لکھا ہے کہ اتنے لوگوں کو کافر بنایا جاتا ہے میں نے لکھا کہ بنایا نہیں جاتا۔ بتایا جاتا ہے۔ ایک نقطہ کا فرق ہے۔ یعنی کافر تو وہ خود بنے صرف بتلایا جاتا ہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۳۱۸، سطر: ۱۲، دیوبندی مذہب، ص: ۴۳۰)

نوٹ:- جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔ یہ سبق تو ہمارے ہی درس گاہ کا ہے۔

ہماری بلی ہمیں سے میاؤں: آج کل علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ علماء لوگوں کو کافر بتاتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ ایک نقطہ تم نے کم کر دیا ہے۔ اگر ایک نقطہ اور بڑھا دو تو کلام صحیح ہو جائے۔ وہ یہ کہ کافر بتاتے ہیں بناتے نہیں (یا....) بنانے کے معنی کی تحقیق کر لو۔ وہ اس طرح آسان سے کہ یہ دیکھ لو کہ مسلمان بنانا کس کو کہتے ہیں۔ اس کو تو کہتے ہیں کہ یہ ترغیب دی جائے۔ کہ تو مسلمان ہو جا تو اسی قیاس پر کافر بنانے کے معنی کفر کی تعلیم و ترغیب ہوں گے تو کیا تم نے کسی مسلمان اول دیکھا کہ علماء اس کو یہ کہہ رہے ہوں کہ تو کافر ہو جا۔ البتہ جو شخص خود کفر کرے اس کو علماء کافر بتاتے ہیں۔ یعنی وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کافر ہو گیا۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۱، سطر: ۳، وغیرہ، ص: ۲۰۶، دیوبندی مذہب، ص: ۴۳۰)

نوٹ:- اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ

جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

جو کفر کو کفر نہ کہے وہ کافر ہے: ایسا سمجھنے والا شخص بھی کافر ہے جو

کفر کو کفر نہ کہے۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۶، ص: ۳۱۸، سطر: ۱۲، دیوبندی مذہب، ص: ۴۳۰)

نوٹ:- حفظ الایمان کی کفری عبارت پر آج کے دیوبندیوں سے ہمارا یہی مطالبہ ہے۔

اپنی آنکھوں کا تنکا نظر نہیں آتا: فلاں صاحب ایک مقرب خاص نے وعظ ہی میں بیان کیا بڑے فخر کے ساتھ کہ ندوہ پر ہم نے کفر کا فتویٰ دیا۔ دیوبندیوں پر ہم نے کفر کا فتویٰ دیا۔ خلافت والوں پر ہم نے کفر کا فتویٰ دیا حضرت والا نے سن کر فرمایا۔ کہ جو چیز کسی کے پاس ہوتی ہے وہی تقسیم کرتا ہے۔ لیکن اگر ڈرانے دھمکانے شرعی انتظام کے لیے کسی وقت کافر کہہ دیا جائے اس کا مضا فقہ نہیں۔ اس میں انتظامی شان کا ظہور ہوگا۔ (افاضات الیومیہ، ج: ۱، ص: ۶۰، سطر: ۷، دیوبندی مذہب، ص: ۴۳۰)

نوٹ: یعنی اصل کافر کو تو کافر نہ کہا جائے البتہ جو کافر نہ ہوا سے ڈرانے دھمکانے کے لیے کافر کہہ دیا جائے۔ یہ تھانوی شریعت کا قانون ہے شریعت محمدی ﷺ کا نہیں۔ جس درجہ کی غلطی ہو اسی درجہ کی معذرت ہو۔ تب اس کا تدارک ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ تحریری غلطی ہے تحریری ہی معذرت ہو۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۲۱۸، سطر: ۱۵، دیوبندی مذہب، ص: ۴۴۲)

نوٹ:۔ حفظ الایمان کی کفری عبارت پر علماء اہلسنت کا کچھ اس طرح کا مطالبہ تھا مگر اب تو تیرکمان سے نکل چکا تھا تھانوی صاحب مرکز مٹی میں مل گئے۔ چونکہ اس تحریر کا اعلان ہو چکا ہے لہذا معذرت کا بھی اعلان ہونا چاہئے۔

(افاضات الیومیہ، ج: ۳، ص: ۲۱۸، سطر: ۱۷، دیوبندی مذہب، ص: ۴۴۲)

نوٹ:۔ ہمارے دعویٰ کی تائید ہے۔

تھانوی کی نظر میں شراب مفید ہے: کشمیر پر جو جتھے جارہے ہیں ان کے متعلق ایک صاحب مجھ سے دریافت فرمانے لگے کہ ان جتھوں کا جائز یا ناجائز ہونا تو الگ بات ہے مگر نافع بہت ہے میں نے کہا جی ہاں خمر و شراب بھی نافع ہے۔

نوٹ:۔ خمر شراب مفید ہے جناب نے خود اپنے تجربہ کی شہادت دی ہے۔

تقویۃ الایمان

انبیاء اور اولیا کی کھلی ہونی توہین: یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق خواہ بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

(تقویۃ الایمان، ص: ۱۶، سطر: ۹، مطبوعہ دہلی، دیوبندی مذہب، ص: ۱۱۳)

نوٹ:۔ یہ وہی تقویۃ الایمان ہے جس کے متعلق دیوبند کے امام ربانی متاع عالم دنیا کے حاجت روا جناب گنگوہی کا فرمان ہے کہ تقویۃ الایمان کا ہر گھر میں رکھنا عین اسلام ہے۔ معاذ اللہ جس کا صحیح مفہوم یہ ہوا کہ توہین نبوت ہی عین اسلام ہے۔

بارگاہ نبوت میں دریدہ دھنی: جس کا نام محمد یا علی وہ کسی چیز کا مختار

نہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص: ۲۴، سطر: ۱۵، وغیرہ، دیوبندی مذہب، ص: ۱۱۵)

نوٹ:۔ دیوبند اپنی عمارت کتب خانہ غرض کہ ایک ایک چیز کا مالک و مختار۔

لیکن آقائے دو عالم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی چیز کے مختار نہیں۔ ستم بالاء ستم یہ کہ اسم گرامی کے ساتھ نہ تو جناب ہے نہ صاحب جس طرح بڑے اپنے چھوٹے کا نام لیتے ہیں۔

علاوہ ازیں اردو زبان کا مبتدی بھی اس قدر جانتا ہے کہ لفظ جس کا میں چھوٹے پن کا اظہار ہوتا ہے اور جن کا میں بڑے پن کے ساتھ عظمت و توقیر کا لحاظ یہ بھی نہ ہو سکا کہ بجائے جس کا جن کا کہا جاتا۔ مگر یہ تو جب ہوتا کہ ادب نبوت سے آشنا ہوتے۔

دیوبندی دھرم دنیا میں کوئی مسلمان نہیں: ”پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ بیچے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا مر جاویں گے۔

سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔“ (تقویۃ الایمان، ص: ۳۶)

نوٹ:۔ آدمی اپنے ہی اوپر ساری دنیا کو قیاس کرتا ہے۔

رسول کریم پر افتراء و بہتان: یعنی میں بھی ایک دن مرکز مٹی میں ملنے

والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان، ص: ۶۹، سطر: ۱۵، دیوبندی مذہب، ص: ۱۱۶)

نوٹ:۔ افتراء اور بہتان کی یہ ایک انتہائی لرزہ خیز مثال ہے رسول اکرم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا مگر جناب نے اسکی نسبت آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر کے بفحوائے حدیث مبارک اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنایا ہے۔ تقویۃ الایمان کی ایک ایک سطر رسول دشمنی سے بھر پور ہے۔ جناب نا تو تو ہی صاحب تو مرنے کے بعد بھی اپنے جسد عنصری کے ساتھ آتے جاتے رہے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ مرکز مٹی میں مل گئے یہ ہے دیوبندی دھرم۔

دیوبندی دھرم میں رسول خدا گویا قوم کے چودھری: جیسا

کہ ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمین دار سوان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص: ۷۲، سطر: ۶، دیوبندی مذہب، ص: ۱۱۷)

نوٹ:۔ قرآن جس محبوب ہستی کو طہ، یسین، منزل، مدثر جیسے پیارے خطابات سے یاد فرمائے دیوبند کی نظر میں وہ صرف ایک زمین دار اور چودھری کی حیثیت رکھتا

ہے اب جس کی عقل ماری گئی ہو اور جہنم میں اپنا ٹھکانا بنانا ہو اسے چاہئے کہ وہ دیوبند سے وابستہ رہے اور جس کی عقل سلامت ہے اور بارگاہ نبوت کا ادب شناس ہے اس کو پوری دنیا دیوبند سے اجتناب و احتراز لازم ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ پارہ ۲۸ سورہ منافقون اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

اسماعیلی ڈکٹیٹر: کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (تقویۃ الایمان، ص: ۳۱، دیوبندی مذہب، ص: ۱۲۱)

نوٹ: یہ ایک ایسا ٹکڑا ہے جو الحاد و زندقہ سے بھرپور ہے کتب احادیث میں مستقلاً باب قیامت ہے جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جانے کتنے نیکو کار اور بدکار امتیوں کا ذکر فرمایا ہے اگر صورت حال یہی ہوتی جو جناب نے بکواس کی ہے تو ان تفصیلات کا علم کہاں سے حاصل ہوا؟

دیوبند کا نادر شاہی قانون: اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس کے گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور راستے میں مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا۔ وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی باتیں نہ کرے تو ان پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان، ص: ۱۱-۱۲، سطر: ۱۳، دیوبندی مذہب، ص: ۱۳۱)

نوٹ: گنگوہی صاحب کی خیر منائیے! کیونکہ جناب گنگوہی خانقاہ گنگوہ کے لیے استنجا خانہ اور پاخانہ کا احترام کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اس میں قضاء حاجت کو نہ جاتے۔ اور نانوتوی صاحب آستانہ کلیر شریف کی نظر میں میلوں پہلے جوتا اتار لیتے اور روضہ مبارک پر ننگے پاؤں پہنچتے۔ فرمائیے یہ دونوں مومن تھے یا مشرک؟

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے: سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔

(تقویۃ الایمان، ص: ۶۲، سطر: ۲، دیوبندی مذہب، ص: ۱۳۱)

نوٹ: یہ عبارتیں قابل توجہ نہیں ہر مرد مومن اس سے گھن محسوس کرے گا۔ پروردگار عالم سادہ لوح مسلمانوں کو دیوبندی دھرم سے محفوظ رکھے۔ آمین

ختم نبوت کا انکار: اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک ان میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی اور جن و فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان، ص: ۲۸، سطر: ۷، دیوبندی مذہب، ص: ۱۲۱)

نوٹ: یہ سارے داؤں پیچ محض تو ہیں نبوت کیلئے ہیں میں نے اپنی کتاب ”دیندار جماعت کے بے نقاب چہرے میں اس عبارت کے منجھے ادھیڑ دیئے ہیں اس کا مطالعہ بہت کافی ہوگا۔

رسول دشمنی کا ایمان سوز منظر: جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے (تقویۃ الایمان، ص: ۳۶، سطر: ۸، دیوبندی مذہب، ص: ۱۳۳)

نوٹ: اس الٹی کھوپڑی سے خدا محفوظ رکھے۔ قرآن تو نور، رسول خدا ﷺ کی سفارش اور تائید و حمایت کی تلقین فرماتا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا الْخِصْبَ

عناد نبوت کی مکروہ تصویر: سوانہوں نے بیان کر دیا کہ نہ مجھ کو قدرت ہے نہ کچھ غیب ذاتی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں اس (تقویۃ الایمان، ص: ۲۸، سطر: ۹، دیوبندی مذہب، ص: ۱۳۳)

نوٹ: متعدد احادیث علم غیب نبوت پر شاہد عدل ہیں لیکن اگر آنکھ ہی چوندھیا گئی ہو تو اس کا کیا علاج۔

گر نہ بیند بروز شپہ چشم + چشمہ آفتاب را چہ گناہ
دیوبندیوں نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی ہے اسی شیش محل کے سب میٹرل ہیں۔
قیاس کن ز گلستان من بہار را

اسماعیلی اسٹیٹ کا کوہ آتش نشان: اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔

(تقویۃ الایمان، ص: ۳۲، سطر: ۱۹، دیوبندی مذہب، ص: ۱۲۱)

نوٹ: بغیر کسی حوالہ کے آپ اس طرح لکھ رہے ہیں گویا عینی شاہد ہیں انسان

جب کسی کی دشمنی پر اتر آتا ہے تو اس کی خطہ الحواس کا یہی عالم ہوتا ہے۔

دیوبندی دھرم میں انبیاء اولیاء ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں:

سب انبیاء اور اولیاء اسکے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔

(تقویۃ الایمان، ص: ۶۳، سطر: ۱۷، دیوبندی مذہب، ص: ۱۴۰)

نوٹ:۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی تنقیص و توہین میں ایک بہت ہی واضح اور بولتی عبارت ہے۔ اسے بس وہی قبول کر سکتا ہے جس کے دل میں ایمان کی ایک رمت بھی نہ باقی رہ گئی ہو۔

تو حید خالص کے ڈھونگ رچانے والے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے ضمیر کا محاسبہ کریں یہ انداز اسلام ہے یا انداز کفر!

دیوبندی دھرم میں انبیاء اور اولیاء ناکارہ ہیں: ایسے عاجز

لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے۔ کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے۔ (تقویۃ الایمان، ص: ۳۳، دیوبندی مذہب، ص: ۱۴۲)

نوٹ:۔ خدا عز وجل اپنے جن محبوب و برگزیدہ بندوں کو اختیارات عطا فرمائے انہیں عاجز و ناکارہ محض دیوبندی دھرم میں کہا جاسکتا ہے ایسا گستاخ و بیہودہ لب و لہجہ! اگر عہد فاروقی میں ہوتا تو مقرض قانون سے انگلی اور زبان دونوں کو تراش لیا جاتا۔

رسول دشمنی میں عقل کا دیوالیہ: اس کے دربار میں ان (نبیوں)

کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔ وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے۔ بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا و صدقہ کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔

(تقویۃ الایمان، ص: ۳۴، سطر: ۱۹، دیوبندی مذہب، ص: ۱۴۵)

نوٹ:۔ اگر نزول وحی کے بعد انبیاء و رسل کا بحواس ہونا مان لیا جائے اور باہمی پوچھ گچھ کے بعد اسکی تحقیق تسلیم کی جائے۔ تو صحیفہ آسمانی کو کلام۔ ربانی کہا جائے گا۔ یا کلام انسانی سوچے پوچھے تو سہی۔

پہنچا کہاں سے ہے کہاں سلسلہ دراز عشق

نیم ملا خطرہ ایمان: جس کی تو حید کامل ہوتی ہے۔ اسکا گناہ وہ کام کرتا

ہے کہ اوروں کی عبادت نہیں کر سکتی۔ (تقویۃ الایمان، ص: ۲۳، دیوبندی مذہب، ص: ۱۸۰)

نوٹ:۔ تو حید خالص کی تلقین بہت ضروری ہے مگر گناہگاروں کی حوصلہ افزائی سے احتراز و اجتناب بھی لازمی ہے اسے رشد و ہدایت نہیں بلکہ ذہنی بحران کہا جائے گا۔

اجتماع ضدین مشرک اور متقی: فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی

مشرک سے۔ (تقویۃ الایمان، ص: ۲۳، دیوبندی مذہب، ص: ۱۸۰)

نوٹ:۔ مشرک بھی ہو اور متقی بھی اس پہلی کو صرف دیوبند بوجھ سکتا ہے۔

بک گیا جنوں میں کیا کیا کچھ

کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

تبلیغ کا نیا طریقہ: آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جائے اور محض بے

حیا ہی بن جائے اور پرایا مال کھانے میں کوئی قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی کا امتیاز نہ کرے مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا اور کسی کو نہ ماننے سے بہتر ہے۔

(تقویۃ الایمان، ص: ۵۲، دیوبندی مذہب، ص: ۱۸۰)

نوٹ:۔ شرک یقیناً بہت بڑا پاپ اور جرم ہے ایسی معصیت جس کی معافی نہیں

لیکن شرک سے اجتناب کا یہ انداز بیان انتہائی خطرناک ہے وہ محض بے حیا ہی نہ بن

جائیگا۔ بلکہ تقویۃ الایمان کے مصنف کی طرح معاذ اللہ توہین نبوت پر بھی جری ہو جائے

گا۔ وہ یہ یقین کرے گا کہ بس شرک نہ کیا جائے خواہ کچھ بھی کیا اور کرایا جائے۔

اشرف سوانح

”حضرات والا اپنے دونوں ہاتھ جدا جدا دونوں طرف بڑھا دیتے اور لوگ بڑھ

بڑھ کر والہانہ انداز سے دوطرفہ ہاتھ چومتے رہتے اور حضرت والا ہر شخص پر نظر توجہ

ڈالتے جاتے وقت بوقت رخصت جب تک ریل تیز نہ ہو جاتی مصاحبوں کی یہی بھرمار

اور یہی کیفیت رہتی۔“ (اشرف السوانح، جلد اول، ص: ۱۰۶)

نوٹ:- اپنے لیے سب روا ہے یہی دوسروں کے لیے رسم ہے بدعت ہے ریا ہے نمائش ہے خدا جانے کیا کیا ہے۔

ہربات کرامت ہے: ”حضرت والا واپسی حج ربمبئی سے تشریف لارہے تھے تو حضرت والا کی ربیعہ سلمہا جو اس وقت بچی تھیں شدت تشنگی سے بے تاب تھیں اور پانی کا اسٹیشن بہت دور تھا سخت پریشان تھی کہ کیا تدبیر کی جائے یکا یک ریل راستے پر ایسی جگہ رک گئی جہاں نیچے دریا تھا وہاں سے بالٹی میں پانی کھینچ کر بچی کو پلا دیا یہ انعام الہی تھا۔ (اشرف السوانح، جلد اول، ص: ۶۸)

نوٹ:- کرامت بھی تو انعام الہی ہے۔

حکیم الامت کا علاج مرض: ”حضرت والا کی اتری ہوئی آنت میں جو سالہا سال سے بلا کسی قسم کی تکلیف کے اتری ہوئی حالت میں رہتی تھی یکا یک سخت تکلیف پیدا ہوئی جب کسی تدبیر سے تکلیف رفع نہ ہوئی تو خود بخود حضرت والا کے دل میں یہ آیا کہ اس کو چڑھانا چاہئے چنانچہ اس کو چڑھایا تو وہ باوجود اتنے قریب تک اتری ہوئی حالت میں رہنے کے بہ سہولت چڑھ گئی۔ اور تکلیف فوراً دفع ہو گئی بس اس کے بعد سے ہمیشہ چڑھی ہوئی حالت میں رکھنے سے تو راحت رہتی اور اتر جانے کی حالت میں وہی تکلیف پھر عود کر آتی لہذا کمافی کا استعمال ضروری ہوا۔ لیکن چھینک لینے یا کھانسنے سے یا سخت حرکت سے کمافی بھی ہٹ جاتی اور اسکی فوری ضرورت واقع ہوتی کہ لیٹ کر اس کو چڑھایا جائے۔ بس یہ عذر خوب حضرت والا کے ہاتھ آ گیا۔

(اشرف السوانح، جلد اول، ص: ۸۵)

نوٹ:- روایت تو یہاں تک ہے کہ آنت اترنے کے بعد جناب کو لکھنے پڑھنے کے لیے ”ڈیکس“ کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور بدبو کا یہ عالم کہ عطر و اگر بتی کے باوجود کمرہ سے تعفن دور نہیں ہوتا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تھانوی صاحب حجة الله في الارض تھے: لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا (تھانوی) کو حجة الله في الارض بنا کر دنیا میں بھیجا تھا جس کا خود حضرت والا کو بھی علم ضروری کے درجہ میں احساس تھا۔ (اشرف السوانح، جلد اول، ص: ۸۳)

نوٹ:- جناب تھانوی صاحب کو خود اقرار ہے کہ میں نے فتویٰ غلط لکھ دیا تھا تو کیا اللہ کی محبت بھی غلط ہوتی ہے؟

اتنی نہ بڑھاپا کی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اپنی چالاکی کا اظہار: مگر میں کریلا تو کہلاتا ہوں لیکن چٹ پٹے مسلمانوں سے مزیدار بنا کر اور کونین کی گولی دیتا ہوں لیکن شکر میں لپیٹ کرتا کہ بجائے ناگواری کے خوشگوری کے ساتھ بہ سہولت حلق سے اتر جائے۔ (اشرف السوانح، جلد اول، ص: ۷۸)

نوٹ:- مگر جناب کی یہ ٹرک حفظ الایمان کی کفری عبارت میں کارگر نہ ہو سکی وہ چٹ پٹا کر کے بجائے کریلا نیم چڑھا ثابت ہوئی۔

یا پولیس المدد: ”انہوں نے یہ انتظام کیا کہ مجسٹریٹ صاحب کو جو کہ گلاوٹھی کے رہنے والے ہیں خوش عقیدہ شخص تھے ایک درخواست دے دی کہ عین وقت پر پولیس کا انتظام کر دیا جائے تاکہ کوئی فتنہ نہ ہو چنانچہ درخواست منظور ہو کر ایک سب انسپکٹر ہے چند جوانوں کے حاضر رہنے کے لئے مامور ہو جائے گا۔

(اشرف السوانح، جلد اول، ص: ۷۳)

نوٹ:- تھانہ بھون کے باشیوں کا اگر تھانہ سے تعلق نہ ہوگا تو کس کا ہوگا؟ آج بھی مناظروں کی روک تھام کے لیے تھانہ ہی سے پناہ طلب کی جاتی ہے یا پولیس المدد کے نعروں سے اپنی حواس باختگی و شکست خوردگی کو چھپانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

”لطیفوں بلکہ بے ہودہ اور فحش فحش حکایتوں سے بھی وہ نتائج اور نصائح مستنبط فرما لیتے ہیں۔“ (اشرف السوانح، جلد اول، ص: ۶۳)

تھانوی کی مجلس میں فحش اور بے ہودہ حکایات

نوٹ:- صحیح ہے نتائج اور نصائح کے لیے جس کی نظر میں قرآن و حدیث نا کافی ہوں وہ بے ہودہ اور فحش حکایتوں کے علاوہ اور کہاں پناہ پاسکتا ہے اس سے خود

جناب کے طبعی ذوق کا بھی اندازہ ہوتا ہے جس محفل میں بے ہودہ اور فحش حکایات کا تذکرہ ہوگا اسے کسی عالم کی محفل کہا جائے گا یا..... کا اسٹیج ان کی (مولانا مولوی احمد علی ساکن فتح پور ضلع بارہ بنکی، مہارت فقہیہ اس سے ظاہر ہے کہ بہشتی زیور کے اول پانچ حصے بار حضرت والا انہیں کے تحریر فرمائے ہوئے ہیں۔ (اشرف السوانح، اول ص: ۵۴)

نوٹ:- یہ حقیقت آج منکشف ہوئی کہ بہشتی زیور کسی اور کی کمائی ہے یہ تو وہی ہوا۔ حلوائی کی دوکان دادا کی فاتحہ۔

وہابیت کا اقرار: ”بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو“ (اشرف السوانح، جلد: اول، ص: ۴۵)

نوٹ:- ان کہی کہہ گئے! وہابی کی تعریف دیکھنی ہو تو صدر دیوبند ٹانڈوی صاحب کی ”الشہاب الثاقب“ دیکھئے جس میں ٹانڈوی صاحب نے محمد بن عبد الوہاب بخدی کو ظالم باغی خونخوار وغیرہ لکھا ہے۔ حضرت والا کی دستار بندی حضرت مولانا گنگوہی کے مقدس ہاتھوں سے ۱۳۰۰ھ میں ہوئی اس سال دیوبند میں بہت بڑا اور شاندار جلسہ دستار بندی ہوا تھا۔ (اشرف السوانح، اول ص: ۳۱)

تھانوی صاحب پر ابر کا سایہ: ”تائی صاحبہ نے جن کے پاس بچپن میں رہے ہیں خود حضرت والا سے بیان کیا کہ لڑکپن میں اکثر دیکھا گیا کہ جب حضرت والا کو کہیں سفر کرنے کا اتفاق ہوا تو اس روز ابر ضرور ہو گیا اور بہت راحت کے ساتھ سفر طے ہوا۔“ (اشرف السوانح، اول ص: ۲۴)

نوٹ:- اگر اتفاقات کو بھی کرامات تصور کر لیا جائے تو بننے کا بھی کھانا بھی کھا جائے گا۔

تھانوی اور حدیث رسول سے نفرت و بیزاری: ”کسی کا جھوٹا کھانا پانی استعمال نہیں فرما سکتے گھن آتی ہے۔ یہاں تک کہ کبھی اپنے بزرگوں کے سامنے کا بچا ہوا کھانا پانی بھی تبرکاً استعمال نہیں کر سکے۔“ (اشرف السوانح، ص: ۲۲)

نوٹ: ایسا مزاج لائق تحسین ہے یا قابل ملامت یہ فیصلہ دیوبند کے ہاتھ ہے۔ حالانکہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا فرمان ہے ”سور المومنین شفاء مومن کا

جھوٹا شفا ہے۔

واضح ہو یہ قانون مومن کے لیے ہے جب وہ مومن ہی نہ تھے تو قانون کیسا؟
تھانوی صاحب مجذوب کی دعا سے پیدا ہونے: ”حافظ غلام

مرتضیٰ صاحب مجذوب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سے جو اتفاق سے نانا صاحب کے تعلقات سابقہ کی وجہ سے تشریف لائے ہوئے تھے شکایت کی کہ حضرت مری اس لڑکی کے لڑکے زندہ نہیں رہتے حافظ صاحب نے بطریق معمر فرمایا کہ عمر علی کی کشاکش میں مرجاتے ہیں۔ اب کی بار علی کے سپرد کرو دینا زندہ رہے گا اس مجذوبانہ معمر کو کوئی نہ سمجھا لیکن والدہ صاحبہ نے اپنی فہم خداداد اور نور فراست سے اس کو حل کیا اور فرمایا کہ حافظ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ لڑکوں کے باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور اب تک جو نام رکھے گئے ہیں وہ باپ کے نام پر رکھے گئے یعنی فضل حق وغیرہ اب کی بار جو لڑکا ہوا اس کا نام نانہال کے ناموں کے مطابق رکھا جائے جس کے آخر میں علی ہو حافظ صاحب یہ سنکر ہنسے اور فرمایا کہ واقعی میرا یہی مطلب ہے یہ لڑکی عقلمند معلوم ہوتی ہے پھر فرمایا اس کے دولڑکے ہوں گے اور زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی رکھنا دوسرے کا اکبر علی خاں نام لیتے وقت خان اپنی طرف سے جوش میں آکر بڑھا دیا تھا۔

حضرت والا فرمایا کرتے ہیں کہ یہ جو میں کبھی اکھڑی اکھڑی باتیں کرنے لگتا ہوں انہیں مجذوب صاحب کی روحانی توجہ کا اثر ہے جن کی دعا سے میں پیدا ہوا ہوں۔

(اشرف السوانح، اول ص: ۱۷)
نوٹ: متوسلین کو یہ تلقین کہ جو مانگنا ہو خدا سے مانگو اور خود جناب کو ایک مجذوب سے طلب کیا گیا۔ کہاں گئی جناب کی خدا پرستی ایسی اولاد کو خلف کہا جائے گا یا ناخلف۔

غیر مقلدین بے ادب ہوتے ہیں: ”ان کو (غیر مقلدین) نیکی میں شک نہیں لیکن بدرجہ مجہوبیت نہیں کیونکہ ان ”غیر مقلدین“ حضرات میں عموماً ادب کی کمی ہوتی ہے۔ بیباک ہوتے ہیں اور تقویٰ کا اہتمام بھی بہت کم کرتے ہیں ایک گونہ انقباض ہوتا ہے۔“ (اشرف السوانح، اول ص: ۱۲۳)

نوٹ: اگر مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی فرضی قبر کا بھی پتہ چل جائے تو اس عبارت

کو ان کی لوح قبر پر کندہ کر دیا جائے۔ دیوبند کی طرف سے یہ ایک بہترین یادگار ہے۔
دشمن کی گواہی: ”ممکن ہے ان (مولانا احمد رضا خاں صاحب) کی مخالفت

کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو۔“ (اشرف السوانح، اول، ص: ۱۲۹)

نوٹ:۔ دشمن جب کسی حقیقت کا اعتراف کرتا ہے تو اظہار خیال میں پر جوش اور واضح الفاظ استعمال نہیں کرتا۔ لیکن اصل حقیقت بالغ نظر اور دانشور افراد کی گرفت سے باہر نہیں رہتی اس لئے اس عبارت کا اصل مفہوم یہ قرار پائے گا۔ یقیناً دیوبند کی توہین نبوت پر مولانا احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حب رسول مخالفت کا سبب ہوا۔ جو ایمان و اصول کا عین تقاضا ہے۔ دبے لچے ہی سہی مگر اس میں اپنی دریدہ دہنی اور سیدنا امام احمد رضا کے حب رسول کا پوری بر ملایت سے اعتراف ہے۔

اپنی کمزوری کا اعتراف: میری عادت ہے کہ میں کسی مضمون کے سمجھنے میں زیادہ تعجب نہیں اٹھاتا بس جو سرسری توجہ سے سمجھ میں آ گیا اور نہ چھوڑ دیتا ہوں کاوش نہیں کرتا۔ (اشرف السوانح، اول، ص: ۱۳۷)

نوٹ:۔ سچ کہا جناب نے! اسی لیے تو حفظ الایمان کی عبارت سمجھنے میں جناب نے کاوش نہیں کی۔ اور ووجدك ضالا فہدی کے ترجمہ میں ٹھوکر کھائی۔

جوتا بطور تبرک: ”حضرت والا سے اگر کوئی معتقد حضرت والا کا پاپوش ”جوتا“ بطور تبرک لیتا ہے تو احتیاطاً اس کو دھو کر اور پاک صاف کر کے عطا فرماتے ہیں کیونکہ معلوم نہیں وہ اس کو کس طرح استعمال کرے گا بعض طریق سے استعمال کرنا نجاست کی حالت میں ناجائز ہے حضرت والا فرماتے تھے کہ عمر بھر میں صرف دو مرتبہ اس کا اتفاق ہوا ہے کہ لوگوں نے پاس رکھنے کے لیے پاپوش مانگے۔

(اشرف السوانح حصہ سوم، ص: ۸)

نوٹ: خود تو اپنے بزرگوں کا جھوٹا کھانے میں گھن محسوس کرتے اور اپنے معتقدین کو بطور تبرک اپنا جوتا عنایت کرتے ہد ہدی تو ٹھہرے!

تھانوی دافع البلیات تھے: ”احقر نے یہ بھی بارہا تجربہ کیا اور اکثر احباب سے بھی اس کی تحقیق ہوئی کہ جب کسی ظاہری یا باطنی پریشانی کے متعلق حضرت

والا کو عرض لکھا تو لکھنے کے بعد ہی سے اس کا رفع ہونا شروع ہو گیا اور جواب آنے پر بفضلہ بالکل ہی زائل ہو گئی۔ (اشرف السوانح، جلد سوم، ص: ۶۷-۶۸)

نوٹ:۔ گویا خدا سے کوئی تعلق نہیں رہ گیا بس مشکل کشا و حاجت روا جناب تھانوی صاحب ہیں۔

تھانوی صاحب مشکل کشا بھی تھے: اسی طرح خطوط کے ذریعہ سے صد ہا طالبین کی پریشانی آئے دن رفع ہوتی رہتی ہے۔ (اشرف السوانح، جلد سوم، ص: ۶۸)

نوٹ: یہ منہ اور مسور کی دال جو اپنی اتری ہوئی آنت نہ درست کر پائے وہ دوسروں کی مشکلات خطوط کے ذریعہ رفع کر دے یہ عجوبہ نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

تھانوی صاحب مسئلہ غلط لکھتے تھے: ”جلدی میں مسئلہ غلط لکھ کر دے دیا تھا اسی لیے اللہ میاں نے تجھے میرے پاس پھرنے دیا ہے کہ میں مسئلہ درست کر دوں۔ (اشرف السوانح، جلد سوم، ص: ۶۳)

نوٹ:۔ کاش یہی احساس حفظ الایمان کی عبارت سے متعلق ہوتا یہ تو عملاً ثابت ہو گیا کہ جناب سے غلطیاں سرزد ہوتی تھیں پھر حفظ الایمان کی گندہ، ایمان سوز، کفری عبارت پر اڑی بازی کیوں ہے۔

ہر ادا کرامت ہے: ”جناب داروۃ عبد اللہ خاں صاحب مد فیضہ جو بھوپال کے مشہور بزرگ تھے اور حضرت والا کے خلیفہ اور مجاز ہیں نہایت وثوق کے ساتھ فرماتے تھے کہ میرا لڑکا جس کی عمر ۹-۱۰ برس کی تھی بہت کند ذہن اور نہایت غبی تھا مجھ کو اس کا بہت قلق تھا ایک مرتبہ میرے ساتھ حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت والا نے ایک دن تفریحاً اور مزاحاً اس کا سر پکڑ کر اپنے سر سے لگا لیا اس کے بعد اس کا ذہن بہت تیز ہو گیا اور خوب اچھی طرح پڑھنے لگا۔ (اشرف السوانح سوم، ص: ۸۷)

نوٹ:۔ خانہ ساز مجد کی خانہ ساز کرامت۔ جب تفریح میں اتنی تاثیر تھی تو بامقصد و بالا ارادہ کا کیا عالم ہوتا ہے۔

کرامت نہ ہونی ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا: ”ایک مرتبہ حضرت والا محلہ بانس منڈی شہر کانپور میں وعظ فرما رہے تھے کہ یکا یک زور کی آندھی

آئی لوگ پریشان ہوئے تو حضرت والا نے انگشت شہادت پر کچھ دم کر کے گھما دیا فوراً آندھی کا اثر مجلس وعظ سے دور ہو گیا اسی مجلس میں مولوی فلاں صاحب جو اہل بدعات میں سے تھے بہ نیت نکتہ چینی بعض مضامین لکھ رہے تھے ان پر آندھی کے پہلے جھونکے میں ایک بانس شامیانہ کا گرا اور وہ زخمی ہو گئے۔ (اشرف السوانح، جلد سوم، ص: ۸۸)

نوٹ:- اگر ایسا ہوا بھی تو اسے اتفاق کہا جائے گا یا کرامت؟

کھتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا: ”بعض حضرات تھانوی

مدظلہ و حضرت سہارنپوری مدظلہ کے متعلق ناشائستہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کوئی منافق بتلاتا ہے کوئی خفیہ پولیس کہتا ہے کہ ان حضرات کو امداد ملتی ہے اور یہ سرکاری آدمی ہیں۔ (اشرف السوانح، جلد سوم، ص: ۱۶۸)

نوٹ:- اس کو کہتے ہیں گھر کا بھیدی لٹکا ڈھاوے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی

مولانا گنگوہی کے تعارف میں خود انہیں کا حسب ذیل ارشاد بہت کافی ہے ”سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

اسی سے اندازہ کیجئے کہ جناب نخوت و غرور کی کس اونچی چٹان پر بیٹھ کر اپنی دوکان سجاے ہوتے تھے۔ آپ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے لیکن اپنے متعلق یہ ارشاد ہے کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کر لیا ہے کہ میری زبان سے جھوٹ نہ نکلوائے گا۔ جناب ہی نے کوا کھانے کو ثواب فرمایا ہے اور گاؤ کی اوچھڑی و بکرے کی کپوری کھانے کو درست۔ آنجناب ہی کا فرمان ہے دیوالی کی پوری کچوڑی خوب ڈٹ کے کھاؤ اور ہندو کے پیادے سودی روپے کا پانی پیر پیر۔

آنجناب دیوبند کے قطب عالم، امام ربانی، مطاع عالم سبھی کچھ ہیں اب دیوبند کی ہدایت و نجات قرآن و سنت کی اتباع پر نہیں بلکہ گنگوہی صاحب کی اتباع پر موقوف ہے۔ جناب ہی کا ارشاد ہے کہ صفت رحمۃ للعالمین رسول کریم ہی کے لیے خاص نہیں

بلکہ دیوبند علماء کو بھی رحمۃ للعالمین کہا جاسکتا ہے۔ جناب کی سوانح عمری تذکرۃ الرشیدہ ہے جس میں مولانا خلیل احمد یا خود گنگوہی صاحب کو ”آقا نامدار“ لکھا گیا ہے۔ خود گنگوہی صاحب حاجی امداد اللہ صاحب کو رحمۃ للعالمین کہتے تھے۔

بہر حال دیوبند کی عجیب و غریب اور نادر شخصیت تھی جن کے انتقال پر صدر دیوبند مولانا محمود حسن صاحب نے مرثیہ لکھا جس کے دو ایک شعر حاضر خدمت ہیں۔

مردوں کو زندہ کیا اور زندوں کو مرنے نہ دیا

اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

☆☆☆

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب

گیا وہ قبلہ حاجات جسمانی حاورونی

مرثیہ گنگوہی کے زیر عنوان بقیہ اشعار ہدیہ ناظرین کئے جائیں گے خانقاہ گنگوہ کی بھری محفل میں نانوتوی صاحب کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس کی اب بہت شہرت ہو چکی ہے اور اس تشہیر کی تمام تر ذمہ داری ارواحِ ثلاثہ کے مرتب پر ہے اب تذکرۃ الرشید کے چند حوالے حاضر ہیں۔

تذکرۃ الرشید

کافر کو کافر ہی کہنا چاہئے: آپ نے ارشاد فرمایا مگر بھائی شریعت کا حکم ہے کہ کافر کا کافر کہو اس لیے بندہ کو تعمیل میں عذر کیا جس پر علامت کفر دیکھیں گے ہم تو اسے کافر سمجھیں گے اور کافر ہی کہیں گے۔ (تذکرۃ الرشید، جلد دوم، ص: ۱۹۶)

نوٹ:- یہ وہ ایٹمی دھماکہ ہے جس سے دیوبند کی پوری عمارت تہس نہس ہو گئی پالن و بھقانی کے جھلے ہوئے رخسار پر یہ ایک غیبی طمانچہ ہے۔

گنگوہی صاحب کی نننی دریافت: ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ شاہ نائک جن کو سکھ لوگ بہت مانتے ہیں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں چونکہ اہل جذب سے تھے اس وجہ سے ان کی حالت مشتبہ ہو گئی

مسلمانوں نے کچھ ان کی طرف توجہ نہ کی سکھ اور دوسری قومیں کشف و کرامات دیکھ کر ان کو ماننے لگیں۔ (تذکرۃ الرشید، جلد: دوم، ص: ۲۳۲)

نوٹ:۔ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھتے ہوتا ہے کیا

دیوبندی امام کا نیا انکشاف: ”اس طرح بابا نانک بھی مسلمان تھے اور

پوشیدہ ہو کر ہدایت کرتے تھے ان کی گرنٹھ کا پہلا شعر یہ ہے۔

اول نام خدا دا دوجا نام رسول
تیجا کلمہ پڑھ لے نانکا جو درگاہ پویں قبول

نوٹ:۔ سکھوں سے گٹھ جوڑ کی برہمنہ تصویر۔

گنگوہی صاحب کا حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ پر سنگین الزام

”ایک دن مولانا ولایت حسین صاحب نے دریافت کیا حضرت اس کی کیا وجہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سب لوگ اچھا کہتے ہیں اور مانتے ہیں مگر اسی خاندان کے دوسرے حضرات کو برا کہتے ہیں حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا میاں کہوں گا تو تمہیں بھی بری لگے گی اور مجھے بھی بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب پر بعض لوگوں کے اعتراضات تھے شاہ عبدالعزیز صاحب ان کو دفع کرنا چاہتے تھے اس وجہ سے بات لگا کر کہتے تھے۔ (تذکرۃ الرشید، جلد: دوم، ص: ۲۳۷)

نوٹ:۔ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ جیسی مقتدر شخصیت پر لگانے بچانے کا الزام خدا جب دین لیتا ہے تو عقل بھی چھین لیتا ہے

غیر مقلدین پر گنگوہی عتاب: ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جو لوگ علماء

دین کی توہین اور ان پر طعن و تشنیع کرتے ہیں قبر کے اندر ان کا منہ قبلہ سے پھر جاتا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ جس کا جی چاہے دیکھ لے غیر مقلدین چونکہ ائمہ دین کو برا کہتے ہیں اس لیے ان کے پیچھے بھی نماز پڑھنی مکروہ فرمائی۔ (تذکرۃ الرشید، جلد: ۲، ص: ۲۸۲)

نوٹ:۔ اس حوالہ سے غیر مقلدین کو زیادہ دلچسپی ہوگی آسان طریقہ یہ ہے کہ

غیر مقلدین اس کا مشاہدہ کرادیں اگر انہیں اپنی صداقت کا یقین ہو۔

رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا منہ بولتا معجزہ: ایک

دن مولانا محمد حسن صاحب مراد آبادی نے دریافت کیا کہ حضرت کیا ذکر و ولادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا رعایت بدعات مروجہ کتاب میں دیکھ کر بیان کر دینا جائز ہے؟ ”حضرت نے فرمایا کیا حرج ہے۔“ (تذکرۃ الرشید، جلد: دوم، ص: ۲۸۴)

نوٹ:۔ ائی گنگا بہہ رہی ہے۔

رام اور کنہیا گنگوہی کی نظر میں: حضرت امام ربانی نے ارشاد فرمایا

کہ رام اور کنہیا اچھے لوگ تھے پچھلوں نے کیا کیا بنا دیا۔ (تذکرۃ الرشید، جلد: دوم، ص: ۲۸۷)

نوٹ:۔ جناب کا کہنا یہ ہے کہ اسی پر حاجی امداد اللہ صاحب کو بھی قیاس کیجئے یعنی وہ محض اچھے تھے اور لوگوں نے کیا کیا بنا دیا جو اپنے پیر کا نہ ہو اوہ کس کا ہوگا۔

بدعت ہی اوڑھنا بچھونا ہے: حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ

نے ایک بار دریافت کیا حضرت قبر میں شجرہ رکھنا جائز ہے؟ حضرت نے فرمایا ہاں مگر میت کے کفن میں نہ رکھے طاق کھود کر رکھ دے اس پر حضرت مولانا نے عرض کیا اس سے کچھ فائدہ بھی ہوتا ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا ہاں ہوتا ہے اس کے بعد فرمایا کہ شاہ غلام علی صاحب کے کوئی مرید تھے ان کے پاس شاہ صاحب کا جوتا تھا انتقال کے وقت انہوں نے شاہ عبدالغنی صاحب کو وصیت کی کہ جوتے میری قبر میں رکھ دیئے جائیں چنانچہ حسب وصیت رکھ دیئے گئے اس پر شاہ صاحب نے مولوی نذیر حسین وغیرہ نے استہزاء کہا جوتوں میں کتنا غلیظ لگا ہوا ہے؟ اور کوئی پوچھتا کتنا کچڑ تھا۔ اس پر شاہ صاحب نے فرمایا اگر یہ فعل ناجائز تھا تو ہمیں دلیل سے سمجھا دیتے استہزاء اور تمسخر کی کیا حاجت تھی سو اب تم لوگوں کے پاس کبھی نہ بیٹھوں گا اور دستور یہ تھا کہ نماز کے بعد یہ لوگ مسجد میں بیٹھا کرتے تھے اس کے بعد شاہ صاحب کے کسی شاگرد نے ”ضرب الععال علی روس الجہال“ رسالہ دیکھا اس میں آثار صحابہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت کیا کہ تبرکات بزرگان دین کو قبر میں ساتھ لے جانا جائز ہے اس رسالہ کو دیکھ کر منکرین نادم ہوئے۔ (تذکرۃ الرشید، جلد: دوم، ص: ۲۹۰)

نوٹ: کیا قرون ثلاثہ میں بھی شجرے چھتے تھے؟ اور قبر میں شجرہ رکھنے کا رواج تھا؟

قول اور عمل کا تضاد: ”چنانچہ اسی پر صلی اللہ علیہ وسلم بجز انبیاء علیہم السلام کے کسی پر اطلاق نہیں کیا جاتا رضی اللہ عنہ بجز سلف کے کسی کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔

(تذکرۃ الرشید، دوم، ص: ۳۰۷)

نوٹ: سلف کی کوئی صراحت نہیں ہے چنانچہ گنگوہی صاحب اور نانوتوی کو خود اہل دیوبند نے رضی اللہ تعالیٰ عنہما لکھا ہے اس موضوع پر مری کتاب ”انکشافات“ ملاحظہ فرمائیے۔

گنگوہی صاحب نے ایصال ثواب کے لیے کھانا پکوا یا: ایک بار ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت شیخ عبدالقدوس رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایصال ثواب کو کھانا پکوا یا تھا۔ (تذکرۃ الرشید، ص: ۴۱۷)

نوٹ:۔ خدا کا شکر ہے ایصال ثواب کے لیے کھانا پکوانے کا ثبوت خود منکر کے گھر سے مل گیا البتہ یہ نہ معلوم ہو سکا کہ فاتحہ کے وقت کھانے کا برتن سامنے تھا یا جناب کے پیچھے یا آگے پیچھے دونوں ”مولوی عبدالمجید صاحب ہزاروی فرماتے تھے کہ جب میں نے مولوی نذیر حسین دہلوی کے پاس حدیث شریف پڑھنی شروع کی تو دل اندر سے گھبراتا تھا اور خواب میں اکثر خنزیر کے بچے نظر آیا کرتے کہ میرے چاروں طرف پھرتے ہیں“ ”آخر میں بواسطہ گنج مراد آباد شریف گنگوہی سے پڑھنے۔“ (تذکرۃ الرشید، دوم، ص: ۳۲۰)

نوٹ:۔ دیوبند کو چاہئے کہ وہ اسے غیر مقلدین کی نذر کر دے

دیوبندی عالم آقا نامدار ہیں: اس کے بعد جو دن گزرتا گیا وہ

آقائے نامدار کی اپنے خادم پر توجہ میں بیشی کا سبب بنتا رہا۔ (تذکرۃ الرشید، دوم، ص: ۳۲۳)

نوٹ:۔ اپنے مولانا کو ”آقا نامدار“ کہا ہے یہ دریدہ دہن طبقہ تو روافض سے بھی چار ہاتھ آگے ہے۔

آگئے اسی دال بھات پر: ”مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میری کوئی درخواست

اس آستانہ سے مردود ہوتی ہو الحمد للہ میں نے جو کچھ مانگا وہ مجھے ملا اور جو ہٹ کی وہ پوری ہوئی۔ (برائے مولوی خلیل احمد) (تذکرۃ الرشید، جلد: دوم، ص: ۳۲۳)

نوٹ:۔ خدا انصاف کیجئے کیا سلطان ہند خواجہ غریب نواز کا شیدائی کچھ اس سے زیادہ اپنے خواجہ سے کہتا ہے۔

دست گیر بیکساں روشن ضمیر
آں رشید احمد شہ بر ناد پیر

(تذکرۃ الرشید، ص: ۱۳۶)

تحریک خارجیت

ہندوستان میں خارجی کی دبی ہوئی چنگاری کو جس نے ہوا دیا وہ دیوبند کے نام نہاد امام اہلسنت جناب مولانا عبدالشکور کا کوروی ثم لکھنوی ہیں۔ تبرا ایچی ٹیشن کے مقابل نام نہاد ”مدح صحابہ“ کی تحریک چلائی اور اس تحریک کو اپنی سستی شہرت کا آلہ کار بنا کر اپنا اُلوسیدھا کیا۔ دارالتبلیغ پائٹا نالہ لکھنؤ اس کا مرکزی مقام ہے جناب تو مرکز مٹی میں مل گئے لیکن ان کی ذریت اسی تحریک کے سہارے زندہ ہے۔ جب کبھی پیٹ کے دوزخ کا ایندھن کم ہو جاتا ہے تو کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑ کر مدح صحابہ کا جھنڈا لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ملک کے طول و عرض سے غریب و سادہ لوح مسلمانوں کی گاڑھی کمائی کا روپیہ برسنے لگتا ہے۔ یہ ہے اس تحریک کا پس منظر۔

ان ریاکاروں میں نہ تو حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ ہے اور نہ ہی ان کے دلوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عزت و حرمت کا احساس۔ تحریک مدح صحابہ کی مثال ہاتھی کے نمائشی دانت کی ہے۔ اپنی امامت اور انفرادیت برقرار رکھنے کے لیے کوئی نہ کوئی فوق البھڑک نعرہ چاہئے۔ چونکہ لکھنؤ اہل تشیع کا صدر مقام ہے اس لیے ان کے مقابل ایک جذباتی نعرہ درکا ہے ورنہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ چڑھانے والے مدح صحابہ کے نام پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جائیں یہ محض فریب ہے دھوکا ہے ریا اور نمائش ہے۔ اہل تشیع کی مرکزیت اور علماء فرنگی محل کی سرد مہری و صلح کل پالیسی نے اس تحریک کو پنپنے کا موقع دیا۔ اگر خوش بختی سے عہد حاضر کے علماء فرنگی محل اپنے قدیم آباء و اجداد کی طرح متصلب فی الدین ہوتے اور آبائی روش پر ابطال باطل کا حق ادا کرتے تو کون جانتا کہ عبدالشکور کس طفل مکتب کا نام ہے؟

دوستو! خارجیت ایک انتہائی مکروہ و گندہ تحریک ہے۔ جو آج تک اسلام کے

صاف سترے جسم پر ناسور بن کر رہے ہیں۔ اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منہ بھر کر گالیاں دینا خارجیوں کا طرہ امتیاز ہے لکھنوی صاحب اس تحریک کے علمبردار تھے۔ اور پاٹانالہ انہیں خرافات کی نشریات کا مرکز ہے۔ جس کا سینہ اہل بیت اطہار کے بغض و عناد سے بھرا ہوا اگر دیوبند اسے اپنا امام بنائے تو اب یہ مقام تعجب نہیں۔

”انکشافات“ میں مدیر ماہنامہ پیشوا دہلی کے ادارہ کا ایک ٹکڑا میں نے بطور حوالہ دیا ہے جو لکھنوی کی خارجیت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

شان رسالت پر عبد الشکور لکھنوی کا ناروا حملہ: لیکن باوجود

ان محاسن عقلیہ کے محاسن شرعیہ سے آپ بالکل بے خبر تھے محاسن شرعیہ کی اصل اصول یعنی ایمان باللہ کی حقیقت بھی آپ نہ جانتے تھے، مختصر سیرت نبویہ ص ۲۲

نوٹ:- یہ بالکل وہی انداز ہے جس طرح بڑے اپنے چھوٹوں کے متعلق اپنی رائے دیتے ہیں۔ خدا ایسے دریدہ دہنوں گستاخوں اور بے ادبوں سے پناہ دے۔ جو زیادہ کلیر ہوتا ہے وہی دیوبند کا امام قرار پاتا ہے۔

بارگاہ رسالت میں عبد الشکور لکھنوی کی گستاخی اور دریدہ دہنی:

اخلاقی محاسن کے تین جز ہیں تہذیب اخلاق، ۲۔ تدبیر منزل، ۳۔ سیاست مدن ان تینوں سے آپ قطعاً و اصلاً بے خبر تھے جب آپ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ کتاب الہی کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے تو اور محاسن سے آپ کو کیونکر آگاہی ہو سکتی تھی۔ (سیرت نبویہ ص: ۲۲)

”ن والقلم وما یسطرون الخ۔ اس آیت کے ذیل میں چند سطر کی گفتگو کے بعد جناب تحریر فرماتے ہیں:

عبد الشکور لکھنوی کا تفاخر بیجا: ”یہ حکمت اس قسم کی شاید تقاسیر

میں نہ ملے ہذا ما علمنی ربی فله الحمد

نوٹ:- اس نخوت و غرور نے تو توہین نبوت پر جری کر دیا تھا یہ اپنی تعریف نہیں بلکہ امام رازی و غزالی جیسی شخصیتوں کو منہ چڑھانا ہے غالب نے سچ کہا ہے۔

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی

اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

پوری دنیا سے الگ تھلگ یہ فتاویٰ کا ایک نیا مجموعہ ہے جس میں کسی جواب کا حوالہ درج نہیں زبان اردو میں جس قدر بھی تھا مجموعہ فتاویٰ ہیں ان کا عام دستور یہ ہے کہ دورے میں شامی، عالمگیری، بحر الرائق، فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ کا حوالہ دیا جاتا ہے مثلاً بہار شریعت وغیرہ لیکن فتاویٰ رشیدیہ میں ہر جواب کے بعد ”بندہ رشید احمد“ درج ہے گویا بندہ رشید احمد بھی کوئی کتاب ہے مثلاً کواکھانا ثواب ہے بندہ رشید احمد گاؤ کی اوجھڑی اور بکرے کی کپوری کھانا درست بندہ رشیدیہ احمد اب فتاویٰ رشیدیہ کے چند فتاویٰ ملاحظہ فرمائیے۔

دیوبندی مذہب میں گاؤ کی اوجھڑی اور بکرے کی کپوری کھانا درست ہے

فتاویٰ رشیدیہ:

سوال:- گاؤ کی اوجھڑی اور بکرے کی کپوری کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- درست ہیں۔ ”فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم ص ۱۵۰

نوٹ:- تعجب ہے فتویٰ حلال ہونے کا! اور جب یہ کہا جائے کہ بکرے کی کپوری کھائیے تو چراغ پا ہو جاتے ہیں۔

خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

گنگوہی کی نئی شریعت: خط میں القاب قبلہ و کعبہ لکھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:- قبلہ و کعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں ہے فقط۔ فتاویٰ رشیدیہ سوم ص ۱۵۲

نوٹ:- تھانوی صاحب کو بھی اس سے اتفاق ہے یا نہیں اس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے کہ جناب تھانوی صاحب نے قبلہ و کعبہ تحریر کیا ہے۔

اپنے بدعت کی تاویل:

سوال:- کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرنا قرونِ ثلاثہ سے

ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں؟

الجواب:- قرونِ ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے

کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ اول

نوٹ:- کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے

یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ہر بدعت ”بدعت ضلالہ“ نہیں ہے بہت سے امور ایسے ہیں جو قرونِ ثلاثہ کے بعد کی پیداوار ہیں۔ مگر چونکہ وہ کسی سنت کی ضد نہیں بلکہ ان کی اصل کسی سنت سے ثابت ہے اس لیے وہ بدعت ہو کر بھی تحت سنت ہیں اور اس کو بدعت حسنہ بھی کہا جاتا ہے بس اس پر میلاد، قیام، نیاز وغیرہ جیسے مسائل کو بھی قیاس کرنا چاہئے۔

دعوت فکرو نظر اب ورق اللہ اور دعوت فکر و نظر سے بعد استفادہ مولانا تابش قصوری کو دعائیں دیجئے۔

تخذیر الناس: مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند

مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند، ص ۲، ۳، ۱۳، ۲۲ کا عکس

خط کشیدہ عبارت ص ۳، کی ابتدا میں بتایا ”عوام کے خیال میں خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے، مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ زمانہ کے تقدم یا تاخر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ اس بات کو بنیاد قرار دے کر آیت مبارکہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ پر بحث کرتے ہوئے لکھا کہ اس آیت کو تاخر زمانی کے معنی میں لیا جائے، تو یہ آیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح نہیں ہو سکتی۔ چونکہ یہ آیت مقام مدح میں واقع ہے، اس لیے خاتم بمعنی آخری نبی نہیں ہو سکتا۔ پھر اس پر مزید اضافہ کیا، اگر خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مان لیا جائے، تو اس سے تین خرابیاں لازم آئیں گی۔

اول یہ کہ اللہ تعالیٰ پر زیادہ گوئی کا وہم ہوگا (نعوذ باللہ) کیونکہ جب خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مان لیا گیا، تو یہ آیت کہ یہ مدح نہ ہوگی اور لفظ خاتم اوصاف نبوت میں سے نہ ہوگا، بلکہ قد وقامت اور شکل و رنگ کی طرح ایسا وصف ہوگا جس کو نبوت اور اس کے فضائل میں دخل نہ ہوگا۔

دوسری خرابی یہ لازم آئے گی کہ اس سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب نقصان قدر کا احتمال ہوگا، کیونکہ خاتم النبیین کا معنی اگر آخری نبی مان لیا گیا، تو اب یہ وصف مدح اور کمال نہ رہے گا، جب کہ ایسے اوصاف جن میں مدح و کمال نہ ہو ایسے ویسے

لوگوں کے لیے بیان کیے جاتے ہیں۔

تیسری خرابی کو یوں بیان کیا اگر اس آیت قرآنی میں اس دین کے آخری ہونے کو بیان کرنا مان لیا جائے جو اگرچہ قابل لحاظ ہو سکتا ہے، مگر اس صورت میں قرآنی آیت کے دونوں جملوں مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں بے ربطی پیدا ہو جائے گی جو کہ اللہ تعالیٰ کے معجز کلام میں متصور نہیں ہو سکتی۔

ان تین مفروضہ دلائل سے یہ ثابت کرنے کے بعد کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی (تاخر زمانی) درست نہیں ہے۔ لکھا کہ یہاں خاتم النبیین کی خاتمیت کی بنیاد اور بات پر ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں خاتم کا معنی بالذات (بلا واسطہ) نبی کے ہیں، یعنی حضور علیہ السلام بالذات نبی ہیں اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام بالعرض (بالواسطہ) نبی ہیں۔ پھر ص ۱۳ اور ۲۲ کی عبارت میں اس بات کی تصریح کر دی ہے: ”آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تب بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔“

بعض لوگ یہاں پر لفظ ”فرض“ کا سہارا لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ بات فرض کی گئی ہے، جب کہ فرض تو محال کو بھی کیا جاسکتا ہے، حالانکہ وہ چشم پوشی سے کام لیتے ہیں، کیونکہ فرض اگرچہ محال کو بھی کیا جاسکتا ہے، مگر محال کے فرض کرنے پر فساد اور بطلان لازم آیا کرتا ہے۔ محال کے فرض کو امکان یا صحت لازم نہیں آتی، جب کہ یہاں بعد میں پیدا ہونے والے نبی کو فرض کرنے پر کہا گیا ہے کہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی، کیونکہ خاتمیت میں فرق نہیں آتا۔

نیز یہاں فرض تقدیری نہیں ہے، بلکہ فرض تجویزی ہے، اسی لیے انہوں نے فرض کے ساتھ لفظ تجویز بھی استعمال کیا ہے۔ غرضیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال کہنا (جب کہ یہی معنی قطعی ہے۔ اور اسی پر اجماع صحابہ اور اجماع است ہے) پھر واضح طور پر تاخر زمانی کے لحاظ سے آخری نبی کے معنی کو تین طرح سے نادرست ثابت کرنا اور ساتھ ہی یہ تصریح کرنا کہ خاتم النبیین کا معنی بالذات نبی کے ہیں اور اس پر صراحت بار بار یہ کہہ دینا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یا آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے۔ تو خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

یہی وہ عبارات ہیں، جن کی بنیاد پر قادیانی مرزا نے اپنی نبوت کی عمارت قائم کر لی۔

تابش

اِنَّهُ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ

الحمد لله والمنته کر یہ رسالہ مؤلف جناب مولانا محمد قاسم صاحب دیوبند
مزیل التباس و مرفوع اثر لکھنؤ میں ہے

تَحْمِيْسُ النَّاسِ

بہت

احقر محمد علی مالک کتب خانہ امدادیہ دیوبند نے

بہی جو ب برقی پریس دہلی سے طبع کرا کر

کتب خانہ امدادیہ دیوبند سے شاکیا

یہ رسالہ خیر ہر قسم کی اسلامی و غیر اسلامی کتب خانہ امدادیہ دیوبند
کتب نہایت ہی ارزاں قیمت پر پیش طلب ہیں

تقدیر الناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تیج ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین
نے بھی کی تھی و بارہ قول ابن عباسؓ جو در مشورہ غزوہ میں ہے ان اللہ خلق سبع ارضین
فی کل ارض ادم کا د مکہ نوم کنو حکم و ابراہیم کا ابراہیم حکم و عیسیٰ کا عیسا حکم و وہی کنسیکو
کے یہ جہاد تخریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور مستحکم ہے اور زمین کے طبقات
جدا جدا ہیں اور ہر طبقے میں مخلوق الہی ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقے میں انبیاء کا ہونا معلوم
ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے مگر اس کا مثل ہونا ہر ایک
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم ماضی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کہ اولاد آدم جس کا ذکر و تقدیر متناہی آدم میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقے
کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع اور ہمارے حضرت مسلم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ
آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے ہیں دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے
مائل کسی طرح نہیں ہو سکتے انتہی اور باوجود اس تخریر کے کہ یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے
خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا میرا اصرار اس تخریر پر نہیں ہیں علماء شرعی مستفسر
ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو تحمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تخریر کے کافر یا فاسق یا کافر
اہل سنت و جماعت سے ہوگا یا نہیں بیوقوف تو ہر دو اچھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ
وَاٰصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بعد حمد و صلوات کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول شخص خاتم النبیین آدم

یعنی آدیم کی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اول اس کے معنی پہلے جہاں ہیں

میر الناس

کرتے چاہیں تاکہ ہم جو اب میں کچھ دقت نہ ہو موصوفہ عام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا
بائیں سمتی ہے کہ اگر زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں مگر اہل
وطن جو کہ تقدم باتاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں و لیکن ختم رسول اللہ
و خاتم النبیین فرماتا اس صودت میں کیونکہ مجمع ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح
میں سے نہ کہے اور اس مقام کو مقام مدح قرار دے دیکھ تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح
ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کیسے بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا
کی جانب توفیق زیادہ کوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور ممد و قامت و کمال و رنگ و حب و
غیب و سکوت و غیرہ اوصاف میں جملہ نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو
ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ
اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں لہذا یہ دیکھ لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے
ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سب باب ابتداء
در بیان نبوت کہل ہے جو کل چھوٹے دعویٰ کے خلاف کو گراہ کر سگے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے
بدرجہ ما کان محمد اباً اکھبر من رجا لکھ اور جملہ و لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں کیا تناسب
تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدرک قرار دیا اور
ظاہر ہے کہ اس قسم کی بیہوشی اور بے ادبیا علی خدا کے کلام مجہول نظام میں متصور نہیں اگر سب باب مذکور
ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بنا خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانے اور
سب باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی و ہالہ اوجاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ موصوفہ بالعرض کا قصہ موصوفہ بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوفہ بالعرض کا وصف موصوفہ
بالذات سے مکتب ہوتا ہے موصوفہ بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتب من النبی ہونا
لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو مجھے یہ
دکھسا اور درود و ارکا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور تباری
غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تہی بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جسکا تم کہو
وہی موصوفہ بالذات ہو اس کا نور ذاتی ہو گا کسی اور سے مکتب اور کسی اور کا فیض نہ ہوگا
الغرض یہ بات یہی ہے کہ موصوفہ بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور
خدا کے نہت کیونکہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی معنی بالعرض
لے تین حوام کا قیل تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کہ اب سب آخری

یہ بات کہ اگر زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں مگر اہل وطن جو کہ تقدم باتاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں و لیکن ختم رسول اللہ و خاتم النبیین فرماتا اس صودت میں کیونکہ مجمع ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہے اور اس مقام کو مقام مدح قرار دے دیکھ تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کیسے بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب توفیق زیادہ کوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور ممد و قامت و کمال و رنگ و حب و غیب و سکوت و غیرہ اوصاف میں جملہ نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں لہذا یہ دیکھ لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سب باب ابتداء در بیان نبوت کہل ہے جو کل چھوٹے دعویٰ کے خلاف کو گراہ کر سگے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے بدرجہ ما کان محمد اباً اکھبر من رجا لکھ اور جملہ و لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدرک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بیہوشی اور بے ادبیا علی خدا کے کلام مجہول نظام میں متصور نہیں اگر سب باب مذکور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بنا خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانے اور سب باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی و ہالہ اوجاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوفہ بالعرض کا قصہ موصوفہ بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوفہ بالعرض کا وصف موصوفہ بالذات سے مکتب ہوتا ہے موصوفہ بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتب من النبی ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو مجھے یہ دکھسا اور درود و ارکا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور تباری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تہی بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جسکا تم کہو وہی موصوفہ بالذات ہو اس کا نور ذاتی ہو گا کسی اور سے مکتب اور کسی اور کا فیض نہ ہوگا الغرض یہ بات یہی ہے کہ موصوفہ بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہت کیونکہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی معنی بالعرض لے تین حوام کا قیل تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کہ اب سب آخری

تحدید الناس

ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج ہونا اس میں مبینا گذشتہ ہوں یا
کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں
کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور
آپ پر ختم ہوگا اور کیوں نہ ہو غل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب تک ممکن البشر ہی ختم ہو گیا تو ہر سلسلہ
علم و غل کیا جائے عرض ختم اگر یاں مسمیٰ ہو گیا جلعہ جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا مبینا گذشتہ
ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی ایسے اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا
خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے مگر یہیے اطلاق خاتم النبیین اسباب کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کوئی
نہ کیجئے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہے اسی طرح اطلاق لفظ شہین جو آیہ اللہ الذی خلق سبع
سموات و من الارض شہین تینزل الابر مبینہ..... میں واقع ہے اس بات کو
مقتضی ہے کہ سوا تبار ذاتی از نفس و سوا جو لفظ سموات اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان
دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اس باب میں بمنزلہ استتار ہے اور نیز علامہ اس تبار کے جو جو جانتے
لازم ذاتی یا اختلاف متاسبات ذاتی تو اہلہ لازم وجود ہوں یا مغارق بین السماء والارض تھو
اور بالالتزام سب سے پہلے اوجہ بین السماء والارض مانگت ہوتی چاہئے سوا اس میں سے مانگت
فی السماء اور ثالث فی البعد اور فوق و تحت ہونے میں مانگت تو اسی حدیث مرفوع سے معلوم
ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے جو الامام ترمذی اور امام
احمد باب بد الخلق میں اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں سورۃ حدید کی
تفسیر میں روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے - ومن ایہریرۃ قال مینا بنہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جاس واصحابہ ذاتی علیہم صحاب قال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تل تدرون ماذا قالوا اللہ و رسولہ ثم قال
ہذہ السموات ہذہ الارض یوقی اللہ اے قوم لایث کرو نہ ولایہ عنہ ثم قال مسل تسمون
ما فوقکم قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال فانہا الریح ستف معنوا و موج کھوٹ تم
قال ہل تدرون ما بینکم و بینہا قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال بینکم و بینہا خمسہ ثم
قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال سماء ان بعدہا و بینہا خمسہ
ثم قال ذلک حتی عد سبع سموات ما بین کل سماءین ما بین سماء الارض ثم قال ہل تدرون ما فوق
ذلک قالوا اللہ و رسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش و بینہ و بین السماء بعد ما بین السماءین ثم قال ہل

یہ بات کہ اگر زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں مگر اہل وطن جو کہ تقدم باتاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں و لیکن ختم رسول اللہ و خاتم النبیین فرماتا اس صودت میں کیونکہ مجمع ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہے اور اس مقام کو مقام مدح قرار دے دیکھ تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کیسے بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب توفیق زیادہ کوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور ممد و قامت و کمال و رنگ و حب و غیب و سکوت و غیرہ اوصاف میں جملہ نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں لہذا یہ دیکھ لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سب باب ابتداء در بیان نبوت کہل ہے جو کل چھوٹے دعویٰ کے خلاف کو گراہ کر سگے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے بدرجہ ما کان محمد اباً اکھبر من رجا لکھ اور جملہ و لیکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدرک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بیہوشی اور بے ادبیا علی خدا کے کلام مجہول نظام میں متصور نہیں اگر سب باب مذکور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بنا خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانے اور سب باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی و ہالہ اوجاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوفہ بالعرض کا قصہ موصوفہ بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوفہ بالعرض کا وصف موصوفہ بالذات سے مکتب ہوتا ہے موصوفہ بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتب من النبی ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو مجھے یہ دکھسا اور درود و ارکا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور تباری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تہی بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جسکا تم کہو وہی موصوفہ بالذات ہو اس کا نور ذاتی ہو گا کسی اور سے مکتب اور کسی اور کا فیض نہ ہوگا الغرض یہ بات یہی ہے کہ موصوفہ بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہت کیونکہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی معنی بالعرض لے تین حوام کا قیل تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں کہ اب سب آخری

اب اتنا ہی اقرار کریں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انکار میں تو مکذیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھسکا ہی تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اور بیسیں سیطرہ اور زمینیں سیطرہ میں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ وقعت نہ ہوگی نہ کسی آیت کا تعارض کسی حدیث سے معارضہ رہا۔ اثر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں موجب انکار اثر مذکور باوجود صحیح الحدیث یہ جرات ہے تو اقرار اراضی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں علاوہ بر تقدیر خاتمت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبوی کے اقرار میں نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک ہر آباد ہوا اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں فضل تو بعد اس کے کہ اس شہر کی برابری دوسرا دوسرا ہی شہر آباد کیا جائے اور اس میں ہی ایسا ہی ایک حاکم ہو سب میں فضل تو اس شہر کی آبادی اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فرد فضل کی افضلیت سے حاکم یا فضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی اور اگر وہ صورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام یہاں کے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود حادثہ کی بھی آپ کی خاتمت زمانے سے انکار نہ ہو سکے گا جو وہاں کے لوگوں کے مساوات میں کچھ جت کیے ہوں اگر خاتمت بسنے اتنا صاف ذاتی جو صفت ہو لیجے جیسا اس میں ان سے عرض کیا ہے تو پھر برادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افراد مقصود بالخل میں سے مائل نہ ہو سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افسر اور خارجی ہی ہوتی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدمہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی سیما ہو تو پھر بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ ملے گا جو جائے کہ آپ کے حاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیے اسی زمین میں کوئی اور نبی جو یز کیا جائے بلکہ ثبوت اثر مذکور دو ثابت خاتمت ہے مساوی و مخالف خاتم نہیں نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر مذکور یعنی مخالف روایت ثقات ہے اور اس سے بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ حسب رحمہم منکر اثر اس اثر میں کوئی علت فاعلہ ہی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام مہدی کا اس اثر کی نسبت صحیح کما ہی اس بات کو دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت فاعلہ خفیہ کا درجہ نہیں دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جو خاتم انبیین سے اور علت قہی تبسبب قہی الیاد کوئی آیت یا حدیث ایسی ہی ہوتی جس سے اس کا کم از کم زیادہ زمینوں کا ہونا انبیاء کا کم و بیش ہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وہ شذوذ ہے مگر توکل

حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی مطبوعہ دیوبند، صفحہ ۸ کا عکس آئندہ صفحات میں مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب ”حفظ الایمان“ کے صفحہ ۸ کا نوٹ ہے، جس میں انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کے متعلق بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب بالواسطہ کل ہو گا یا بعض، کل تو عقلاً محال ہے اور اگر بعض ہے تو ایسا علم ہر صبی (بچے) مجنون (پاگل) حیوانات اور بہائم (چوپائیوں) کو بھی حاصل ہے، اس میں حضور علیہ السلام ہی کی کیا تخصیص ہے؟“

ظاہر ہے کہ جب کل علم محال ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بعض علم کا ثابت ہونا تسلیم ہے، مگر سوال یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بعض علوم مان کر ان علوم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پاگلوں، بچوں، حیوانوں اور چوپائیوں کے ساتھ تشبیہ دینا کس مسلمان کو برداشت ہو سکتا ہے۔

جب کہ کوئی غیرت مند انسان اپنے باپ جیسے بزرگوں کے لیے مادی جسم کے لحاظ سے بھی حیوانوں اور چوپائیوں کے ساتھ تشبیہ کو گوارا نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ان کے روحانی کمال میں یہ تشبیہ گوارا کر لی جائے۔

جبکہ عرف اور محاورہ میں کسی معزز شخصیت کو حقیر چیزوں کے ساتھ اشتراک کے طور پر ذکر کرنا، معزز شخصیت کی توہین قرار پاتی ہے۔ پناچہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مجلس میں جب یہ ذکر ہوا کہ نمازی کے آگے سے کتے، گدھے، اور عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا:

”تم نے ہمیں (عورتوں کو) کتے اور گدھے کے مشابہ کر دیا۔ تم نے ہمیں کتے اور گدھے کے مساوی کر دیا۔“ (مسلم شریف ص ۲۱۸، جلد ۱)

اس واقعہ میں صرف جنس عورت کا ذکر کتے اور گدھے کے ساتھ کیا گیا ہے، جب کہ کسی معزز شخصیت کا ذکر تو کیا۔ کسی شخص کا بھی ذکر نہیں ہے، مگر باوجود اس کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس انداز بیان کو عورتوں کی توہین قرار دیا۔

میں کتب صانف طاب دیوبند خریستہ وقت مولوی سید احمد مالک کتب خانہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حفظ الایمان بسط البیان

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ
جس کو
مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے

باہتمام خاص اپنے

لیتھنگ ہاؤس میں طبع کیا

پیش کشی مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند

کی بیان خاصیت دلیل جواز نہیں۔ فافہم ولا تنزل ولا تدر علم فقط

جواب سوال سوم۔ مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بناء پر لا یعلمون فی الغیبت والامضی الغیب الا اللہ اور لو کنت احسن العہد وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق مہم شرک کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ را عنا کی مخالفت اور حدیث مسلم میں عبدی دانتی و ربی کہنے سے بھی۔ اسی وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر علم غیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو غالباً اور بزرگ دیکر ہما تاویل اسناد الی السبک بھی اطلاق کرنا ناجائز نہ ہوگا کیونکہ آپ ایداد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطلع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر علم غیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل و علا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی کہتا چہرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم غیب میں اور حق تعالیٰ شانہ عالم غیب نہیں ہرگز باطنی نہ، تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عقل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے اس بناء پر تو باؤا فقیروں کی تامل پر ہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنایا جب چاہا مٹا دیا چہرہ کا آب کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو مدیانت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیسا تفصیل ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر مہی و معدن بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہے کہ سب کو عالم غیب کہا جاوے۔ پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ میں سب عالم غیب کہوں گا تو پھر غیب کو مخلد کالات نہ پیکر شمار کیا جاتا ہے جس امر میں ذہن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور التزام کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں جو فرق بیان کرتا ضرور ہے اور اگر نام علم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا اطلاق دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے و لائل نقلیہ بشیہ ہیں خود قرآن مجید میں

برائین قاطعہ: مصنفہ، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

مصدقہ، مولوی رشید احمد گنگوہی

خط کشیدہ عبارت صفحہ ۵۵، جس میں پہلی عبارت:

”شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں“

اس عبارت میں شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”مجھے دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔“ (معاذ اللہ)

حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس من گھڑت روایت کو نقل کر کے اسکا رد کیا ہے اور آخر میں ”اصلے ندارد“ فرمایا ہے کہ اس روایت کا کوئی ثبوت اور اصل نہیں، دیکھئے کتاب مدارج النبوة جلد ۱، ص ۷:

”جوابش آنست کہ این سخن اصلے ندارد“

حضرت شیخ محقق علیہ الرحمہ کے آخری جملہ ”اصلے ندارد“ کو چھوڑ دیا اور مردود روایت کو حضرت شیخ کی طرف منسوب کر دیا۔

(مدارج النبوت کے متعلقہ صفحہ کا عکس ملاحظہ ہو ص ۵۲)

خط کشیدہ دوسری عبارت میں ہے:

”شیطان سے افضل ہو کر علم من الشیطان ہوگا، معاذ اللہ!“

اس عبارت میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اپنے مخالف مؤلف انوار الساطعہ کا رد کرتے ہوئے اس پر الزام دے رہے ہیں کہ مؤلف اپنے زعم میں بڑا اکمل الایمان ہے، تو شیطان سے ضرور افضل ہو کر شیطان سے علم میں بڑا اور علم من الشیطان ہوگا۔ انبیٹھوی صاحب نے شیطان سے افضل و اعلم ہونے کو گناہ سمجھتے ہوئے ساتھ ہی معاذ اللہ کہہ دیا۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کسی کا شیطان سے افضل و اعلم ہونا مولوی صاحب کو گوارا نہیں اسی لیے انہوں نے اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسعت علم کی نفی کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کو تمام روئے زمین کا

علم ہے اور یہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ لہذا شیطان اور ملک الموت کے لیے ایسا علم جو محیط روئے زمین ہو ماننا ضروری ہے۔

اور پھر کہا کہ شیطان اور ملک الموت کے اس حال پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیاس نہ کیا جائے، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وسعت علم پر کوئی نص نہیں ہے، لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایسا علم ماننا شرک ہے۔

اس بحث سے قطع نظر کہ شیطان کے لیے علم محیط روئے زمین کے اثبات پر کوئی نص قطعی ہے اور یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے یہی وسعت علم شرک اور کفر کیسے ہوگی، جب کہ شیطان کے لیے یہی وسعت علمی ثابت ہو ہمارا سوال صرف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلے میں شیطان کا ذکر کرنا اور پھر علمی کمال میں شیطان کو برہانا، اور اس کے مقابلے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کمال میں نیچا دکھانا کیا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بے ادبی ہے یا نہیں؟

اس سے قبل براہین قاطعہ کے ص ۶ کا عکس ملاحظہ ہو۔ خط کشیدہ عبارت جس میں انہوں نے اللہ کے لیے امکان کذب کا قول کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں ”کہ خلف وعید امکان کذب ہے۔ حالانکہ قیامت میں خلف وعید بالفعل متحقق ہے۔ جس سے ان کے نزدیک کذب بالفعل متحقق ہونا ثابت ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سے بالفعل کذب کا صدور ماننا کفر ہے۔

نوٹ:- براہین قاطعہ کے ص ۶، ۵۵ کے عکس میں یہ خیال رہے کہ صفحہ میں درمیانی خط کے نیچے براہین قاطعہ ہے۔ اور اوپر انوار الساطعہ۔

تابش

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي لا اله الا هو
 والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله

البراهين لطيفة

ظلام الانوار الساطعة

بالدلائل الواضحة

كره المير محمد ميمون والفتا

بامر حضرت بقية السلف المحققين الميرزا محمد باقر الخليلي

رئيس الاحكام صاحب مكتبة دار السلام
 بهقاصم محمد علي ابن محمد علي

بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله الذي لا اله الا هو

الحمد لله الذي لا اله الا هو
 والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله
 والبراهين لطيفة
 ظلام الانوار الساطعة
 بالدلائل الواضحة
 كره المير محمد ميمون والفتا

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ

صراطِ مستقیم

مترجم جہازِ دہ

مؤلف فارسی

جناب مستطاب جرنیل حضرت شاہ
محمد اسماعیل صاحب شہید حمہ

بامہر و قلم صاحب
لوی محمد اسماعیل صاحب کتب خانہ رحیمہ دیوبند

صراطِ مستقیم

(فارسی) مکتبہ سلفیہ لاہور، ص ۸۶

مرتبہ: مولوی اسماعیل دہلوی (اردو) کتب خانہ رحیمہ دیوبند ص ۹۷

مذکورہ صفحہ میں نشان زدہ عبارت کا مفہوم:

”نماز میں زنا کے وسوسے سے بیوی کے ساتھ مجامعت کے خیال کو بہتر اور حضور علیہ السلام کی طرف توجہ لگانے کو گدھے اور نیل کے خیال میں مستغرق ہو جانے کے مقابلہ میں بدتر قرار دیا گیا ہے۔“ (نعوذ باللہ من ذالک)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نماز میں خیال آجانا یا نمازی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصور کرنا ایسا معاملہ ہے کہ قرآن پاک یا نماز میں پڑھے جانے والے کلمات کے مفہوم کو سمجھنے والا ذی شعور نمازی اپنی نماز کے دوران، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصور اور خیال سے بچ نہیں سکتا، بلکہ اس کے لیے یہ امر ناممکن ہے کہ عنوان کی تلاوت کرے اور معنوں کی طرف خیال نہ جائے، لہذا ایسے نمازی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کو ترک کرنے کی پابندی، تکلیف مالا یطاق ہے۔

اس کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو فرمایا: ”صَلُّوا کَمَا رَأَيْتُمُوْنِیْ اَصْلٰی“، یعنی نماز کی ادائیگی میں میری ادائیگی کا خیال رکھو۔ اس حدیث میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خیال کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔

اس شرعی اور عقلی حقیقت کے باوجود بحث میں پڑے بغیر ہم جو عرض کرنا چاہتے ہیں، وہ یہ ہے، کیا یہ مناسب ہے کہ زنا مجامعت، نیل اور گدھے جیسی حقیر چیزوں کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا جائے۔

”صراطِ مستقیم“ کی زیر بحث عبارت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گدھے اور نیل کے ساتھ نہ صرف ذکر ہے، بلکہ یہاں تو صراحتہً مقابلہ کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیال کو گدھے اور نیل کے خیال سے بدتر قرار دیا گیا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

حالانکہ زنا اور بیوی کے ساتھ مجامعت کے خیال کو ذکر کرتے ہوئے یہ احتیاط برتی گئی ہے کہ یہاں ان دونوں کا مقابلہ بہتری میں کیا اور مجامعت کے خیال کو بہتر قرار دیا گیا۔ (صراطِ مستقیم کے فارسی اور اردو ایڈیشن کے صفحات کا عکس ملاحظہ ہو) تابش

[illegible]

مراد سیم

اور وہ

مراد کا یہ دنیا مخلص لوگوں کے غلوں کے مخالف ہے اور خود بخود مسائل کا حل میں آجائے۔ اور
اخراج اور فرشتوں کا کشف ان فائزہ خلعتوں میں سے ہے جو حضور حق میں مستغرق باخلاص و
کو نہایت مہربانہ دل و ج سے عطا ہوا کرتے ہیں پس یہ ان کے حق میں ایک ایسا کمال ہے کہ
ملائکے سے بڑھ کر پر عظیم مہربان ہے اور ان کی ناز بھی عبادت ہے کہ اس کا شہرہ انھوں کے سامنے
آگیا ہے۔

اِس حاجتوں کی وہ دعائیں جو بالکل نازی سے پروردگار بے نیازی کی بارگاہ میں حاجت
رعائ کے منحصر ہونے کے اعتقاد کے باعث عین نمازیں صادر ہوتی ہیں اسی قبیل سے ہیں
یعنی نانہ کے لئے کمال ہے کہ وہ قلیل حاجتیں معاش ہی کے متعلق ہوں اور اپنی حاجتوں کے
بارہ میں نفس کے ساتھ مشغول نہ کرنا قبیح و سوسل اور ناز کے نقصان میں سے ہے اور جو
کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نماز میں سامانِ شکر کی تدبیر کیا کرتے تھے سو اس
نقص سے مفروہ ہو کر اپنی نماز کو تباہ نہ کرنا چاہیے ۔

کار پا کاں ماقیاس از خود بگیر
گرچه ماند ز روشن شیر و شیر

دین پاک و گویں کے کاموں کو اپنے اور پیماس نہ کرنا اگرچہ شیر و شیر و شیر میں ایک ہیں ،
حضرت خضر علیہ السلام کے لئے تو کھتی کے قہنہ اور بے گناہ بچے کو مار ڈالنے میں بڑا ثواب
تھا اور دوسروں کے لئے نہایت درجہ کا گناہ ہے جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ لشکر
کی تماری آپ کی ناز میں غل اٹھانے ہوتی تھی بلکہ وہ بھی ناز کے کامل کرنے کا ذریعہ ہو جاتی تھی
اس لئے کہ وہ تدبیر اللہ جل شانہ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈال جاتی تھی اور جو
شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیاوی بالکل اس کے برخلاف ہے
اور جس شخص پر یہ مقام کل جاتا ہے وہ جانتا ہے ہاں بمقتضائے

ظَلَمْتُ بَعْضُهُمَا فَوْقَ بَعْضٍ
انہی میں سے ہر ایک میں سے بعض سے بعض میں سے ۔

نہانے و سوسنے اپنی بی بی کی محاسن کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف
خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی محبت کو نگہ دینا اپنے جہل اور گمراہی کی صورت میں مستغرق
ہونے سے بڑا ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چٹ جاتا
ہے۔ اور گمراہی کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیرانہ ذلیل
ہوتا ہے اور غریبی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف گھٹنے کرے جاتی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِحَمْدِ اللَّهِ الْكَرِيمِ

بِحَمْدِ اللَّهِ الْكَرِيمِ النَّعَامِ دِينَ آيَاتِ عَاقِبَاتِ الْتِيَامِ سَائِدَاتُ جَارَانِهِ
نَشْتَدِلُ دَلَالِ غُورِ قُدْرَتِ بَارِعَاتِ الْعِزِّ بِهَمِّ الْمُسْتَعِينِ بِه

الْحَمْدُ الْمَقْلُ

فِي تَنْزِيهِهِ

الْمَعْرِفَةِ الْمَنْزِلِ

بِإِيجَازِ تَعْيِينِ شَرْفِ عِلْمِهِ وَجَلَّتْ وَجْهَتُهُ وَمِنْ مَحْمُودِ حُسْنِ مِلْوَ

مَدْرَسَةِ مَجْدِ دِيوبَنْدِ
بِإِسْتِثْنَاءِ الْعَبْدِ الْبَلَدِيِّ عَمْرٍاءُ دُرِّيَّةِ

مَدْرَسَةِ الْمَطْبَعَةِ الْبَلَدِيَّةِ الْوَقْفِيَّةِ

”یک روزہ“ صفحہ ۱۸، ۱۷ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان، مصنفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی
”الحمد المقل“ صفحہ ۲۴، ۲۱ مطبوعہ مکتبہ بلالی، ساڈھورہ مصنفہ مولوی محمود الحسن دیوبندی

جھوٹ اور کذب ایسی برائی ہے جس کے قبیح ہونے پر تمام باتیں متفق ہیں، اسی لیے اس کو قبیح لذاتہ قرار دیا گیا ہے، مگر علماء دیوبند مولوی محمد اسماعیل کی تقلید میں اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے اور وہ فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام پر جھوٹ کا القاء کر سکتا ہے۔

اور یہ دلیل دیتے ہیں کہ جب بندہ جھوٹی بات کرنے پر قدرت رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کو بھی یہ قدرت حاصل ہونی چاہئے، ورنہ بندہ کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے گی۔

حالانکہ تمام امت کا اتفاق اور اجماع ہے کہ کذب، نقص اور عیب ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے اور عیب اور نقص کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے، جب کہ بندہ کے لیے نقص اور عیب محال نہیں۔

تاریخ

(الحمد المقل اور یکروزہ کے متعلقہ صفحات کا عکس ملاحظہ ہو)

ہے کہ معتزلہ صرف کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہیں کیونکہ کلام نفسی کے تو صریح منکر ہی ہیں تو بالخصوص
 یہ ہو کہ کلام لفظی از قبیل افعال ہے از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو اسکی صفۃ کہا جائیگا
 وہ بالبیانہ صفت فعلی ہوگی نہ صفۃ ذاتی ہمارا مطلب اس موقع میں فقط یہی ہے کہ صدق و
 کذب مذکور صفات فعلیہ ہیں سو وہ تو بعد المذات ثابت و ظاہر ہو گیا مگر وہ باتیں ہمارے مفیدہ و عبادات
 مذکور سے اور معلوم ہو گئیں اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت امتناع کے لئے جو کہ صفات
 فعلیہ میں داخل ہے بیج و ہو سچا نہ لا یفعل البقیع سے استدلال کرنا معتزلہ کا مشرب ہے و اس
 یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ امر مسلک اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میر صاحب کا وہ ہونا
 علی اسلم و مستوف بطلانہ فرماتا اسکے لئے دلیل ثانی جو سوہ دون باتیں یاد رکھنے کے قابل ہیں۔
 مقدمہ ہفتم

ام ہفتم یہ ہے کہ صدور قبلیج اور قدرت علی القبلیج میں زمین آسمان کا فرق ہے امر اول کو عند
 اہل سنت بہ نسبت ذات خالق الائنات محال کہا جاتا ہے تو امر دوم مسلمات میں سے ہے جب
 جانتے ہیں کہ ذات تعالیٰ شانہ سے افعال قبلیج کے صدور کی نوبت نہیں آسکتی لیکن افعال قبلیج
 کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جہاں حق تسلیم فرماتے ہیں کیونکہ خرابی ہے تو دون کے صدور
 میں ہے نفس مقدوریتہ میں اصلاً کوئی خرابی لازم نہیں آتی اگر ہوتا ہے تو کمال قدۃ ثابت ہوتا
 ہے بلکہ امور مذکورہ کو قدرت سے خارج کرنے میں عموم قدۃ علی ممکنات جو داخل کمال اور مسلمات
 اہل سنت میں سے ہے باطل ہو جائیگا کتب عقاید میں قدرت تعالیٰ ہم سائر ممکنات اور کل ممکن
 مقدور موجود ہے اور امکان کو معصوم مقدوریتہ کہنا سب کا قول ہے بہر صورت مقدوریتہ قبلیج میں
 موازنہ مذکورہ امتناع ذاتی میں سے کسی کا تحقق لازم نہیں آتا تو اب افعال قبلیج کو قدرت قدیمہ حق
 تعالیٰ شانہ سے کیونکر خارج کہہ سکتے ہیں البتہ جو امور ایسے ہوں کہ ان کے امکان صدور سے انکار
 ذات عن نفسہا یا انکار کلام لازم ذات لازم آئے جیسے اکل و شرب وغیرہ تو انکو اگر قدرت قدیمہ سے
 خارج ماننے تو حق ہے کہ الایضی علی البلیب بالجملة قبلیج کے صدور کو ممکن بالذات کہنا بجا و مذہب
 اہل سنت ہے البتہ جو امتناع بالظاہر کے تحقق و فعل صدور کے کسی نوبت نہیں آسکتی جسکا خلاصہ یہ
 ہو کہ قبلیج وقت القدۃ داخل ہو کر جو حکمت و صل و تقدس امتناع الوقتی میں یہ ہو کہ نہیں کہ امور

امتناع ذاتی کا دعویٰ کیا جائے بلکہ امر میں مذکورین احقر میں سے کسی ایک طریقہ سے امتناع ذاتی کا ثبوت
 فرماتا ضرور ہے یعنی یا تو یہ امر محقق ہونا چاہئے کہ در صورت کذب کلام لفظی انکار ذات یا لوازم ذات
 عن ذات الملزوم ثابت ہوتا ہے ورنہ یہ کسی دلیل سے معلوم ہو جائے کہ کذب مذکور قدرت قدیمہ سے
 فی حد ذاتہ خارج ہے اور بالظہری المقدرۃ متحقق ہے کسی دوسری صفۃ مثل حکمت و صل وغیرہ
 کی وجہ سے امتناع نہیں اور اگر دلیل عقلی ہو تو یہ ضرور ملحوظ ہے کہ در صورت کذب کلام لفظی ذات یا تعلیلی
 میں کوئی تغیر اور نقصان لازم آتا ہے یا صفات ذاتیہ میں یا صفات اضافیہ فعلیہ میں جب تک اس امر کی
 تعیین نہ ہوگی محض لزوم نقص مطلق سے فریق ثانی کا مدعا یعنی امتناع ذاتی ثابت نہ ہو سکیگا کیونکہ حسب
 معروضہ سابق نقص فی الصفات الذاتیہ کا اور حکم ہے اور نقص فی الافعال کا دوسرا حکم ہے نقص
 اول متنع بالذات ہے تو نقص ثانی متنع بالظہر کے سوا یہ بھی ملحوظ ہے کہ کذب کلام نفسی کے امتناع ہونا
 کی وجہ سے کلام لفظی کا امتناع ثابت کریں تو یہ بھی بیان فرمادیں کہ ہر دو معنی مذکورہ کلام نفسی ہیں ہے
 کون سے معنی مراد ہیں اور ان معنی میں امتناع کذب کیسا ہے ذاتی یا بالظہر انشاء اللہ یہ جملہ امور ملحوظ رکھ کر
 تو جملہ استدلالات و اعتراضات فریق ثانی کا ابطال و لغو ثابت ہو جائیگی عقلیہ ہوں یا تقلیدیہ کیا سیاق
 مفصل مافیہ امر سب پر روشن ہے کہ حضرات قضیہ مطابقت الواقع کو مقدمہ باری فرماتے ہیں
 اور کیا یہ خطاب ہے کہ باوجود انکشاف واقعہ اور ادراک عدم مطابقت قضیہ واقعی کا مقدمہ اصدار قدرت
 باری ہل سلطانہ میں داخل ہے یہ مدعا ہرگز نہیں کہ بسبب عدم انکشاف واقعہ امر غیر واقعی ہو گیا ہو کہ جس کو
 بیستہ مل گئے قضیہ غیر واقعی کا مقدمہ و منزل مقدمہ باری ہے و بیستہ ہوں بعد کمال یعنی ملی من کا نام
 طلب واقعی السمع و ہوشیہ یعنی شلا حالت قودزید میں جناب باری کو اس کے قود کا علم تام ضروری
 ہے اور قضیہ زید قائم کے خلاف واقعہ ہونیکا بھی پورا پورا انکشاف ہے مگر باوجود اسکے بالقصد و اختیار
 جملہ یہ قائم کا مقدمہ فرماتا اور لباس موت و افلاطون طائر کے ملا لگا دیا اور پرنارل کر دینا نیز و متحال کی قدر
 قدیمہ میں داخل ہے یہ نہیں کہ حالت قودزید میں بسبب عدم علم و غلطی انکشاف اور کو قائم ہو کہ جملہ
 زید قائم فرمادینا ممکن ہے جسکو ہم کذب فی العلم یعنی جمل کہنا چاہئے اسکی امتناع ذاتی میں کسکو کلام ہے
 خلاصہ یہ تھا کہ اب امتناع میں انفریقین امکان کذب فی الکلام لفظی بامکان کذب فی العلم
 اگر نہیں

اولیٰ الناس فی العلم انما اعدوا اذا اراد شیان فیقولون ان یشاء الله
 واما قولنا انما اعدوا اذا اراد شیان فیقولون ان یشاء الله
 اور جس نے آسمان اور
 زمین پیدا کی ہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان
 جیسے آدمیوں کو (دوبند) پیدا کر دے۔ مزدور وہ تاجہ ہے اور وہ جو
 پیدا کرے والا اور جو بننے والا ہے۔ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے سوا کوئی نہیں ہے کہ اس پر کوئی تاجہ
 ہو جس پر وہ مانتا ہے۔

یکروزہ فارسی

ترتیب

حضرت مولینا شاہ محمد اسماعیل شہید

ناشر
 فاروقی کتب خانہ بکسیر سلیم پور ملتان
 تمام اشاعتیں ہزار
 سے علاوہ ہفت روزہ
 قیمت ۲۵ روپے
 علیہ التقریر و البیان

اقول۔ اقول یہ وقوع مثل مذکور تجویز کذب مشورہ سے عاقلانہ مذکر
 و اما قول مکان مثل مذکور پس مستلزم مکان کذب مشورہ سے
 قول کہ مکان مثل مذکور نہیں وہ یہ کہ سے تو اندیشہ کہ اصل اختیار عدم وقوع و اس واقع
 سے شد و عدم اختیار بعدم وقوع مثل مذکور بل بعدم اختیار بقرآن مجید اس از اصل
 مکان نیست و اصل تحت قدرت الہیہ کہما قال اللہ تعالیٰ عزوجل قُلْ لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُمْ
 عَلَیْہُمْ ذَکْرًا اَوْ لَمْ تَلَوْہُ و نیز بعد اختیار یمن است کہ ایشانرا فراموش گردانیدہ شود پس
 قول با مکان وجود مثل مستلزم بہ تمذیب نفس الانفوس گردد و سلب قرآن مجید بہ غیر
 انزال ممکن است و اصل قدرت الہیہ کہ قال اللہ تعالیٰ وَلَیْسَ لَنَا لَنْفِیْہِمْ اَنْزِلَہُ
 اِلَیْہِمْ شَئًا و لا یجْعَلُ لَکَ بِہِ عَلَیْقًا وَ کَیْہِمْ۔

قوله۔ و هو محال اذہ نقص و النقص علیہ تعالیٰ محال۔

اقول اگر مراد از محال بہ متنع لذات است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست
 پس لازم کہ کذب مذکور محال یعنی مطلق باشد چہ مقدمہ تنصیر غیر مطابقتہ مواقع و اوقات
 اس بر ملا کہ و اہمیاہ خارج از قدرت الہیہ نیست و الا لازم آید کہ قدرت انسانی از یہ
 از قدرت ربانی باشد چہ مقدمہ تنصیر غیر مطابقتہ مواقع و اوقات اس بر مخاطبین و قدرت
 از قدرت انسانی است۔ کذب مذکور اسے منافی حکمت است استہداس متنع بالغیر مست۔
 نہ کہ کذب الہیات منفوت حق سبحانہ سے ٹھانندہ و اور اصل شانہ ہاں طرح سے
 سے مخدوف اخرین و ہما کہ ایشان را کہے بعدم کذب طرح نے کندہ و نیز ظاہر است

کہ سفت کمال ہیں کہ شخصہ کہ قدرت بریکلم کذب وارہ۔ و بنا بر عایت مسحت مسحت
حکمت تنزہ از طوط کذب تکلم بہ کلام کاذب نے نمائہ ہاں شخص مہرج سے گرد۔
بہ سبب عیب کذب انصاف بہ کمال صدق بخلت کسے کہ لسان اوہ و ف شدہ
ہا شد و تکلم بہ کلام کاذب نمی تواند کرد یا قوت نفکۃ اوفاسد شدہ باشد کہ عقد قذیہ غیر
مطابقہ واقع نے تواند کرد۔ یا شخص کہ ہر گاہ کلام صادق سے گوید کلام مذکور از و صادر
نے گرد۔ و ہر گاہ ارادہ نکلمہ بہ کلام کاذب سے نماید آواز او بند نے گرد یا زبان و ذوق
نے شود یا کسے دیگر دین او را بند نے نماید یا مخلوق او را حبسے کند یا کسے چند قضایا
صادقہ را یاد گرفتہ است و اصلاً بر ترکیب قضایا نے دیگر قدرت نے وارہ۔ بنا ذلیلہ
کلام کاذب از و صادر نے گرد۔ ایں اشخاص مذکورین نزد عقلا قابل مرح نیست۔
و ہجملہ عدم تکلم بہ کلام کاذب ترفعاً من عیب الکذب و تنزہاً عن التلوث باذ
صفات مرح مست و بنا بر مجر از تکلم بہ کلام کاذب ہیچگونہ از صفات مذبح نیست۔ یا
مذبح آں بسیار آون است۔ از مذبح اول۔

قولہ ۱۱ کبری دلیل الخ

اقول۔ ایں دلیل کبری قیاس اول ست یعنی ہر جہ مستی است داخل تحت
قست ایہ نیست۔

تفسیر نمائندہ اگر مراد از لفظ مست ویر مقام متع ذاتی است کہ ایں مقدمہ سلم
ست لامحدہ نیست نہ کہ وجود مثل مذکور متع ذاتی نیست تا دیکہ کبری مذکور شدہ

رسالہ امداد: مطبوعہ تھانہ بھون، ص ۳۲، ۳۵

اشرف علی تھانوی کو کون نہیں جانتا۔ آپ کے زمانے میں
آپ کے ملفوظات و افادات پر مبنی ”الامداد“ نامی ایک پرچہ تھانہ بھون سے شائع
ہوا کرتا تھا، اس کے صفر المظفر ۱۳۳۶ھ کے شمارے میں حضرت کے ایک مرید کا حال
اور حضرت کا جواب اس طرح نقل کیا گیا ہے۔ مرید صادق خواب میں کلمہ پڑھنا چاہتا
ہے، لیکن محمد رسول اللہ کی بجائے اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے۔ غلطی کا احساس کر کے
صحیح پڑھنا چاہتا ہے، مگر زبان سے وہی کلمات سرزد ہوتے ہیں، اتنے میں نیند سے
بیدار ہو جاتا ہے اور بیداری کی حالت میں درود شریف پڑھنا چاہتا ہے، مگر زبان سے
اللہم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی نکلتا ہے۔“
مرید صادق اپنی یہ کیفیت اور حال مرشد کی خدمت میں لکھتا ہے۔ صاف اور
سیدھی بات تھی کہ اسے ان کفریہ کلمات سے توبہ کی تلقین کی جاتی، مگر اس ظلم کی فریاد کس
کے سامنے کی جائے کہ حضرت تھانوی مسند افتاء اور سجادہ طریقت سے اسے جواب
دیتے ہیں،

”اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو، وہ بعونہ تعالیٰ ترجیح
سنت ہے۔“ اگر اسے بچانا ہی مقصود تھا، تو اسے بے خود مغلوب الحال قرار دیا جاتا۔
اہل صحو و تمکین نے بھی حالت بے خودی و حالت سکر میں تو انا اللہ یا انا الحق کو بھی
درمیانی منزل قرار دیتے ہوئے پسند نہیں کیا، مگر یہ عجیب بزرگ ہیں کہ لا الہ الا اللہ
اشرف علی رسول اللہ اور اللہم صل علی نبینا و مولانا اشرف علی
ایسے صریح کفریہ کلمات کو پسندیدہ قرار دے رہے ہیں۔

تابش

ملاحظہ فرمائیے ”الامداد“ کے صفحات:

اور نہ گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کٹر شریف (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام پڑھتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھے غلطی ہوئی کٹر شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کٹر شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے مباحثہ بچائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی کل جاتا ہے حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے ہی کٹر نکلتا ہے۔ دو تین باجیب کی صورت ہوتی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور یہی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کٹر اکثر البوجہ اس کے کہ رفت طاری ہو گئی زمیں پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بیستون بے حس تھی اور وہ اثر نا طاقتی پرستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کٹر شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا مادہ ہوا کہ اگر اس خیال کو دل سے دور کیا جائے اس واسطے کہ کچھ کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے بایں خیال بندہ جیتے گیا اور پھر ”سری کرو شایستہ کٹر شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کتا ہوں اللہم صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار مجھوں مجھوں زبان اپنے قابو میں نہیں آس رہا اور ایسا ہی کہ خیال رہا تو دھڑکھڑ بیداری میں رفت رسی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کاشک میں عرض کروں۔

جواب اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ شیعہ ملت کے۔
۲۴ خواتین

سوال جناب خاندان مولانا محمد فاضل علیکم السلام درجہ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ وارو ہو کر باعث اعزاز ہوا یہ ناہیہ حضرت جد امجد قبلہ عالم مظلومہ العالی کا بڑا نواسہ مولوی صاحب مرحوم کا لڑکا ہے اس میں شبہ نہیں کہ جناب نے ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دینی خدمت بہت کی ہے اور بہت سے رسائل مفیدہ دینیات میں ڈراما گوں کو مستفیض فرمایا مگر آپ سے

تقویۃ الایمان: مصنفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی

طبع لاہور، ص ۱۰، ۲۸، ۳۸، ۳۹، ۴۲

طبع دیوبند، ص ۱۳، ۳۶، ۳۸، ۵۲، ۵۳

ص ۱- ”ہر مخلوق بڑا ہوا یا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے آگے چھارے بھی زیادہ ذلیل ہے۔“

ص ۲۸- ”جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔“

ص ۳۸- ”انبیاء اولیاء ذرۃ نا چیز سے بھی کمتر ہیں۔“

ص ۳۹- (حضور علیہ السلام) گنوار کی بات سن کر مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔“

ص ۴۲- انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو۔ وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کی جائے۔“

ص ۴۲- یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔“

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق اس انداز بیان کو کیا کہا جائے گا؟ ہمارا اختلاف ہی اس بات پر ہے کہ یہ حضرات حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بات کرتے ہوئے ٹھہر کر سوچنا تو بجائے خود انماظ کے استعمال میں اتنی رعایت بھی نہیں برتتے، جتنی وہ اپنے اساتذہ کے لیے برتتے ہیں۔ اگر یہ انداز بیان گستاخانہ نہیں ہے، تو پھر ہمیں گستاخی کی تعریف بھی نئی وضع کرنی پڑے گی۔

ملاحظہ فرمائیے ”تقویۃ الایمان“ کی عبارات کا عکس:

مَا شَاءَ اللَّهُ قُوَّةُ الْإِيمَانِ الشَّهِيدُ الْعَظِيمُ

تقوية الايمان
مُصَنَّفٌ

حضرت مولانا شاہ اسماعیل صاحب شہید

۱۱۔ تذکیر الایوان

(۷)۔ خط مولوی محمد اسماعیل شہید

(۴)۔ فتویٰ در بارہ تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان

(۴) — ترجمہ عقائد نامہ شیخ محمد الحق محدث دہلوی

۵۰۔ فتویٰ در بارہ علم غیب

(۷)۔ رسالہ حارق الاشباح

(٤) — رسالہ ہدایت الایمان منظوم (۵) — فحشہ ایمانیہ

فجر الكاف

لاشکر کیسنی دیوبند
لاشکر کیسنی دیوبند

اولیٰ ہفتک پیر پیر پیر

قل سبحانی بولے یا اس کے تئیں بادشاہ کا سامراج کہے یا اس کے ایک دن جشن کا طہر ہوے اور
 بادشاہ کی طرح نذر دلوے یہ تقصیر حسب تقصیر دلوے پڑے اس کی سزا تو اس کو چھوٹے ہے
 اور جو بادشاہ اس سے غفلت کرے اور ایسوں کو سزا نہ دلوے اس کی سزا شہادت میں تقصیر ہے
 چنانچہ عقلمند لوگ ایسے بادشاہ کو بے غیبت کہتے ہیں سو اس ملک شہنشاہ فیروز سے فرمایا
 کہ ہلے دسے گا زور رکھتا ہے اور ویسی غیبت وہ شریکین سے کوئی غفلت کرے گا اہ کس طرح ان
 کی سزا نہ دیگا اللہ سب مسلمانوں پر رحمت کرے اور ان کو شرک کی آفت سے بچائے
 قل اللہ تعالیٰ ولہ قال لقہن لا یبنہ وحقہ اصلہ علیہ تعالیٰ فی سورہ لقمان میں جب کہ لقمان نے اپنے بیٹے
 یونسہ یسعی لا تشرف یا اللہ ان لا یخون کو اور وہ ضیحت کرتا تھا اس کو اپنے بیٹے نے متشرک بنا
 اللہ کا بیشک شرک ہونا بڑی بے اضافی ہے ۔

ف۔ یعنی اللہ صاحب نے لقمان کو عقل دی تھی سو انہوں نے اُس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پہنچا دینا اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک سردار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی۔
 اور یہ عقین مان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے ہمارے بھی ذلیل ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ایسے ہی عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب میوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے اس واسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے واللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اسی کی بے ادبی ہے۔

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا أَنزَلْنَا مِنْ كُتُبٍ
 مِنْ رَسُولٍ إِلَّا تَوَقَّعَ السَّيِّئُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ
 إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي .
 فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی سورہ انبیاء میں اور نہیں بھیجا ہے کہ
 سے پہلے کوئی رسول مگر کہ اس کو یہ حکم بھیجا کہ ایک بات یہ
 کوئی ناسخ کے الی نہیں سوائے میرے سونہی کر دیتا ہے ۔
 یعنی جسے پر مغرب آئے سورہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اور اس کے ساتھ
 کی کوڑ مانے ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک سے منع اور توحید کا حکم سب شریعتوں میں ہے اور
 کہ وہ نہایت کی ہے اس کے سوا نے اور سب راہیں غلط ہیں ۔

الفقيه مسلم عن أبي هريرة رضي الله عنه قال
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

جواب: کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساعرس اور مولود درست نہیں ہے۔“

پھر دریافت کیا جاتا ہے:

سوال: ”انعتاد مجلس میلاد بدون قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں؟“

جواب: ”انعتاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے، تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔“

مسلمانو! خدا کے لیے یہ تو بتاؤ کہ یہ کون سی شریعت ہے جس میں ہولی، دیوالی کی چیزیں جائز، اور محرم کی سبیل ناجائز، جس میں ہندو کے سودی کاروبار کی رقم کی پیاد درست، مگر مولود کی شیرینی حرام۔

غضب خدا کا! شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا بیان صحیح روایت سے بھی جائز نہیں ہے۔ یہ کہیں اس دور کے مفتی تو نہیں جس دور میں اہل بیت کا ذکر فتویٰ کی رو سے ناجائز قرار دے دیا گیا تھا۔ اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب سے احادیث کی کتابیں بھری ہوئی ہیں، خود قرآن کریم میں بھی بیان ہوئے ہیں۔ آل نبی کی محبت شروع ہی سے مسلمان قوم کے ایمان کا جزو رہی ہے۔ واعظین و خطباء ہر دور میں آل نبی کے ذکر کے ذریعے خیر و برکت حاصل کرتے رہے ہیں۔ مگر رشید احمد گنگوہی ہیں کہ سرے سے ہی ان کا نام نہیں لینے دیتے۔ کیوں آخر ان کا قصور کیا تھا؟ یہی کہ ان کے جد امجد حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں توحید سے آشنا کیا، انسانیت سے آگاہی بخشی اور آج ہم مفتی اور شیوخ الحدیث کے مناصب پر بیٹھنے کے قابل ہوئے یا یہ کہ انہوں نے راہ حق پر اپنا سب کچھ قربان کر کے ملت اسلامیہ کی آبرورکھ لی۔ اگر اسلامی تاریخ سے حسینی کردار کو منہا کر دیا جائے تو ہمارے پاس وہ کونسی روشنی اور مینار حق ہے جسے نمونہ بنا کر ہم ہر دور کے یزیدوں سے بچہ آزمائی کا جواز نکال سکتے ہیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے جد امجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کا بدلہ خوب چکایا ہے کہ ہمارے مولانا نے ان کے ذکر پر ہی کرفیون لگا دیا۔

فالی اللہ المشتکی۔

اور آگے آپ نے غور فرمایا کہ اگر کسی میلاد کی محفل میں قیام نہ کیا جائے اور بیان بھی صحیح روایات پر مبنی ہو تو اس میں حاضری جائز ہے یا نہیں، فرمایا نہیں نہیں، کسی محفل میلاد میں جانا جائز نہیں، چاہے کتنی ہی پابندیوں کے ساتھ بھی کیوں نہ ہو رہی ہو۔ ذکر حسین رضی اللہ عنہ ہی کی کیا بات ہے، یہاں خود ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ بھی صاف ہو گیا۔

میلاد پاک کی مبارک محفلیں شروع ہی سے اہل اسلام کے ہاں خیر و برکت اور باعث لطف و سرور رہی ہیں۔ خود مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ ”ہفت مسئلہ“ دیکھ لیجئے۔ اس میں آپ نے فرمایا ہے: ”میں ہر سال میلاد کی محفل منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لذت محسوس کرتا ہوں۔“ پیر کا عمل یہ ہے مگر مرید فرماتے ہیں کہ ”صحیح روایات سے بھی میلاد جائز نہیں۔“

اب یہ فیصلہ قارئین کرام کریں کہ ذکر حسین اور میلاد کی محفلوں پر تالے ڈلوانے کی مہم محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و نسبت کی دلیل ہے یا کچھ اور؟

ملاحظہ فرمائیے ”فتاویٰ رشیدیہ“ کے متعلقہ صفحات کا عکس:

تابش

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

فتاویٰ رشیدیہ

کامل مکتوب

حضرت مولانا الحاج اَلْحَافِظُ
رشید احمد گنگوہی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

ناشران :-

محمد سعید اینڈ سنز - تاجران کمرہ
قراچ محل - مقابل مولوی منشا خٹہ - کپڑی

فتاویٰ رشیدیہ کامل

ہوئی یا نہیں۔

جواب :- جو امر شرعاً حرام ہے کسی کی خاطر داری سے کرنا حرام جائز بھی فسق اور حرام ہے ہرگز نہیں جائز
حسبیت میں کسی کی رضا درست نہیں۔ فقط

ارشاد

بعد فتح مکان بیت سوال :- بعض لوگوں میں دستور ہے کہ جس وقت موتی تو دفن کر کے آتے ہیں اسکے
برقاعہ کا مسک گر دالے اس وقت فاتحہ پڑھتے ہیں یہ فعل فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

جواب :- اس فاتحہ کا ثبوت کچھ نہیں فقط کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی رضی عنہ

ارشاد

سوال :- زید نے بکری سے دریافت کیا کہ مجلس میلاد مردہ حال جائز ہے یا نہیں اور
کامسکر اس میں شریک ہونا کیسا ہے بکری خود بھی مجلس میلاد کرتا تھا اور آئندہ سال کو ایادہ بکری کا بھی
ترک مجلس کا تھا خیال اسکے کہ فرج ہوتا تھا اور اپنے افتاد میں ناجائز جانتا تھا مگر منع کن مجلس
کا بوجہ اسکے تھا کہ اس وجہ سے کوئی محمد کو طعن نہ دیو گیا جبکہ میں اس مجلس کو ذکر و ثناء بہانہ شرع
کا ہو جاوے گا اور خود نہ تک ہوتا مجلس کا اس وجہ سے ترک کیا کہ لوگ معترض ہونگے اول تو ان
خیالات سے منع ہوا بعد بہ نیت خالص اللہ مانع ہوا لہذا اس سبب سے بکری کو ترک بدعت سابق
وطل واکار بدعت سے جواب ہو گا یا نہیں اور باعث دیا تو نہیں ہے۔

جواب :- بہر حال گناہ سے محفوظ رہا جب سے قصد ترک کیا بہتر ہو کہ بعزم ترک گیا کہ لاچار
فقط واسطہ تعالیٰ اعلم بعد رشید احمد گنگوہی رضی عنہ

ارشاد

سوال :- جس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو شریک
شرک جائز ہیں ہونا جائز ہے یا نہیں۔

(در سلسلہ محبوب علی صاحب دہلی درمہ کان)

جواب :- کسی اس مادہ میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی ساقس اور مولود دوست نہیں
ہے۔

سوال :- حرم میں حشرہ وغیرہ کے بعد شہادت کا بیان کرنا صحیح اشعار ہر دایت صحیح نہیں
درمہ و حشرہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چنہ دینا اور شربت دینا کو پانا درست ہے
یا نہیں۔

جواب :- حرم میں ذکر شہادت جنین علیہا السلام کرنا اگرچہ روایات صحیحہ سبیل لگانا شریعت
میں جرم ہے مگر صحیحہ صاحب کے لئے کل اشعار و حشرہ و چنہ دینا اور شربت دینا کو پانا درست ہے
درمہ و حشرہ و سبیل لگانا اور چنہ دینا اور شربت دینا کو پانا درست ہے
درمہ و حشرہ و سبیل لگانا اور چنہ دینا اور شربت دینا کو پانا درست ہے

خدا کی رضا پر کمال

پلانا یا پھرنے کیلئے اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب کا درست اور کتبہ روافض کی وجہ سے حرام میں نظر
اہل بیت کے بیمار یا فاجر سوال جسب مرد و دتور برادری اہل بیت کے یہاں جا کر کھائے پئے یا نہ کھائے پئے
پڑھنے اور چڑھانے کا حکم جوڑو دینا درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ یہ سب احمدیہ بدعت اور نادرست ہیں البتہ صرف تعزیت کے لئے مانا درست ہے
اگر دین گنہ میں شریک نہ ہو ہو فقط

صلوۃ سکون دینا سوال۔ صلوۃ غوثیہ جو اکثر عوام پڑھتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور صلوۃ سکون
و صلوۃ ہول بھی جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ صلوۃ غوثیہ کی حقیقت ہم کو معلوم نہیں اور صلوۃ سکون کی الحقیقت نماز نہیں
بلکہ مجاہدہ ہے اور صلوۃ ہول کا فوت صحاح حدیث سے نہیں فقط رشید احمد خلیفہ

مذہب بدشروہ سوال۔ محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پر بھی جاویں اور لاف و گزاف اور
حاکم روایات موصوفہ اور کاذب نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

جواب۔ ناجائز ہے بسبب اور وجہ کے فقط
بیت کو بلا قیود و رسم ایصال سوال۔ بیت کو ثواب پہنچانا بغیر تعین تاریخ کے یعنی تجارتوں یا بیسویں
ثواب میں ثواب ہے۔ نہ ہو درست ہے یا نہیں۔

جواب۔ ثواب بیت کو پہنچانا بلا قید تاریخ وغیرہ اگر ہو تو میں ثواب ہے اور جب تخصیص
اور التزامات مردہ ہوں تو نادرست اللہ باحث مواخذہ ہو جائے فقط

جانیور تک سوال۔ مرنے کے بعد چالیس روز تک روٹی لگا کر دینا درست ہے یا نہیں۔

روٹی دینے کا حکم جواب۔ چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے ایسے ہی کیا رہوین بھی بدعت
ہے بلا پابندی رسم و قیود ایصال ثواب محسن ہے فقط۔

۱۔ قولہ فی اللہ بخار ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵

کے ہوا پر ہم لوگوں میں اس بات پر غرض کسی ضروری دین کا نہ قطعاً یعنی اتفاق کفر اور تہذیب سے سخت توجیہ
 اور ملت ہی کے انکار کر کے سے مسلمان مرتد نہیں ہوتا۔ بلکہ جو ضروری دین ہے اس کے انکار سے اتفاق
 امت تہذیب کافر ہو جائیگا۔ تو یہ اور ملت کا انکار ہی تو موجب امتداد اسی لئے ہوا ہے کہ وہ ضروریات
 دین کے ہے۔ تو پھر اس میں اور وہ ضروریات دین میں کوئی فرق اس وجہ سے نہیں ہو سکتا جب
 دین و ملت کی حقیقت دین و ملت ہی ہے تو جو شخص توحید و رسالت اور تمام ضروریات دین میں پہلے
 لے آیا ہے اور ان کو اسی طرح تسلیم کرتا ہے جیسے وہ ثابت ہوتے ہیں تو اب اگرچہ وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو
 ضروریات دین کے ساتھ باقی ہو تو ضروریات دین کو خدا کے نجات حقیقی اور حجت نے کی اور رحمت الہی کا
 مستحق ہے بخلاف اس شخص کے کہ جو تہذیب ہی اور کفر ہے اور تبلیغ اسلام میں ہندوستان کی زمین میں تمام
 یہاں تک کہ جہاں ہو کہ فرض کر دیا کہ کسی سے تمام یہاں کو اللہ تعالیٰ حقیقی مانا و اسلام ہی
 حاکم ہے تو اس نے اسلام کو اپنی ہی تبلیغ و پیش قدمی کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو لایا دینا
 ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ اسلام کو خاتم النبیین یعنی آخر نبیاء نہ مانتا اور اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ سمجھتا تھا جو موت
 یونان کی حادثات بتا رہا تھا۔ لیکن ایک ہی اور قسطنطنیہ کے کھنڈن وقت یونان کا اور وہ خبر بھی ایسی ہو
 ایک ہی کے موت نبوت کا سبب ہو سکتا تھا۔ مگر پھر باوجود غفلتوں میں کہ نہ ہونے کے کوئی اثر نہ ہوتا
 رکھتے اور وہ غفلت کر کے نبی کو معاذ اللہ رو کرے اور اس کی امت کو لکھ کرے اور یہی خداوند عالم کی حادث
 معجزات سے اور ضروریات دین کا انکار کرے۔ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مرتد ہے کافر ہے اس کی عقل
 ایسی ہے کہ کسی دین نہ تھے نے کات لیا اور اس کا ذہن اس کے رنگ و ریشہ میں سرایت کر گیا ہو اور ہر ایک
 ہو تمام دنیا کو چاہے سب کو کہ تمام ہندوستان کے دریا نہ نہیں انہی کے قدیوں کے نیچے سے بہت ہوں
 مگر اس بد نصیب کو ایک قطرہ پانی کا نصیب نہیں ہو سکتا۔ دنیا کو سب کرے مگر خود تہذیب کام ہی دنیا سے
 نصیب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ خود صلی اللہ علیہ وسلم کو جس کے کام کرنے سے معزیت نہ ہو ناجائز ہے قابل
 لیا ہے کہ کفر خود ہی مسلمان ہے یا نہیں۔ علیٰ ذہن انقیاس کسی فاسق اور فاجر کو دیکھ کر اسے ذلیل اور بھروسہ
 نہ ہے جب کہ ایمان اس کے قلب میں ہو جو ہے
 چنانچہ: قدیرو! اب بھی کہ تھے مرزا صاحب اور مرزا شمعون، قادیانوں، قادیانوں، پنجاب میں تمام گنہگار مسلمانوں
 کو کوئی بچا بچتا ہے۔ معاصی سے مناسبت نہیں بلکہ ایمان کی قدر ہے اور یہاں سے ناز و زور سے نفرت

اس مسئلہ کو چھ طرح پر لیتا ہوں۔ اس میں اولیٰ طرح کی جگہ پہلی طرح اور یقین میں اعتبار نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک چیز دور
 ہے بلکہ دوسری طرح سے نظر نہیں آتی اور شک ہے کہ شیعہ ہے یا انسان تو احتیاطاً مقتضی یہی ہے کہ کوئی نہ ملے مگر جب
 قریب خوب اچھی طرح دیکھ رہا ہے کہ شیعہ ہے خود بھی جانتا ہے اور دوسرے ہزار آدمی کہہ رہے ہیں کہ شیعہ
 آدمی ہے مگر یہ بھی شکاری صاحب کوئی نہیں مانتے اور یہ وقت ہے کہ میں کہیں احتیاط کرتا ہوں کہ میں یہ آدمی نہ ہو۔ تو
 یاد رہے کہ اس احتیاط کا نتیجہ ہو گا کہ بے احتیاطی میں ہی جان اور مسلمانوں کی جان بچو دینا۔ یہ احتیاط نہیں ہے احتیاطی ہے
 جب ایک شخص نے قطعاً یقیناً ایک ضروری دین کا انکار کیا اور وہ انکار محقق ہو گیا تو اب اس کو کافر نہ کہنا خود ہے
 احتیاطی سے کفر اور مرتد ہونا ہے۔ قطعاً یقیناً ایک ضروری دین کا انکار کیا اور وہ انکار محقق ہو گیا تو اب اس کے بعد بھی
 کوئی شخص مرزا صاحب کو مسلمان ہی کہے تو اس کا یہی مطلب ہو گا جیسے علیہ السلام کی تعلیم کرتا یا جیسی علیہ السلام کی توہین نہ
 کرتا اس کے نزدیک ضروریات اسلام سے نہیں باوجود جیسے علیہ السلام کے گالیاں دینے کے بھی جب اعلیٰ مسلمان ہو سکتا
 ہے تو اس کی ہوا کہ مسلمان نے گالیاں دینی اور انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے کی اجازت دی ہے۔ حالانکہ
 انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریات دین سے ہے۔ تو مرزا صاحب کو کافر اور مرتد کہہ کر
 خود ایک ضروری دین کا انکار کر کے کافر ہو گیا یا مشرک کوئی شخص یہ کہے کہ ناز و نیکمانہ اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج
 لیسوی نہیں اس کی کوئی سب سے نزدیک تاویل بھی کرے تو اب یہ شخص جو ضروریات دین کے منکر
 ہونے کے کافر ہو گیا مرتد ہو گیا۔ پھر بھی باوجود اس کے ایک شخص احتیاط کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے مسلمان
 ہی کہو تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ یہ فراموش رہے کہ نزدیک فرض نہیں ان کی فرضیت کا اگر ضروریات دین
 سے نہیں ملا کہ ان کو فرض جانتا ضروریات دین سے ہے۔ تو اب اس کی احتیاط حاصل ہے کہ اس
 نے چار ضروریات دین کا انکار کیا اور خود کافر اور مرتد ہوا۔ وہ نہ اس کے معنی کیا کہ یہ چیزیں تو ضروریات
 دین سے ہوں مگر منکر کافر نہ ہو اور مسلمان باقی رہے۔
 جیسے کسی مسلمان کو افراد توحید و رسالت وغیرہ عقائد اسلام کی وجہ سے کافر نہ کہتا ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر
 جیسا کہ اصل میں کفر کو عقائد کفر کے باوجود مسلمان کہتا ہے کفر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر نہ کہتا ہے اور
 اسلام اس سے اس مسئلہ کو مسلمان جو باقی طرح کو بھی منکر نہیں احتیاط کرتے ہیں۔ حالانکہ احتیاطی یہی وجہ ضروری دین
 ہوا ہے کہ کفر کہنا ایک ناقص توحید و رسالت کا تہذیب کرتے تھے۔ پانچون وقت قبل کی طرح ناز و زور سے تھے مسئلہ
 کفر کا عقائد عقائد نبوت اہل قبلہ نہ تھے نہیں بھی مسلمان کہہ گئے۔ اہل قبلہ کے یہی معنی ہیں کہ تمام ضروریات دین کو

تو اب علیہ السلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر قرار دینا اور مرزا صاحب کو کافر کہنا
چاہو وہ ہوسکتا ہے یا حق تعالیٰ کا فیصلہ ہو گا تو وہ خود کافر ہو جائیں گے۔ کہہ کر مرزا صاحب نے کافر قرار دیا کہ وہ کافر ہے۔
اب جیسے غلط دیوبند کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم الزمان اور انبیاء یعنی ابراہیم علیہ السلام کے بعد کسی کو نبی نہیں
نبوت کا اثر باقی ہے وہ قطعاً کافر ہے۔ انہی مرزا صاحب کے کلام اور وہ مرگئے تو خود کہہ دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم قائم الزمان ہیں آپ کے بعد کوئی نبی موجود نہیں ہو سکتا جو نبوت اور حجت حقیقیہ ہو یا کسی کو نبی کہے وہ کافر ہے
پھر ہم سے کہنا تم کہتے ہو کہ میں کوئی آنکھ بھر کر تو تمہیں دیکھنے سے اس صورت میں مرزا صاحب تو بات سے جلتے ہیں
مگر اسلام متا ہے مگر مرزا صاحب کو کافر کہنا ہو گا۔ جیسے علماء دیوبند فرماتے ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا پیغمبر نہ ہو اسے کہہ کر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم شیطان لینا کوڑا دے کہے یا آپ کے رسول اللہ علیہ
وسلم علم کے بارے میں بیان و جانیں دہرائیں کہ وہ کافر ہے۔ چونکہ یہ سب سبھی ہے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم
الحق میں زیادہ کیا معنی آپ کے علم کے کوئی بار بھی نہیں ہو سکتا بلکہ علم نبوی سے کسی کے علم کو نسبت ہی نہیں ہو سکتی
کہہ دے جو حجت علیہ السلام کی توہین کرے انہیں گالیاں دے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی تنقیص شلن کرے ان
مسادات کرے وہ کافر ہے۔ مرزا صاحب نے بیشک اپنے پیغمبر کو گالیاں دیں اور انبیاء علیہم السلام کی توہین
کی لہذا مرزا صاحب بیشک کافر ہے۔ مرزا صاحب نے کہا اس کی بہت ہے اگر نہیں تو پھر طلب دیوبند سے
تہیں کیا واسطہ وہ بچے مسلمان تم بچے کافر تمہارے غضب تو ہے جو وہ کافر کہہ کر دے کہے جاتے ہیں تم ان کو کافر
ہی نہیں جانتے تم تو ان کو مین ایمان کہتے ہو۔ ختم نبوت کا انکار کر کے گفتگو کرتے ہو قرآن و حدیث سے بھاگتے
نبوت کو ثابت کرتے ہو۔ مرزا صاحبی نبوت کو مجہد و محض۔ ولی مسیح موعود کیا مانتے ہو، مرزا صاحب
سے جب کہا جاتا ہے کہ تم اپنے کو عیسیٰ علیہ السلام سے فضیلت دیتے ہو تو مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ
میں کیا خدا نے اس کے رسول نے مسیح موعود کو اسکے کارناموں کی وجہ سے سچا ابن مریم سے افضل قرار دیا تو کفر
یہ شیطانی دوسرے کہ یوں کہا جاتا ہے کہ تم اپنے کو ان سے افضل کہیں قرار دیتے ہو۔ جب اس سے کہا جاتا
ہے کہ تم نے یہ کیا تو جواب کہتے ہیں کہ کیا نبی ایسا ہی کیا کرتے تھے مجھ پر کوئی ایسا اعتراض نہیں جو پیغمبر
انبیاء علیہم السلام پر نہ ہو سکے۔ غرض جو الزم نہ کیا گیا اس سے انکار نہیں بلکہ اقرار کے ساتھ اس کو صبر ایمان
بتایا جاتا ہے۔ اب تو معلوم ہو گیا کہ علمائے دیوبند کی تکفیر میں اور مرزائیوں کی تکفیر میں زمین و آسمان کا
فرق ہے، علمائے دیوبند بن امیہ کی بنا پر کافر بتائے جاتے ہیں وہاں سے بری ہیں ان کو کافر نہیں قرار دیتے

ہیں اور مرزا صاحب اور مرزائی عقائد کفریہ اقوال کفریہ کو تسلیم کرتے ہیں انکا اقرار کرتے ہیں ان کو عین ایمان سمجھتے ہیں
اور جو کہیں کہیں تاویل کرتے ہیں تو وہ باطل تاویل کلام بالایہی ہے قابلہ ہے، ایک جگہ تاویل کرتے ہیں کہ مرزا
صاحب کا دوسرا کلام اس کی تفسیر کرتا ہے۔ پچلے عاجز ہیں مگر ایمان سے دشمنی ہے مرزا صاحب کو بھڑکانے
کہتے اس غرض سے یہ رسالہ لکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ مرزائیوں کو اس سے ہدایت اور مسلمانوں کو استقامت عنایت
فرمائے، ابھی تک بقیہ لکھائے مسلمان اس سے ناواقف نہیں کہ ان مروجہ کفریات کو بھی دیکھ کر مرزا صاحب
اور مرزائیوں کو مسلمان ہی ہے جانیں۔

ایک بات اور قابل ذکر ہے مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات مرزا صاحب کی پیش کرتے ہیں۔
جنہیں ختم نبوت کا اقرار ہے یعنی علیہ السلام کی تعظیم اور عظمت شلن کا اقرار ہے اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب
ان کے پیٹ سے کافر تھے ایک مدت تک مسلمان تھے اور چونکہ وہ جانتے تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے
ساتھ حق بھی ہے تو یہی عبارات بغیر نہیں جھگ کوئی ایسی عبارت نہ دکھادیں کہ میں نے جو غلطان معنی ختم نبوت
کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط میں صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی حقیقی نہ ہو گا یا
یعنی علیہم السلام کو جو فہون جگہ گالیاں دیکر کافر ہوا تھا اس سے توبہ کر کے مسلمان ہو کر امون سور نہ دیے تو مرزا صاحب
انہاں مرزائی عقائد اسلام ہی کے بولتے ہیں اسی وجہ سے مسلمان دھوکہ کھائی جاتے ہیں کہ یہ تو ختم نبوت کے
بھی قابل ہیں یعنی علیہم السلام کی تعظیم بھی کرتے ہیں قرآن کو بھی مانتے ہیں مگر اجداد پر بھی ایمان لاتے ہیں غرض تمام
آہستہ آہستہ اور ایمان بھلا کر غلطانہ طور پر یہ مسلمان کیوں نہ ہوں گے۔ مگر مسلمان یہ ان کے الفاظ ہیں لیکن معنی نہیں
جو قرآن و حدیث نے بتائے ہیں معنی کد میں جو مرزا صاحب نے تصنیف کر کے کفر کی بنیاد ڈالی ہے لہذا جو جگہ
مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں تو

ان کا کچھ اعتبار نہیں مسلمانوں کی واقفیت کے لئے مرزا صاحب اور ان کے اوتاب کے چند اقوال بصرے میں
ور نہ نتیجہ کیجئے تو معلوم اور کس قدر ایسے کفریات بھرے ہوں گے۔
علیہم السلام کی خدات میں غرض ہے کہ اس عاجز محتاج الی رحمت اللہ العفاری کے لئے اور عبد اللہ اسلام کیلئے
دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام پر قائم رکھے اور خاتمہ بالآخر فرمائے۔ آمین۔
یعنی علیہم السلام کی توہین کے متعلق جو مرزائی جواب دیتے ہیں وہ تو میں مسلم میں بفساد تعاقب ہوئے آگئے ہیں۔
وہ ختم نبوت دعویٰ نبوت سو پتائیوں کیلئے تو مرزا صاحب کی عبارات ہی مافی ہیں کہ مرزا صاحب

علمائے حجاز کا فتویٰ تکفیر اور علمائے دیوبند کا اقرار

علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ سمیت تقریباً پچاس نامور علماء حجاز نے علماء دیوبند کی زیر بحث گستاخانہ عبارات پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ ان میں سے سات نے اپنے فتویٰ میں یہ لکھا کہ ان علماء دیوبند کی یہ عبارات گستاخانہ اگر ثابت ہو جائیں، تو بلاشبہ یہ علماء کافر ہیں، جب کہ باقی سینکڑوں علماء عرب و عجم نے زیر بحث عبارات کی بناء پر علماء دیوبند پر غیر مشروط فتویٰ کفر صادر کیا ہے۔

علماء دیوبند نے اپنی گستاخانہ عبارات کے ثبوت میں الجھاؤ پیدا کرنے کی غرض سے، حجاز مقدس کے سات علماء کرام کے مشروط فتویٰ کفر کو غنیمت سمجھا، اور ان سات علماء کرام کو انہوں نے سراہا۔

(دیکھئے مقدمہ الشہاب الثاقب، چند صفحات کے نوٹ)

مگر اس سے آگے الجھاؤ پیدا کرنے کے لیے علماء دیوبند کو کچھ نہیں سوچتا کہ وہ کیا کریں۔ زیر بحث عبارات سے ان کے انکار کی کوشش اس لیے کامیاب نہیں ہو سکتی، کیونکہ دیوبند سے مطبوعہ یہ عبارات لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔

ان عبارات پر فتویٰ کفر کو غلط اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ خود علماء دیوبند بھی ایسی عبارات پر یہی فتویٰ دے چکے ہیں۔ علماء عرب و عجم کے فتویٰ سے انکاریوں نہیں ہو سکتا کہ وہ خود اپنی تصنیفات میں ان فتاویٰ کا اقرار کر چکے ہیں۔

اب آخری حربہ یہ رہ جاتا ہے کہ زیر بحث عبارات کی غلط سلط تاویلات کر دی جائیں، اور یعنی، مطلب یہ ہے، مطلب وہ ہے۔ مراد یہ ہے اور مراد وہ ہے، کا سہارا لیا جائے، مگر یہ حربہ اس لیے ناکام ہے کہ زیر بحث عبارات عرف اور محاورہ میں صریح گستاخی قرار پا چکی ہیں۔ جب الجھاؤ کے لیے کوئی موقف متعین نہ ہو سکا، تو علماء دیوبند نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے بڑوں کو بچانے کے لیے جو کچھ ہو سکتا ہے، وہ سب کچھ آزما لیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء دیوبند اس مسئلہ میں سخت کشمکش کا شکار ہیں اور بے حواسی میں الگ الگ راگ الاپ رہے ہیں۔

تابش

الشہاب الثاقب

المشرق المکافئ

از

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

معہ

ترغیب حزب الشیطان
بتصویب حفظ الایمان

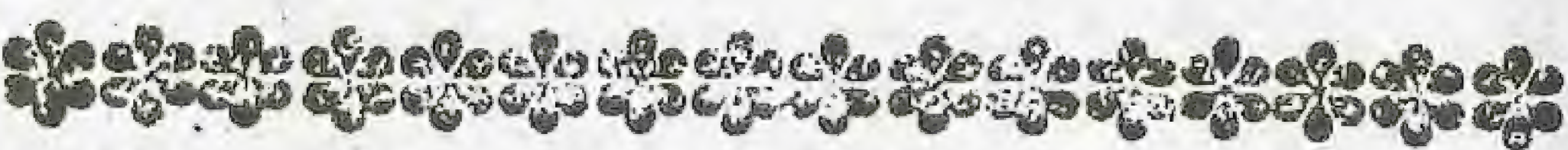
از

حضرت مولانا ابوالرضا محمد عطاء اللہ قادری بنہائی
رحمہ اللہ تبارک

غایۃ المأمول
فی ترجمہ الأصول فی تحقیق علم الرسول

از

علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ
علی ساکنہ القلۃ والسلام



انجمن المسلمین

۶۔ بی، شاداب کالونی ۵ حمید نظامی روڈ ۵ لاہور

عرض ناشر

تقریباً دو سال پیش انجمن ارشاد المسلمین کی طرف سے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی تصنیف لطیف ”الشہاب الثاقب“ کی اشاعت کا اعلان کیا گیا تھا۔ لیکن مختلف عواض کی بنا پر اس کی طباعت تاخیر و تعویق کا شکار ہوتی رہی جس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ انجمن کے ناظم اعلیٰ محترم انوار احمد صاحب کا ارادہ تھا کہ کتاب پر ایک ایسا مکتبہ مقدمہ لکھا جائے کہ جس میں کتاب مذکور کے خلاف پھیلائی جانے والی بعض اہم غلط فہمیوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا جائے کہ جس سے احمد رضا خان صاحب کے سفر حرمین شریفین کے تمام غمی گونے اجاگر ہو جائیں اور حرمین شریفین میں احمد رضا خان صاحب نے جو مکروہ کارروائی پورے مکروہ فریب کے ساتھ کی تھی اس کے تمام ضد و خال لوگوں کے سامنے آجائیں اور ان کی تکفیری کارروائی کا سارا پس منظر واضح ہو جائے۔

لیکن اس کے لئے کوئی دوسرا شخص تیار نہ تھا اور وہ اپنی گونا گوں مصروفیات کے باعث اس کے لئے مناسب وقت جلد نہ نکال سکے۔ بہر حال اب یہ طویل مقدمہ تکمیل کے مراحل سے گزر کر آپ کے سامنے ہے۔ ہم اس کی تعریف و توصیف کے سلسلہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتے اس کا فیصلہ قارئین کے ہاتھ میں ہے۔

ہم ”الشہاب الثاقب“ کے ساتھ علامہ سید احمد آفندی برزنجی مفتی مدینہ منورہ، احمد خان صاحب نے مصروف کا ذکر خیر جن القابات و خطابات سے کیا ہے وہ حسام اکبر میں ص ۹۰-۹۱ پر ہے۔ کتاب ”غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول“ بھی شائع کرے گا جس جو علامہ مصوف نے احمد رضا خان صاحب کے خلاف تحریر فرمائی تھی جس پر دیگر علماء مدینہ منورہ و اہل حدیث شرفاً و تعظیماً نے اپنی تقریحات لکھیں اور اپنے مایہ ناز و تخط ثبت فرمائے جس سے یہ

حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ”فاضل بریلوی علامہ جہد کی نظر میں کیا تھے؟“ اہل ان کے نزدیک احمد رضا صاحب کے بعض عقائد و نظریات کس قدر گمراہ کن تھے؟ یہ کتاب آج کل نہ صرف کیا بلکہ قریباً نایاب ہو چکی تھی۔ ہم اس کتاب کی افادیت بڑھانے کے لئے اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہی شائع کر رہے ہیں جو ہمارے رفیق کار اور انجمن کے اول نائب امیر جناب مولوی نعیم الدین صاحب نے کیا ہے۔

چونکہ بریلوی حضرات ایک یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ علامہ دیوبند نے ”حفظ القرآن“ کی عہد کے جو جوابات دیئے ہیں وہ آپس میں متخالف و متعارض ہیں چنانچہ حضرت مولانا سید محمد رفیع حسن چاند پوری و کے جواب کے مطابق حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی و کافر قرار پاتے ہیں اور حضرت مدنی و کے جواب کے پیش نظر حضرت چاند پوری و کافر ہیں۔ ”العیاذ باللہ“۔ اس لئے ہم ”الشہاب الثاقب“ کے ساتھ ہی حضرت مولانا ابوالرضا محمد عطار اللہ صاحب قاسمی بہاری و کی کتاب ”ترغیم حزب الشیطان بتصویب حفظ الایمان“ بھی شائع کر رہے ہیں جس میں اس اعتراض کا مکمل و دغالی شکن جواب دیا گیا ہے۔

”الشہاب الثاقب“ میں درج شدہ بعض الفاظ کے بارے میں حضرت علامہ خلد محمد صاحب دامت برکاتہم کی ایک پرانی روایت کا درج کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ”ایک بار حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی طالب علم نے یہ سوال کیا کہ ”الشہاب الثاقب“ میں بعض مقامات پر ”وہابیہ“ کے لئے لفظ ”غبیث“ استعمال کیا گیا ہے جو بہت سخت ہے۔ تو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ”الشہاب الثاقب“ کا مسودہ جس طالب علم کو صاف کرنے کیلئے دیا گیا وہ وہابیوں کا سخت مخالف تھا۔ اس نے بعض مقامات پر ”وہابیہ“ کے ساتھ ایسے الفاظ کا اضافہ کر دیا۔ پھر جلدی اشاعت کے باعث اسی تصحیح و کی جا سکی اور اگلے طالبین پھر اسی کی کاپی کرتے رہے۔“

لکھا گیا ہے۔

اپنی تقریظ میں شرط لگانے والے علمائے حرمین شریفین

کی اصل عبارتیں ملاحظہ ہوتے



۱۱ مولانا شیخ احمد ابوالخیر میردادہ اپنی تقریظ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

فلن من قال بهذه الاقوال

معتقذا لها كما هي

مبسوطة في هذه الرسالة

لا شعبة انه من الكفرة

لضالين المضلین -

۱۲ علامہ شیخ صالح کمال رقمطراز ہیں۔

فهمو الحال ما ذكرت

مارقوت من الدين -

ت

۱۳ علامہ محمد علی بن حسین مکی تحریر فرماتے ہیں۔

فاذا هو كما قال ذلك

الهمام يوجب ارتدادهم

ت

ترجمہ ! واقعی جس طرح مصنف

بلند صمت کے بیان کیا ہے اس

کے بموجب تو ان کے اقوال ان

کا کفر واجب کر رہے ہیں۔

۱۴ (حاشیہ بر صفحہ ۱۵۷)

۱ مولانا محمد بن محمد ان النحرسی لکھتے ہیں۔

فهموا ان ثبت عنهم

ما ذكره هذا الشيخ ...

..... فلا شك في

كفرهم -

ترجمہ ! ان لوگوں سے اگر وہ

بائیں ثابت ہو جائیں جو اس شیخ

راحمہ رضا خان صاحب نے

ذکر کی ہیں تو پھر ان کے

کفر میں کوئی شک نہیں۔

۲ مولانا سید شریف احمد برزنجی اپنی تقریظ میں رقم فرماتے ہیں۔

هذا حكم هؤلاء الفرق

والاشخاص ان ثبت

عنهم هذه المقالات

الشيعة -

ترجمہ ! ان فرقوں اور شخصوں پر

حکم کفر تب لگے گا۔ اگر ان سے یہ

مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں۔

۳ شیخ محمد عزیز وزیر مکی نے اپنی تقریظ میں اپنے سلسلہ اور شیخ مولانا

سید شریف احمد برزنجی کی تقریظ کی تائید کی ہے۔

۴ شیخ عبد القادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی مدرس مسجد نبوی اپنی تقریظ

میں ارقام فرماتے ہیں۔

فاذا ثبت وتحقق ما

نسب هؤلاء القوم

ترجمہ ! سوال میں ذکر شدہ

باتوں کی نسبت ان لوگوں کی طرف

۱۵ (حاشیہ بر صفحہ ۱۵۷) حسام انحرین ص ۱۰۰۔ حسام انحرین ص ۱۰۱۔ حسام انحرین ص ۱۰۲۔

۱۶ حسام انحرین ص ۱۲۵۔ حسام انحرین ص ۱۲۶۔ حسام انحرین ص ۱۲۷۔ حسام انحرین ص ۱۲۸۔

..... مما هو مبين في
السؤال فعند ذلك يحكم
بكفره

جب ثابت ہو جائے گی تب
ان کے کفر کا حکم لگایا جائے گا۔

اس کے بعد موصوف اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

واقعا قبيحا بالشبوت و
التحقيق لان التكفير
ذجا حله خطرة و مما يله
ومسرة

ترجمہ ! ہم نے ثبوت اور تحقیق
کی قیہ اس نے لگا دی ہے کہ
تکفیر کی راہوں میں خطرہ ہے۔
اور اس کے راستے شمار گزار ہیں۔

چونکہ مذکورہ بالا تقریظ لکھنے والے سات علماء حرمین نے اپنی تقریظ میں شرط
لگا دی ہے اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ جملہ شرطیہ کے اندر شرط اور جزاء میں حکم نہیں
چھا کرنا ہے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ مذکورہ بالا حضرات نے نہ خود علماء دیوبند کی تکفیر
کی ہے اور نہ احمد رضا خان صاحب کے فتوے کفر کی تائید۔ بلکہ ان ساتوں حضرات
کی تقریظ کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر علماء دیوبند کے عقائد وہی ہوں جو احمد رضا خان
صاحب نے اپنے رسالہ "حسام الحرمین" میں ذکر کئے ہیں تو وہ کافر
قرار پائیں گے ورنہ نہیں۔

۱۴۳ میں سے جب سات علماء یوں نکل گئے۔ اب باقی بچ گئے ۲۶ علماء۔
گویا علماء دیوبند کی تکفیر کے مسئلہ میں علماء حرمین شریعین میں سے صرف ۲۶ علماء
کرام نے احمد رضا خان صاحب کی بظاہر غریبہ مشرود تائید و تصدیق کی ہے۔

نہ حسام الحرمین ص ۱۵۰۔ نہ حسام الحرمین ص ۱۵۰۔ نہ "بظاہر" کی قیہ
اس نے لگائی گئی ہے کہ مفتی کا جواب ہمیشہ اس شرط کے ساتھ مشروط رہیہ حاشیہ پر موقوف

بَابُ أَوَّل

فتویٰ لینے میں جو دھوکہ اور کید و
فریب بازی کی گئی اس کا بیان

الزام و اتہام لگائے گئے ہیں جن سے وہ بالکل بری اور پاک ہیں اور وہ عقیدے اور خیالات
ان کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے وہ مقدس عالمان ہندوستان سخت بیزار ہیں اور خود بھی
ان کو کفر سمجھتے ہیں، حرمین شریفین کے عالموں نے اسی سوال کے مطابق جواب دیدیا اور ایسا عقیدہ
رکھنے والوں پر کفر و شرک کا حکم لگا دیا کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ جیسا سوال ہوتا ہے ویسا ہی جواب لکھا جاتا
ہے اگر یہی سوال لکھ کر اور کسی شخص پر یہی الزام اور بہتان لگا کر ہندوستان کے ان مقدس عالموں کے
سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی کفر و شرک کا حکم لگا دیں گے چنانچہ متعدد فتوے حضرت مولانا گنگوہی
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے کہ جو شخص شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعظم کہے خدا کو بھوٹا
کہے اس کا کیا حکم ہے تو آپ نے فتویٰ اس کے کفر کا دیا اور ہم فتاویٰ سے ان کی عبارت بھی نقل کریں

میں اس نے حرمین شریفین کے بعض عقائد اور پر احتیاط عالموں نے یہ لکھ دیا ہے کہ اگر مسائل کا بیان
ہے اور ان لوگوں کا فی الحقیقت یہی عقیدہ ہے تو وہ کافر و جہمی ہیں، چنانچہ بطور نمونہ چند عالموں کا
قول فتویٰ میں سے نقل کیا جاتا ہے ایک عالم فرماتے ہیں من قال بهذا لا قال معتقدا لہما کا
مبسوط فی هذه الرسالة لا شبهة ان من الضالین میں جو شخص ان باتوں کا قائل ہو اور جس تفصیل
سے اس رسالہ میں لکھا ہے اسی تفصیل سے اعتقاد رکھتا ہو وہ بلاشبہ گمراہ ہے، ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۲۰
صفحہ ۱۳۰ سطر ۲۰ حسام الحرمین یعنی فتویٰ عربی مؤلف بریلوی خذلہ اللہ تعالیٰ دو سہ عالم لکھے ہیں مذکورہ
الحاصل ماذکور کفر و ماساقون میں اگر فی الحقیقت ان لوگوں کا یہی حال ہے جو تم نے لکھا ہے تو وہ
کافر ہیں خارج از دین ہیں، ملاحظہ ہو تقریظ نمبر ۳۳ سطر ۱۵ تیسرے عالم فرماتے ہیں ان عن ادنی
ذات فقد کفر یعنی جو اس کا دعویٰ کرے وہ بے شک کافر ہے ملاحظہ ہو تقریظ ۳۴ سطر ۱۱۷۔

جو جسے عالم نے تو نہایت ہی احتیاط کی اور بہت تفصیل سے یہ لکھا ہے کہ اگر ان لوگوں سے وہ باتیں ثابت ہو جائیں
کہ جنکو بریلوی شیخ علی نے لکھا ہے یعنی غلام احمد سے دعویٰ نبوت کا اور مولانا رشید احمد صاحب دہلوی صاحب
احمد صاحب دہلوی صاحب علی صاحب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین تنقید ثابت ہو جائے تو ان کو

پیشہ و تجارت

حضرت ابیہان اور مکہ معظمہ
حضرت ابیہان اور مکہ معظمہ

ظالم کی اشاعت ہوتی ہے اور اس کی بدولت دنیا جہان سے دھوکہ دیکر روشیاں ہاتھ آتی ہیں یہ جملہ
 مکاروں کی اصل اور تمام دنیا باریوں کی بنیاد ہے۔ صاحبزادہ محمد عبدالعزیز نجدی امت از ہر تہیں صبی میں
 نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت جماعت
 سے قتل و قتل کیا ان کو باخیر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا
 گیا ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً مدینہ حجاز کو عثمان اس نے تکلیف
 شاد پہنچائی۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے بہت
 سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے دینہ سوزہ اور ملک منظر چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس
 کے اور اسل فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اچھا اس وہ ایک ظالم و باغی خود اور فاسق شخص تھا اسی وجہ
 سے اہل عرب کو ضرر اس کے اور اس کے اتباع سے دلی نفرت تھا اور ہے، اور اس قدر ہے کہ جماعت قوم یہود
 سے نہ تھاری سے دھوس سے دھوس سے غرض کہ وجوہات مذکورہ الفیہ کی وجہ سے ان کو اس کے ظلم
 سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب اس نے ایسی ایسی تکلیف دی ہیں تو ضرر ہونا بھی چاہیے۔ وہ لوگ
 یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہ یہود سے رکھتے ہیں۔ چونکہ ہمد و المصلین اور اس
 کے اتباع کو اہل عرب کی نظروں میں خصوصاً اور اہل ہند کی نگاہوں میں عثمان ان کے ہی خواہ اور دوسروں
 کو ان کا دشمن دین کا مخالف ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے اس لئے اس لقب سے بڑھ کر انکو کوئی لقب اچھا
 معلوم نہیں ہوتا جہاں کسی کو حق شریعت و تائید سنت پایا چٹ و باغی کہہ دیا تاکہ لوگ متنفر ہو جاویں اور ان لوگوں
 کے مصالح اور ترقیوں میں جو طرح طرح کی مکاریوں سے حاصل ہوتی ہیں فرق نہ پڑے، صاحبزادہ شہاب
 بیہ و ڈاڑھی منڈاؤ گویہ کہی کر دے تدرغیر اللہ مانو ان کا لاری، اظلام بازی ترک جماعت و صوم و صلوة جو
 کچھ گویہ سب علامات اہل سنت و الجماعت ہونے کی ہو اور اتباع شریعت صوریہ و عملاً جس کو حاصل ہو وہ
 وہابی ہو جاوے گا مشہور ہے کہ کسی نواب صاحب نے کسی اپنے ہمنشین سے کہا کہ میں نے سنا ہے
 تم وہابی ہو، انھوں نے جواب دیا حضور میں تو ڈاڑھی منڈا رہا ہوں میں کیسے وہابی ہو سکتا ہوں میں
 تو خالص سنی ہوں، دیکھئے علامت سنی جو نیکی ڈاڑھی منڈا ہو گیا وہاں مجددین نے اس رسالہ میں اس
 موضوع خاص سے ان اکابر کو وہابی کہا ہے تاکہ اہل عرب دیکھتے ہی غیظ و غضب میں آکر ملاحا دیں اور جلا

اقرا کفر

حال ہی میں دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے علامہ سید احمد برزنجی مفتی مدینہ منورہ کی تصنیف ”غایۃ المامول“ شائع کی گئی ہے جس کے ٹائٹیل پر مصنف کے القاب تین سطروں میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ علامہ برزنجی دیوبندیوں کے نزدیک انتہائی مسلم شخصیت ہیں۔

علامہ برزنجی صاحب نے جہاں مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور دیگر علماء عرب و عجم کی موافقت کرتے ہوئے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات کو کفریہ قرار دیا ہے، اور انتہائی اہتمام سے کفر کی تائید فرمائی ہے، وہاں انہوں نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے بارے میں بھی اختلاف کیا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی رائے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم تمام ممکنات حتیٰ کہ علوم خمسہ کو بھی محیط کیا ہے، جب کہ علامہ برزنجی موصوف کی رائے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم شریف اگرچہ تمام ممکنات کو محیط ہے، مگر علوم خمسہ اس سے خارج ہیں۔

علامہ برزنجی نے اپنی اس رائے کے اثبات میں رسالہ ”غایۃ المامول“ لکھا جس کے مقدمہ میں انہوں نے اس ساری حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے مسئلہ میں مولانا احمد رضا سے اختلاف کرتے ہوئے ہیں مگر علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات کے کفر پر دوسرے علماء کی طرح میں بھی متفق ہوں اور آج بھی میرا یہی فتویٰ ہے۔

فرماتے ہیں: ”ہم نے اس رسالہ (حسام الحرمین) پر تقریباً نصف بیق لکھ دی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں (علماء دیوبندی) سے یہ مقالہ شیعہ ثابت ہو جائے، تو یہ لوگ کافر اور گمراہ ہیں، کیونکہ یہ سب باتیں اجماع امت کے خلاف ہیں۔“

(ترجمہ) غایۃ المامول، ص ۲۹۹۔ مترجم: مولوی نعیم الدین دیوبندی
دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے غایۃ المامول "کو چھاپنے اور شائع کرنے کا

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ
 اے پیغمبر! آپ فرمائیے کہ زمین و آسمان میں کوئی شخص غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔
 (آئل: ۶۵)

احمد رضا خان صاحب کا گمراہ کن عقیدہ غیبیہ، علمائے حجب ازکی نظر میں

غایۃ المأمول فی تہمة

منہج الوصول فی تحقیق علم الرسول

لشیخ الفاضل الکامل الجامع بین المعقول والمنقول الحاوی للفروع والاصول
 علامۃ الزمان فہامۃ الاوان حامل لواء الحقیق مالک ازمتہ السنۃ قن تہجۃ
 مولانا سید احمد آفندی البرزنجی الحسینی المفتی بالمذینۃ المنورہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ)
 ناشر

انجمن ارشاد المسلمین

بی۔ بی۔ شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ۔ لاہور

امفی الایات البینات۔ والمعجزات
 الباہرات۔ سیدنا و مولانا محمد
 خیر الوسائل۔ القائل حین سئل
 عن الساعۃ " ما السؤل عنہا
 با علم من السائل " و علی
 جمیع الانبیاء والمرسلین۔ و علی
 العہد وصحبہم والتابعین۔

اما بعد!

فقد کنت الفت رسالۃ
 مختصرۃ جواباً عن سوال
 و ردالی من الہند مضمونہا انہ

" وقع تنازع بین علماء

الہند فی علمہ صلی اللہ علیہ

وسلم هل ہو محیط بجميع

الغیبات حتی الخمس المد کورۃ

فی قولہ تعالیٰ " ان اللہ عندہ

علم الساعۃ " ویُنزل النبی یرۃ

او خیر محیط بذلک وان

جماعۃ من العلماء ذهبوا الی

الاول والاخرون الی الشانی

من ائی الفريقین یکون الحق،

پر جسے کھلی ہوئی نشانیاں اور بڑے بڑے
 معجزات دیئے گئے جو سجدے آقا و مولا
 میں جن کا نام نامی اسم گرامی محمد، صلی اللہ علیہ
 وسلم ہے۔ جو بہترین وسیلہ ہیں۔ جس سے
 قیامت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا
 کہ جس سے سوال کیا گیا ہے وہ قیامت کے
 بارے میں سائل سے زیادہ علم نہیں رکھتا اور
 ان کے ساتھ ہی، دیگر تمام انبیاء و مرسلین
 اور ان کی آل و اصحاب و اتباع پر بھی۔

اما بعد!

ہندوستان سے آنے والے ایک سوال
 کے جواب میں میں نے ایک مختصر رسالہ لکھا
 تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ۔

" علماء ہند میں جناب نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے علم کے بارے میں مجھ کو پڑ گیا ہے کہ آیا آپ

صلی اللہ علیہ وسلم، کا علم غیبات خمسہ جن کا

ذکر آیت " ان اللہ عندہ علم الساعۃ

میں ہے " سمیت تمام غیبات کو محیط ہے یا

نہیں۔ علماء کی ایک جماعت پہلی شق کی قائل

منہ السجدہ: ۴۴

نريد منكم بيان ذلك بالادلة
الشافية

قالفت تلك الرسالة وبينت
فيها انه صلى الله عليه وسلم
اعلم الخلق وانه عليه محيط
بجميع مهمات الدين ومحيط ايضا
بمهمات الحكايات في الدنيا
والآخرة. ولكن المغيبات الخمس
لا تدخل تحت شمول علم الشريف
للا دلة الواضحة الدالة على
ذلك من الكتاب والسنة وكلام
السلف وان ذلك لا يخدم
ادفع خدش في علو مقامه و
رفعة درجته فلقوا رسالتهم
المذكورة بكمال الرغبة ونهاية
القبول.

ثم بعد ذلك ورد في
السيرة النبوية المنورة رجل من علماء
المسلمة يدعى احمد رضا خان
فلما اجتمع في انجمن في اولابان
في الهند اقاموا من اهل الكفر و

سے اور دوسری دوسری شے کی پہچان
ہیں کہ آپ شافی دلائل سے بیان
حق کس جماعت کے ساتھ ہے

پس میں نے وہ سابقہ رسالہ لکھتے
کیا اللہ اس میں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری مخلوق میں سب
سے زیادہ علم ہے۔ اور آپ کا علم جمیع دینی
امور کو محیط ہے۔ بلکہ دنیا و آخرت کے تمام
اہم امور کو محیط ہے۔ لیکن قرآن و سنت اور
کلام سلف کے واضح دلائل کی بنا پر غیبا
غیر آپ کے علم شریف میں داخل نہیں
ہیں اور یہ بات آپ کے مقام کی برتری اور
بلندی مرتبت میں ذرہ بھر قاصر نہیں ہے
پس انہوں نے میرے اس رسالے کو انتہائی
رغبت اور پوری قبولیت کیساتھ لے لیا۔

پھر اس کے بعد علماء ہند میں سے
ایک شخص جسے احمد رضا خان کہا جاتا ہے
دینہ منورہ آیا۔ جب وہ مجھ سے ملا تو اولاً
اس نے مجھے بتایا کہ ہند میں اہل کفر و ضلال
میں سے کچھ لوگ ہیں جن میں سے ایک
غلام احمد قادیانی ہے جو سچ علی الصلوٰۃ والسلام

الضلال منهم غلام احمد القاديا
فانه يدعى بمائلة المسيح والوصي
الي والنبوۃ. ومنهم الفرقة
المسماة بالاميرية. والفرقة
المسماة بالنذيرية. والفرقة
المسماة بالقاسمية. يدعون
انه لو فرض في زمنه صلى الله
عليه وسلم. بل لو حدث بعده
نبي جديد لم يخل ذلك
بخاتمته. ومنهم الفرقة
الوهابية الكذابية اتباع
رشيده احمد الكنكوهي المتائل
بعد تم تكفيره من يقول بوقوع
الكذب من الله تعالى بالفعل.
ومنهم رشيده احمد الذي يدعي
شوق اتباع العلم للشيطان
وعدم ثبوته للنبي صلى الله عليه
وسلم. ومنهم اشرف على الثاني
المتائل ان صح الحكم على
ذات النبي صلى الله عليه وسلم
بعلوم المغيبات كما يقول به

کے مسائل ہونے اور اپنے لئے وحی اور نبوت
کا دعویٰ کرنا ہے۔ انہیں میں سے ایک فرقہ
امیریہ ہے۔ ایک نذیریہ ہے۔ ایک قاسمیہ
ہے۔ جو دعویٰ کرتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کر لیا جائے
تو اگر آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے
تب بھی آپ کی خاتمت میں کوئی فرق نہیں
آتا۔ انہیں میں سے ایک فرقہ وہابیہ کہتے
ہے جو رشید احمد گجراتی کا پیرو ہے جو
اللہ تعالیٰ سے افضل کذب کے وقوع کا
قول کرنے والے کو کافر نہیں قرار دیتا۔ انہیں
میں سے ایک شخص رشید احمد ہے جو دعویٰ
ہے کہ مسیح علم شیطان کے لئے ثابت ہے
لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں۔
انہیں میں سے ایک اشرف علی تھانوی ہے
جو کہتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
پر علم مغيبات کا حکم لگنا بقول زید کج ہو تو
سوال یہ ہے کہ اس کی مراد بعض مغيبات
میں یا سب ؟ اگر بعض مراد ہیں تو اس
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص یا
علم غیب تو زید۔ عمرو۔ بکر۔ جک۔ جیسے

نمید قال مسئول عنه انه ما ذاراد
بمدا ۱۰ البعض الغيوب ام كلها ؟
فان اراد البعض فامى خصوصية فيه
لحضرة الرسالة فان مثل هذا العلم
بالغيب حاصل لزید وعمرو بل لكل
صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات
والبهائم .

وانه الف رسالة في الرد عليهم
وابطال اقوالهم نسما ۱۰ المعتقد المستند
ثم اطلعتنى على خلاصة من تلك
الرسالة فيما بيان اقاويلهم المذكورة
فقط . والرد عليهم على سبيل الاختصار
وطلب تقریظا وتصديقا على ذلك
فكتبنا له التقریظ والتصديق للطلب حاصل
ما كتبنا انه ان ثبت عن هؤلاء تلك
الوقالات الشیعة هم اهل كفر و
ضلال لان جميع ذلك خارج لاجماع
الامة . واشرفنا في ضمن ذلك الى
بعض الادلة في ابطال اقاويلهم
ثم بعد ذلك اطلعتنى احمد رضا
خان الذکور علی رسالة له ذهب

حيوانات و بهائم کو حاصل ہے۔

اور اس نے مجھے بتایا کہ اس نے
ان فرقوں کے رد اور ان کے اقوال کے باطل
کرنے کے لئے ایک رسالہ موسومہ
”المعتقد المستند“ لکھا ہے۔ پھر اسے

مجھے اس رسالہ کے خلاصہ وحسام انحرین پر
صل کیا۔ اس میں صرف ان خرفوں کے قائل

مذکورہ کا بیان اور ان کا مختصر سار و مختار اور

اس رسالہ وحسام انحرین پر تصدیق

و تقریظ طلب کی۔ ہم نے اس پر تقریظ و

تصدیق لکھ دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر

ان لوگوں سے یہ مقالات شیعہ ثابت ہو جائیں

تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں۔ کیوں کہ یہ سب

باتیں اجماع امت کے خلاف ہیں۔ اور اپنی

تقریظ کے ضمن میں ہم نے ان کے اقوال

کے ابطال کے لئے بعض دلائل کی طرف

بھی اشارہ کیا۔

پھر اس کے بعد مجھے احمد رضا خان

نے اپنے ایک اور رسالہ پر مطلع کیا۔ جس

میں وہ اس بات کی طرف گیا ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ہر چیز کو

فیہا الى انه صلى الله عليه وسلم
مستند ۱۰ حیظ بكل شئی حتی للنبیات
الہ محس وانہ لا یستثنی من ذلک الا
العلم المتعلق بذات اللہ تعالیٰ وصفاته
القدسۃ۔ وانہ لا فرق بین علم
الباری سبحانه وتعالیٰ وعلمہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی الاحاطة
المذكورة الا بالقدم والحدوث۔ و
ان له علی مدعاہ هذا برہانا
قاطعا وهو قوله تعالیٰ وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ
الْكِتَابَ بُیَانًا لِّحُكْمِ شَیْءٍ ۱۰ فلم ال
جمعا فی بیان ان الایۃ المذكورة
لا تدل علی مدعاہ دلالة قطعیة و
ان الاحاطة العلمیة بجميع
المعلومات التي لا تتناهی مختصة
باللہ تعالیٰ ولم یقل بحصولها
لغيرہ تعالیٰ احد من امت الدین
فلم یرجع عن ذلک واصر وعاند ولما
كان زعمہ هذا غلطا وجراۃ
علی تفسیر کتاب اللہ بفسیر دلیل
احبت الآن ان اجمع کلاما مختصرا

محیط ہے۔ حتی کہ نبیات غمہ کو بھی۔ اور
یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے
متعلق علم کے علاوہ کوئی چیز بھی آپ کے
علم سے مستثنی نہیں۔ اور یہ کہ خدا تعالیٰ
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
علم کے درمیان احاطہ مذکورہ میں صرف
حدوث و قدم کا فرق ہے اور یہ کہ اس
کے پاس اپنے اس مدعی پر دلیل قاطع اللہ
تعالیٰ کا قول وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتَابَ
بُیَانًا لِّحُكْمِ شَیْءٍ ۱۰ ہے۔ یعنی
ہم نے آپ پر قرآن کریم کو ہر چیز کا بیان
بنا کر نازل کیا ہے پس میں نے اس بات
کے بیان میں کوئی کوتاہی نہیں کی کہ آیت
مذکورہ اس کے مدعی پر دلالت قطعیہ کے
طور پر دلالت نہیں کرتی۔ اور یہ کہ تمام
معلومات غیر متناہیہ کا احاطہ علیہ
اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور
ائمہ دین میں سے کسی نے بھی غیر اللہ کے
لئے غیر متناہی کے احاطہ علیہ کا قول
نہیں کیا۔ لیکن احمد رضا خان نے اپنے
قول سے رجوع نہیں کیا بلکہ وہ اپنی بات

يكون تمتة لرسالتنا الاولى

فيه بيان بطلان استدلاله

على مدعاه بالخلاف المذكور

مشيرا الى بعض مهمات رسالته

المذكورة التي ذكرها تائيدا

لقوله - مبينا نقضها وعدم

صحتها من وجوه عديدة

ثلاث بطن من اطلع على تقريرا

المذكورة اننا وافقناه في هذا

المطلب فاقول وبالله التوفيق ان

رسالتنا هذه تنقسم الى بابين

الباب الاول في الوجوه الدالة على

عدم صحة دعواه - والباب الثاني

في ذكر نصوص ائمة الدين الدالة

على صحة ما جربنا عليه في

هذه الرسالة وفي التي قبلها

پر اٹار دیا اور حق سے مناد کیا۔ چونکہ اس کا

یہ گمان غلط اور اس کی قرآن کی یہ تفسیر

باطل تھی اس لئے میں نے چاہا کہ میں ایک

مختصر کلام جمع کروں جو جلسے پستے وصال

کا ترجمہ بن جائے جس میں اس کے اپنے دعوے

پر آیت مذکورہ سے استدلال کے باطل

ہونے کا بیان کرتے ہوئے اس کے وصال

کی بعض اہم باتوں کی طرف بھی اشارہ کیا جائے

ساتھ ہی متعدد وجوہ سے اس رسالہ کے نقض

اور اس کی عدم صحت کو بھی بیان کر دیا جائے

تاکہ جو شخص ہماری مذکورہ تقریر پر مطلع ہو وہ

یہ گمان نہ کرے کہ ہم نے اس مطلب میں اس

کی موافقت کی ہے۔ پس اللہ کی توفیق سے کتا

ہوں کہ ہمارا رسالہ دو بابوں پر منقسم ہے پہلا

باب ان دلائل کے بیان میں ہے جو اس کے

دعویٰ کے صحیح نہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں

اور دوسرا باب ائمہ دین کی ان تصریحات کے

بیان میں ہے جو جلسے و اجلاس میں

رسالہ میں بیان کردہ مسلک کے صحیح ہونے

پر دلالت ہیں۔

علامہ اقبال کے تاثرات

۱۹۳۴ء میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی۔ حضرت حجۃ الاسلام نے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات سنائیں، تو علامہ نے بے ساختہ مندرجہ بالا تبصرہ کیا۔ اس واقعہ کے راوی ہیں حضرت استاذ العلماء مفتی تقدس علی خاں مدظلہ العالی، جو حضرت حجۃ الاسلام کے شاگرد، خلیفہ اور داماد ہیں اور طویل عرصہ تک دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے مہتمم رہے ہیں۔ ان دنوں آپ جامعہ راشدیہ، پیر جوگوٹھ (سندھ) کے شیخ الجامعہ ہیں، ذیل میں ان کا ایک مکتوب پیش کیا جا رہا ہے:

غالباً یہ ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے جب کہ مسجد وزیر خاں میں آخری فیصلہ کن مناظرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضرت حجۃ الاسلام قبلہ قدس سرہ بہ نفس نفیس لاہور تشریف لے گئے تھے، اور مولوی اشرف علی تھانوی کو خصوصی دعوت دے کر ان کے لیے ڈبہ ریز رو کر کے ان کی آمد کا انتظام کیا گیا تھا، لیکن باوجود اصرار کے وہ نہیں آئے۔

اسی موقع پر کسی مقام پر حضرت حجۃ الاسلام قدس سرہ اور ڈاکٹر اقبال صاحب مرحوم کی ملاقات ہوئی۔ حضرت موصوف نے واپسی پر بریلی شریف کے چند احباب کے سامنے یہ تذکرہ فرمایا کہ دیوبندی حضرات کی گستاخانہ عبارتیں ڈاکٹر صاحب موصوف کے سامنے پڑھی گئیں، تو ڈاکٹر صاحب نے بے ساختہ کہا:

مولانا! یہ ایسی عبارات، گستاخانہ ہیں، ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا۔ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑ جانا چاہئے۔

(علامہ محمد اقبال)

تقدس علی قادری رضوی بریلوی

مورخہ ۱۲/ ماہ خاص ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مکتوب کا عکس ملاحظہ ہو ص ۳۸

امام احمد رضا خاں بریلوی سرہ کے ایک تاریخی خط کی نقل پیش کر رہے ہیں جو آپ نے آج سے تقریباً ساٹھ سال قبل ۱۳۲۹ھ میں مولوی اشرف علی تھانوی کو لکھا تھا اور جو رسالہ ”دافع الفساد عن مراد آباد“ میں چھپ چکا تھا۔

معاوضہ عالیہ امام بریلوی قدس سرہ

نقل

بنام :- مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علی من اتبع الهدی۔ فقیر بارگاہ عزیز قدیر عز جلالہ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسب معاہدہ و قرار دادراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ کو سوالات و مواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی پر چہ اسی وقت فریقین مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کے بدکنے کی گنجائش نہ رہے، معاہدہ میں ۲۷ صفر مناظرہ کے لیے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی۔ گیارہ روز کی مہلت کافی ہے وہاں بات ہی کتنی ہے۔ اسی قدر کہ یہ کلمات شان اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں تو ہیں یا نہیں؟ یہ بعونہ تعالیٰ دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے لہذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر روزِ جان افروز دوشنبہ اس کے لیے مقرر کرتا ہے آپ فوراً قبول کی تحریر اپنی مہری دستخطی روانہ کریں اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں..... اور آپ بالذات اس امر اہم و اعظم دین کو طے کر لیں اپنے دل کی آپ جیسی بتائیں گے وکیل کیا بتائے گا۔ عاقل بالغ مستطیع غیر محذرہ کی توکیل کیوں منظور ہو؟ معہذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے۔ کفر و اسلام میں وکالت کیسی؟ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل کا سہارا ڈھونڈیے تو یہی لکھ دیجیے اتنا تو آپ کو حسب معاہدہ لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے۔ اس کا تمام

ساختم و برداختہ قبول سکوت، نکول، عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المتقدّر عز جلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا فار ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم۔ میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھے جائیں گے پھر آپ خود ہی دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں؟ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع خجالت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں۔ ہر بار ایک ہی طرح کے جواب ہوتے ہیں آخر تائبہ کے؟ یہ اخیر دعوت ہے۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا آئندہ کسی کے غوغہ پر التفات نہ ہوگا۔ منوادینا میرا کام نہیں۔ اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

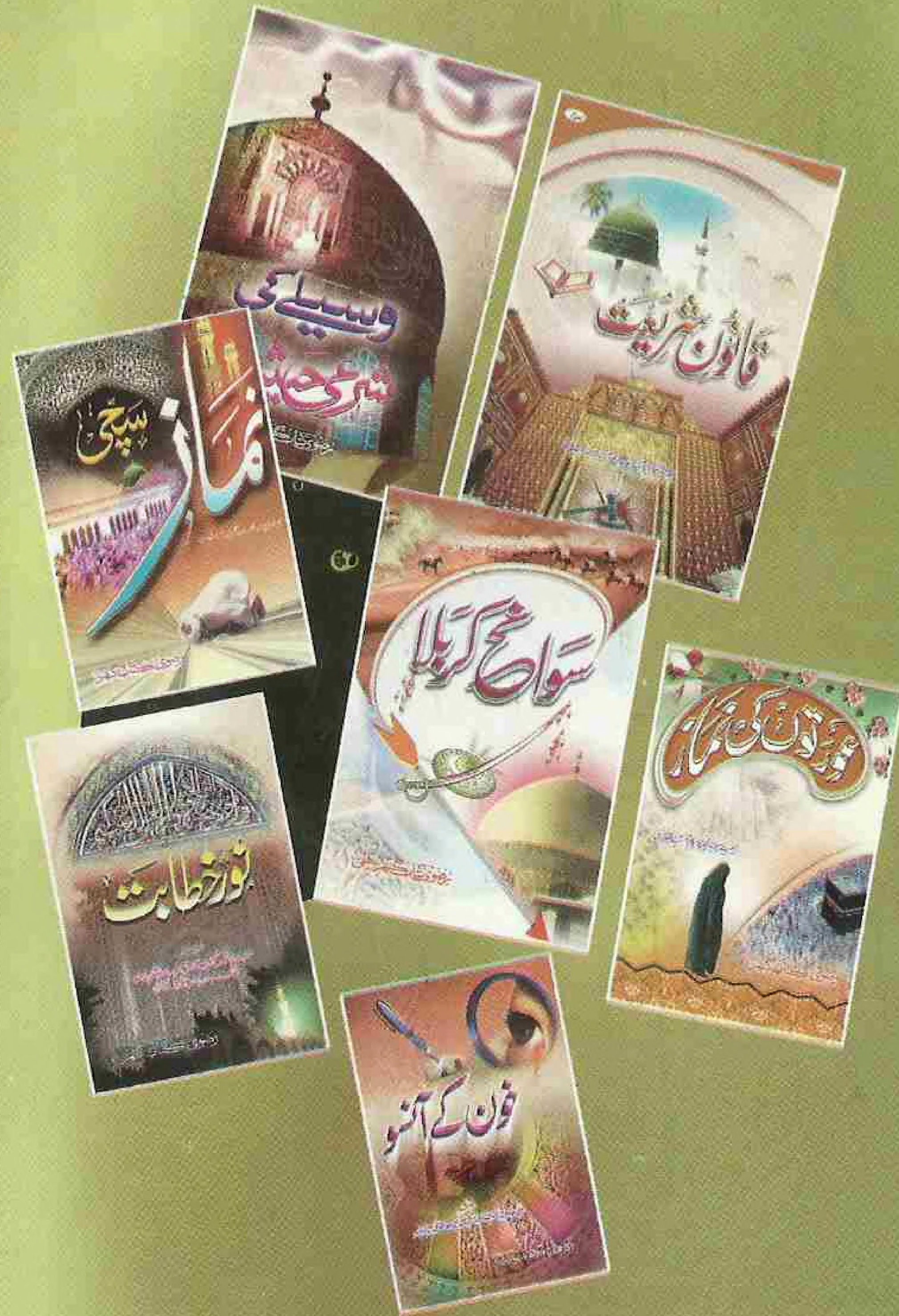
وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

□□

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۵ صفر المظفر بروز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ

مال یہی ہوا کہ اکابر دیوبند گھبراتے رہے خجالت و شرمندگی نبھاتے رہے رجوع و اتحاد سے گریز کیا اور ایک بہت بڑا فتنہ باقی رہ گیا۔



RAZVI KITAB GHAR

425, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6

Ph: 011-23264524 Mobile: 9350505879

Rs.50/-